قول حضرت عیسیٰؑ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو
کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا،

لوقا باب ۱۸

بعون اللہ تعالے وفضلہ کتاب مستطاب

تنبیہ المخالفین

۱۳۰۹ف

فی جواب

اُمہات المومنین

از تصنیف جناب مولانا مولوی سید فیض حسین صاحب حیدرآبادی

در مطبع فیض الکریم واقع حیدرآباد دکن بزیور طبع مزین گردید

التماس مصنف

اس کتاب مین کہین کہین بائبل کے بعض مطالب پراور اُس کی عبارت سے چند انبیا پر
عیسائیونکو الزام کے لئے اعتراض کئے گئے ہین جیسا کہ اکثر علماے متاخرین اسلام کا طریقہ
ہے۔ مگر حقیقت مین ہمارا اور کل علماے اسلام کا قطعی اعتقاد یہہ ہے کہ جملہ انبیا علیہم السلام
دراصل ان تمام تعریضون سے بری اور گناہون سے معصوم تھے علی الخصوص حضرت
عیسی علیہ السلام کہ خدا کے پیارے بندے اور پیمبران اولوالعزم سے ہین ابتداے
عمر سے آخر عمر تک تمام معصیتون سے معصوم اور پاک تھے۔ توریت و انجیل
جسکا ذکر قرانِ شریف مین موجود ہے اور جسکی تصدیق ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ نے فرمائی ہے بیشک کلامِ خدا ہے۔ مگر چونکہ خود قرآن اور احادیث
سے ثابت ہے کہ اِن کتابون مین تحریفین ہوئی ہین۔ اور ملاحظہ سے بھی یہہ امر
ثابت ہوتا ہے کہ بعض بعض مقامات پر اِن کتابون مین قطعاً تحریف ہے اور
عبارتین داخل کردی گئین ہین۔ لہذا یہہ مروجہ بائبل پوری طرح سے قابل
اعتبار نہین اسی لئے بعض مقامون پر اعتراض کیا گیا ورنہ جسقدر کلامِ خدا
ہے وہ بالکل معائب سے بری ہے اور ہرگز اہلِ اسلام کا انپر اعتراض نہین۔
فافہم ولاتکن من الغافلین۔

ملتمس

خادم الاسلام سید فیض حسین عفی عنہ

قولِ حضرت عیسیٰ "تو کیون مجھے نیک کہتا ہی نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا"
لوقا باب ۱۸

بعون اللہ تعالیٰ و فضلہ کتاب مستطاب

تنبیہ المخالفین

فی جواب رسالہ

اُمہات المومنین

از تصنیف جناب مولوی السیّد فیض الحسین صاحب در سنہ ۱۳۱۷ ہجری موافق ف سنہ ۱۳۰۹ مطابق
سنہ ۱۸۹۹ عیسوی

در مطبع فیض الکریم واقع حیدرآباد دکن بہ زیور طبع مزین شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ الطاہرین واصحابہ المکرمین۔
فی الحال ایک کتاب جس کا نام اُمّہات المومنین ہی بندہ کی نظر سے گذری۔ اس نے جو صدمہ میرے دلکو دیا ہی اسکے بیان کے لئے مجھے کوئی لفظ نہین ملتا۔ اس کتاب کے مُصنّف اور مشتہر پادری ڈاکٹر احمد شاہ شایق ہین۔ اس مصنف نے اس کتاب مین ہمارے رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت ازدواج کے بارہ مین تعریضین کر کے اسقدر بے ادبیان کی ہین اور ایسے ناشایستہ الفاظ لکھے ہین جنکی کوئی انتہا نہین فقط بیہودہ مضحکون اور بدگوئیون سے کتاب کو بھر دیا ہی۔ حضرت کی توہین کرنے مین کوئی درجہ اُٹھا نہین رکھا۔ اہلِ اسلام کی حالت پر نہایت افسوس کا مقام ہی کہ شارعِ اسلام کی نسبت مخالفین ایسی منُھہ زوریان کرین اور اہلِ اسلام دیکھتے اور سُنتے رہین۔ یہہ فقط ہمارے بعض اعمال کی سزا ہی اور ہمارے آپس کے اختلاف کا نتیجہ۔ ہمارا یہہ راست اور پاکیزہ دین ایسا نہین ہی جو کوئی صاحبِ عقلِ

سلیم

سلیم اسپر اعتراض کر سکے۔ اور ہمارے ہادی او رپیغمبر جو کل انبیاء سے افضل ہین۔ ایسے نہین ہین جو کوئی اہل انصاف اُنپر کوئی تعریض کر سکے۔ بلکہ اکثر ہمارے مخالفین جو کسی قدر انصاف رکھتے ہین برابر ہمارے مذہب اور شارع مذہب کی توصیف مین رطب اللسان ہین۔ دیکھو تائید المحمد والقران ترجمہ اپولوجی فار محمد اینڈ قران مصنفہ جان ڈیون پورٹ صاحب اور تاریخ تمدن عرب مصنفہ ڈاکٹر لی بان صاحب اور دوسرے محققین علماے نصاریٰ کی کتابین۔ جن سے بعض عبارتین آیندہ اپنے اپنے مقام پر اور خاتمہ مین اس کتاب کے نقل کی جائین گی۔ مگر بعض وہ کج فہم اور ناعاقبت اندیش لوگ جن کی آنکھون پر زخارف فانیہ دنیوی کی محبت نے غفلت کا پردہ ڈالدیا ہی۔ اور چند روزہ عیش اور ناپایدار دولت کی ہوس نے جن کے دلون کو سیاہ کردیا ہی حقیت کو چھوڑکر جو بعض بیجا تعریضیات اور جھوٹے الزامات آنحضرت کی نسبت لگاتے ہین۔ ان کے جوابات محکمہ اور تردیدات واضحہ موجود ہین مگر بہت افسوس ہر اہل اسلام پر کہ اپنے پیارے اور عزیز دین کی طرف توجہ تک نہین کرتے اور اپنی قابل ترحم حالت پر بالکل رحم نہین کھاتے۔ آپس مین ایک دوسرے کی بیخکنی اور توہین و تذلیل مین جانین لڑادین گے۔ مگر مخالفین اسلام اور طاعنین حضرت خیر الانام کی تقریر و تحریر کی طرف بھول کر بھی کبھی نہ دیکھین گے کہ کیسے کیسے بیجا حملے اپنے رسول مقبول پر ہو رہے ہین۔ نہین معلوم آپس کے اختلاف سے کب باز آئین گے اور خواب غفلت سے کب بیدار ہون گے۔

المختصر ہرچند مصنف امہات المومنین نے اس کتاب مین مولوی سید امیر علی صاحب

کی تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام کے چودوین باب کا جواب دیا ہی اور
ضمناً مولوی محمد علی صاحب کانپوری[۵۱]۔ اور حکیم نور الدین صاحب بھیروی[۵۲]
اور مولوی فیروز الدین صاحب فیروز[۵۳] اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی[۵۴]
کے بعض بعض اقوال کو بھی اپنی دانست مین رد کیا ہی۔ مگر کوئی اہل فہم و انصاف غور
کرے تو کوئی تعریض اس کتاب مین ایسی نہین ہی جو ادنی توجہ سے باطل نہو سکے
ہر چند مصنف اپنے خیال مین اس کتاب کو ممتنع الجواب جانتا ہی چنانچہ شروع
کتاب مین کہتا ہی کہ ''مین آپ کو نیک نیتی سے ایک امر حق کا یقین دلاتا ہون کہ
دار الاسلام مین کوئی مولوی موجود نہین ہی جو اس رسالہ کے دلائل کو باطل کر کے
آنحضرت کو معصوم اور بے گناہ ثابت کر سکے اور اب آپکو ذاتی تجربہ بھی ہو جائیگا
کہ دراصل عیسائیون کے دعوی کو نہ تو آپ اور نہ آپکا کوئی اور معاون محمدی
عالم باطل کر سکتا ہی'' مگر فی الحقیقت یہہ دعوی سراسر لغو اور باطل ہی چنانچہ جب
بندہ نے اس کتاب کو دیکھا تو بندہ کی حرارت ایمانی اور مخاطب کی بیہودہ رجز خوانی
اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس کتاب کا جواب لکھے۔ اور نیز مخاطب کی عام فریبیون
اور تدلیسات سے اہل اسلام کو بچانا اور اپنے نبی کو جھوٹے الزامات سے مبرا ثابت کرنا
اشد ضروری تھا۔ لہذا اس حقیر نے بہت قلیل مدت مین کہ وہ چار ماہ سے بھی کم
ہی بحول و قوت الٰہی کل کتاب کو منقوض کر دیا اور نہایت روشن دلیلون سے
اُس کے تمام تعریضات کا جواب دیکے آنحضرت کو نبی برحق اور معصوم
ثابت کر دیا ہی۔ امید اہل انصاف و فہم سے یہہ ہی کہ بندہ کی کتاب کو حق جوئی
اور انصاف کی نظرون سے ملاحظہ فرمائین۔

[۵۱] [illegible]
[۵۲] [illegible]
[۵۳] [illegible]
[۵۴] [illegible]

مخفی نرہے کہ ہر مقام پر کتاب اُمہات کی تھوڑی سی عبارت کو بطور خلاصہ
نقل کرکے اُس کا مدلل جواب دیا ہی اور حتی الامکان کوئی مطلب متبرک اعتراض کا
ایسا نہین ہی جسکو رد نہین کیا ہی اور اِس کتاب کا نام **تنبیہ المخالفین فی جواب کتاب**
اُمہات المومنین رکھا۔ اب خداوند عالم سے دعا کرتا ہون کہ اِس کتاب سے
اپنے تمام بندون کو فائدہ پہونچاے اور سبکو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرے
آمین یا رب العالمین۔ بحق محمد سید المرسلین و آلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین صلوات اللہ
علیہ و علیہم اجمعین۔ و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ ص ۱ ابطالِ نبوت محمدیہ مین اہل کتاب کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہہ رہی ہی کہ
حضرت محمد صاحب کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت ہرگز نہ تھا و صفحہ تاریخ
کو اُلٹ اُلٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہین کہ شہوت پرستی اور خونریزی محمد مدنی کی
سوانح عمری کے جزِ اعظم ہین۔

اقول اثبات نبوت محمدیہ مین اہل اسلام کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہہ رہی ہی کہ
حضرت محمد مصطفی صلعم کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت بیشک تھا و صفحہ تاریخ
کو اُلٹ اُلٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہین کہ معجزات اور خرق عادات اور حسن اخلاق
محمد مدنی کی سوانح عمری کے جز اعظم ہین۔ مگر ہمارا مخاطب جو تعدد ازواج اور
جہاد کو شایان شان پیغمبری نہین جانتا اور ان امور کو چند ناشایستہ لفظون سے تعبیر
کرکے اپنی محکم دلیل ابطال نبوت کی جانتا ہی وہ محض مخاطب کی نافہمی پر دال ہی۔
اور دو وجھون سے باطل اور منقوض ہی۔

اوّل یہہ کہ کثرت ازدواج عہد قدیم سے ہمیشہ مروج اور انبیا اور غیر انبیا مین برابر

جاری ہی۔ اور عہدِ جدید مین بھی اِس کی کوئی ممانعت نہین ہوئی چنانچہ اناجیل مروجہ
اِس پر شاہد ہین۔ پس یہ امر انبیای سلف سے ہمارے پیغمبر تک برابر واقع ہوتا رہا ہے
اسیطرح آنحضرت نے موافق سنن انبیا کرام اور مطابق اذن خدا ے علام گیارہ
یا بارہ بی بیون سے نکاح کئے۔ پس اِس طریقہ کوجس کے عامل انبیاے کرام رہے ہین
شہوت پرستی کہنا۔ آیا عین ضلالت ہی کہ نہین

افسوس ہی اِس مخاطب پر کہ جوشِ عناد و تعصب مین اپنے دین و مذہب سے بھی
ہاتھ دھو بیٹھا۔ اتنا نہ خیال کیا کہ اِس ناشایستہ لفظ کے سزاوار وہ انبیا بھی ہوتے ہین
جن کی نبوت کے معتقد کل نصاریٰ بھی ہین۔ اہلِ عقل سمجھ سکتے ہین کہ انبیاے مقبول
پر طعن کرنے والا آیا کوئی دیندار ہو سکتا ہی یا بیدین۔

جاننا چاہیے کہ حضرت ابراہیم کی تین بی بیان تھین اور حضرتِ یعقوب کی چار
عورتین تھین اور حضرتِ داؤد نے سو عورتون سے نکاح کیا اور حضرتِ سلیمان
نے ایک ہزار عورتین کین اور اسی طرح حضرتِ جدعون پیغمبر کی بہت سی جورویں تھین
جنکا ثبوت توریت سے عنقریب دیا جائیگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

اسیطرح جہاد بھی انبیاےِ سلف سے بہت واقع ہوا ہی اور اکثر پیغمبرون نے
ہزارون کفار و مخالفین کو قتل فرمایا ہی جس کا بیان کتبِ مقدسہ مین موجود ہے۔
چنانچہ کتاب **استثنا** کے دوسرے باب آیت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵
مین حضرتِ موسیٰ فرماتے ہین وہ تب صیحون یہص مین ہمارے مقابلہ کے لئے نکلا
وہ اور اُسکی ساری قوم تاکہ ہم سے لڑین۔ سو خداوند ہمارے خدا نے اُسے ہمارے
حوالہ کر دیا اور ہم نے اُسے اور اُس کے بیٹون کو اور اُس کی سب قوم کو ہلاک کیا

اور

اور ہمنے اُسیوقت اُس کے سارے شہرون کو اور مردون اور عورتون کو اور بچون کو ہر ایک شہر مین حرم کیا اور کسیکو باقی نہ چھوڑا۔ سوا چارپایون کے جنھین ہم نے اپنے لئے غنیمت جان کے پکڑا اور سوا مال کے جو ہم نے شہرون مین سے لوٹا"

اور اسی کتاب کے تیسرے باب مین مرقوم ہی کہ "حضرت موسی نے عوج بادشاہ ملکِ بشن سے بھی جنگ کی اور اُسکو اور اُسکی تمام قوم کو مار ڈالا یہانتک کہ ان مین سے کوئی باقی نرہا اور تمام شہر چھین لئے اور ہر ایک شہر کے مردون اور عورتون اور لڑکون کو قتل کیا اور تمام شہرون کا مال اور اسباب اور سارے مواشی کو لوٹ لیا" انتہی ملخصاً اور کتاب اول سموائیل کے باب ۱۵ آیت ۳ مین سموائیل پیغمبر کہتے ہین "وہ سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور سب جو کچھ کہ اُنکا ہی حرم کر اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت ننھے بچے اور شیر خوار اور بیل اور بھیڑ اور اُونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر" اور کتاب یشوع کے باب ۹ و ۱۰ و ۱۱ مین مرقوم ہی کہ حضرت یوشع بن نون نے جسے یشوع کہتے ہین بہت سے بادشاہون سے جنگ کی اور لاکھون آدمیون کو قتل کیا اور اپنے دشمنون سے کسی کو زندہ نچھوڑا۔

اور کتاب تواریخ اول کے باب ۱۸ مین مذکور ہی۔ کہ حضرت داؤد نے بہت سی لڑائیان کین اور لاکھون آدمیون کو مار ڈالا۔ اسی طرح تمام مجموعۂ توریت مین موجود ہی کہ کئی انبیا نے بہت سے بندگانِ خدا کو جو اُن کے مخالف تھے قتل کیا۔

بہرحال ان انبیاء کرام نے اسقدر متنفین کو بیجان کیا ہی جن کے عشر عشیر بھی ہمارے حضرت کے عہد مین قتل نہین ہوئے چنانچہ جان ڈیون پورٹ

لکھتے ہین کہ وہ آنحضرت نے ہرگز اسقدر خونریزی نہین کی جسقدر حضرت موسیٰؑ نے بت
پرستی کی بیخ کنی کے واسطے کی تھی،، دیکھو تائید المحمد والقرآن صفحہ ۷ اور لطف یہ
ہر کہ حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے مخالفین کے قتل کرنے کا حکم کیا تھا چنانچہ لوقا کی
انجیل باب ۱۹ آیت ۲۷ مین مرقوم ہر وہ پر میرے اُن دشمنون کو جنھون نے نہ چاہا کہ مین
اُنپر بادشاہی کرون یہان لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو،،
مگر افسوس ہر کہ کسی شخص نے حضرت کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ بہر حال جب ثابت ہوا کہ
تعدد ازواج وقتل کفار فعل انبیاے عظام تھا تو پھر ہرگز کسی صاحب فہم کی مجال نہین ہر
کہ ہمارے پیغمبر پر کسی طرح کی تعریض کر سکے۔

دوسرے یہہ کہ ان دونون فعل یعنے تعدد ازواج اور جہاد پر طعن کرنا ایسا بیہودہ
اور باطل امر ہر کہ بعض محققین نصاری نے خود اس کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہر دیکھو
تائید المحمد والقرآن صفحہ ۱۱ سے ۳۴ تک کہ اسمین جان ڈیون پورٹ صاحب نے
کل الزامات کو قطعی دلیلون سے باطل کر دیا ہر۔ ہرچند ہم تعدد ازواج کے الزام
کے بارہ مین کتاب مذکور کی بعض عبارت کو آیندہ نقل کرین گے مگر یہان جہاد کی
نسبت جو کچھہ صاحب موصوف نے لکھا ہر اس مین سے بعض کلام کو واسطے ملاحظہ منصفین کے
نقل کرتے ہین۔

کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۸ مین مرقوم ہر جس کا خلاصہ یہہ ہر وہ الزام دوم
آپ نے اسلام کو شمشیر کے ذریعہ سے رواج دیا۔ اس کا جواب یہہ ہر کہ جو کچھہ خدا ے
تعالی نے ایک دفعہ حکم کر دیا وہ کسی زمانہ مین بے انصافانہ نہین خیال کیا جا سکتا
چونکہ عیسائیون پر فرض ہر کہ وہ یقین کرین کہ خدا نے بنی اسرائیل کو اہل کنعان

کے قتل کا اُنکی بت پرستی کے سبب سے حکم دیا تو یہہ بھی اقرار کرنا چاہئیے - کہ اگر آنحضرت
نے بھی اپنا اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلایا تو اسمین کچھہ بے انصافی نہین کی -
ورنہ یہہ بات کہنی پڑے گی کہ خداے تعالی کو بُت پرستی اُس زمانہ مین زیادہ بُری
معلوم ہوتی تھی اور اب اتنی بُری معلوم نہین ہوتی - آنحضرت بہت سی لڑائیان
لڑے مگر آپ کی سب لڑائیان حضرت موسی کی لڑائیون سے مختلف تھین -
کیونکہ آپ کی لڑائیان اس مطلب کے واسطے نہ تھین کہ قومِ عرب کو بالکل نیست
و نابود کردین بلکہ اسواسطے تھین کہ بت پرستی چھڑائین اور اُنھین خداے واحد
مطلق اور خالق کی پرستش سکھائین - مگر ہمیشہ آپ نے عورتون اور لڑکون اور
بچون کو قتل سے بچایا ہو برخلاف اس کے حضرت موسی سب قومون کو قتل
کر ڈالتے تھے نہ کسی پر کوئی شرط پیش کرتے تھے اور نہ کسی کی کوئی شرط مانتے تھے آنحضرت
نے کبھی ایسا نہین کیا - حضرت یوشع نے تمام ملک اور تمام بادشاہون کو
قتل کر ڈالا اور کسی ذیروح کو بنی اسرائیل کے خدا کے حکم کے موافق زندہ نچھوڑا -
حضرت اسموایل نے ساول سے کہا جا اور اسے ملک عمالیق قوم کو قتل کر اور اُن مین مرد
چھوڑ نہ عورت اور نہ دودھ پیتا بچہ چھوڑ اور نہ روٹی کھاتا اور نہ بیل چھوڑ نہ اونٹ نہ
گدہا اور نہ بھیڑ - تو کسی ذیروح کو زندہ نہ چھوڑ اور تو اپنے خدا کے حکم کے موافق انھین
بالکل نیست و نابود کر دے " انتھی ملخصاً فاعتبروا یا اولی الابصار -
غور کرنے کا مقام ہے کہ جب لاکھون عورتون اور بچّون کو جنکا کوئی قصور نہین
ہو سکتا - حضرت موسیٰ و یوشع و اسموایل نے قتل کر ڈالا اور اس خونریزی سے
کوئی طعن ان انبیا پر نہین ہو سکتا تو پھر کس طرح سے کوئی منصف مزاج آدمی

ہمارے حضرت کے جہاد پر جو محض بت پرستی کے استیصال کے لئے تھا اور جس مین کوئی عورت اور بچہ قتل نہین کیا گیا ہی طعن کر سکتا ہی۔ نہین ہر گز نہین۔

پس بہر حال کوئی شخص جسے خدا تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرمائی ہی اور جس کی آنکھون پر تعصب کے پردے نہین پڑے ہین کسی صورت سے ہمارے رسول مقبول پر معترض نہین ہو سکتا ہی۔ بلکہ اِس طعن کو جسے بقول مخاطب تمام عیسائی ابطال نبوت کی محکم دلیل سمجھتے ہین خللِ دماغ کی دلیل اور تعصب کی حجت جانیگا۔

قولہ متقدمین مورخین کی نگاہ مین تو یہ کوئی عیب نہ تھا اسلئے وہ خصایص نبوی سمجھکر بلا تامل انکو قلمبند کر گئے۔

اقول جب کوئی کام حقیقت مین برا نہو بلکہ وہ افعال انبیاے کرام سے اور حکم خدا کے موافق ہو تو متقدمین کیا اور متاخرین کیا کسی کی نگاہ مین وہ عیب نہو گا۔ ہان جو لوگ مثلِ مخاطب کے دین سے بے پروا ہین اور انبیا پر طعن کیا کرتے ہین اُن کی نگاہ مین اگر عیب ہو تو اُس سے کوئی نقصان نہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛

قولہ مگر جب مسلمانون کو اہلِ کتاب خصوصاً عیسائیون سے مناظرہ درپیش آیا تو اپنے نبی کی ذات کو بچانے کی غرض سے اُنکو وقتاً فوقتاً طرح طرح کے عذر تراشنے اور مختلف پہلو بدلنے پڑے۔ الخ

اقول سراسر یاوہ گوئی ہی۔ کیونکہ ہمارے نبیؐ کی ذاتِ مقدس کو خود خداوندِ عالم نے بچایا ہی اور تمام گناہون سے پاک کیا ہی ہان حاسدین اور مخالفین کے جوابات مسکتہ علماے اسلام نے متعدد وجوہ سے دئیے ہین اور ہر ایک نے اپنے

مذاق کے موافق گفتگو کی ہی اور جو شبہ مخاطب اُن جوابات مین بیان کریگا ہم اُسکے مقام پر اُس کا بطلان ظاہر کر دین گے انشاء اللہ تعالیٰ ۔

قولہ ص ۲ سید امیر علی صاحب جنکی کتاب کے ایک جزو کا تفصیلی جواب لکھنے کے لئے ہمنے قلم اُٹھایا ہے ۔ الخ

اقول کیون صاحب اسکی کیا وجہ ہی کہ آپ ایک جزو کا جواب لکھتے ہین ۔ باقی اجزا کا جواب کون لکھے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ان کا جواب لکھنا آپ کے احاطۂ قدرت سے باہر ہے ۔

قولہ ص ۳ ہم نے صرف اُس کے (یعنے تنقید الکلام کے) چودہوین باب کا جواب لکھا ہی جس مین سید صاحب نے تعدد ازواجی سے بحث کر کے خاص کر حضرت کی کثرتِ مناکحت کے لئے بے بنیاد و فرضی اغراض دکھلا کر اُن کے لئے معذرت چاہی ہی ۔

اقول جو وجوہ تعدد ازواجی کے سید صاحب نے بیان کئے ہین اگر مخاطب کے ناپسند ہون تو کچھ ضرور نہین کہ تمام عقلا اُسکو ناپسند کرین ۔ اور بالفرض کوئی وجہ انہین کی مطبوعِ عقلا نہو تو اِس سے لازم نہ آئیگا کہ اصل امر نامطبوع اور قابلِ تعریض ہو وہ امر جو فی الحقیقت ناپسندیدہ نہو اور معمول بہ انبیا و عقلا کا ہو اور مطابق حکمِ خدا کے ہو وہ کسی طرح ناپسند نہین ہو سکتا ۔ یہہ بات بالکل ظاہر اور بدیہی ہی جس مین حاجت فکر و تامل نہین ۔

قولہ ص ۳ شارعِ اسلام کے اخلاق عورات کے باب مین اپنی اصل مین کیسے نفرت انگیز تھے اور اسلام پر اِنکا اثر کیا ہو سکتا ہی اور اِن کے اظہار کے واسطے

کس قسم کے کلمات ناگزیر ہین۔

اقول شارع اسلام کے اخلاق عورات کے باب مین فی نفسہٖ نہایت پسندیدہ اور ہدایت انگیز تھے اور اسلام پر انکا عمدہ اثر ہوسکتا ہی اور اُن کے اظہار کے واسطے بہت شایستہ کلمات ناگزیر ہین۔ نہ مثل مخاطب کے معتقدہ کتب مقدسہ کے کلمات جسمین مذکور ہو کہ خدا کے جورو ین تھین اور وہ جوروین زنا بھی کرواتی تھین وغیرہ وغیرہ اور خدا یعقوب پیغمبر سے تمام رات کشتی لڑا اور مغلوب ہو گیا اور داؤد پیغمبر نے اوریا کی بی بی سے شوہر کی زندگی مین زنا کیا جس سے حمل ٹھیر گیا اور داؤد نے اوریا کو قتل کراکے اُسکی جورو کو اپنی بی بی بنالیا اور لوط پیغمبر نے اپنی بیٹیون سے شراب پی پی کر زنا کیا۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ اے مخاطب تمکو ایسے کلمات سن سنکر اور اپنی مقدسہ کتابون مین دیکھہ دیکھکر عادت ہوگئی جو تمنے بھی اپنی کتاب مین ایسے کلمات لکھے ہین اور تم اپنے خدا و پیغمبرون کی نسبت کہہ سکتے ہو کہ ان کے اخلاق کے اظہار کے لئے کتب مقدسہ کی بنا بر کیسے نفرت انگیز کلمات ناگزیر ہین نہ ہمارے پیغمبر کے اخلاق کے اظہار کے لئے۔

قولہ ص ۳ مجھے یہہ کہنے مین تامل نہین کہ اسنے (یعنے سید امیر علی صاحب نے) شاذ ہی کہین سچ بولا ہی اور اگر بولا بھی تو ادھورا اور جس بیباکی سے وہ تاریخی واقعات کا انکار کرتا ہی اُسکی مثل ہمکو زمانہ حال کی مغربی تصنیفات مین تو نہین مل سکتی گو مشرقی جاہل علما کی تحریرات مین ملنا دشوار نہو۔

اقول ہمکو نہایت تعجب ہی کہ مخاطب نے مولوی امیر علی صاحب پر تو دروغ بیانی کا طعن کیا ہی اور خود جابجا جھوٹ کا مرتکب ہوا ہی اور اکثر مقام پر افترا پردازی کی ہی چنانچہ

چنانچہ ہم آگے چلکر اُن مقامون کا اشارہ کرتے جائین گے اور اُس کی جھوٹ کو ثابت کر دین گے۔

مخفی نرہے کہ جس مقام پر مولوی سید امیر علی صاحب نے سر سید احمد خان صاحب کی تقلید کرکے امر متفق علیہ اہل اسلام کا انکار کیا ہی وہان تو ہم سید امیر علی صاحب کا ساتھ نہین دیسکتے اور باقی مقامات مین البتہ ہم امر حق اور قول صادق کی تائید کرینگے پس کہتے ہین کہ مطلقاً تاریخی واقعات کے انکار کا دعوی اور طعن سید صاحب پر بالکل بیجا بلکہ مخاطب کی نافہمی کو ظاہر کرتا ہی۔ کیونکہ معلوم اور مسلم ہی کہ ہر خبر سچ نہین ہوسکتی اور نہ ہر خبر کا یقین کسی عاقل کو حاصل ہوسکتا ہی۔ بلکہ اِس کی کیفیت یہی ہی کہ۔ الخبر یحتمل الصدق والکذب ۔ اسی لئے عقلا نے اسکو دو قسم پر تقسیم کیا ہی ایک احاد دوسرے متواتر۔ خبر احاد سے کسی امر کا یقین نہین ہوسکتا تاوقتیکہ کوئی قرینۂ قویہ اُس کی سچائی پر دال نہو۔ ہان البتہ خبر متواتر قطعیات سے ہی۔ اور علمانے خبر احاد کی بھی کئی قسمین باعتبار بیان کرنے والون کے مقرر کی ہین۔ یعنے خبر دینے والون مین بعض جھوٹے ہوتے ہین اور بعض فاسق اور بعض راست گو ہوتے ہین۔ اور ثقہ اور عادل اور ثقہ پر بھی سہوا ور نسیان کا عارض ہونا انکار نہین کیا جاتا۔ اور بعض ایسے بھی ہین کہ حقیقت مین کاذب یا فاسق ہین مگر ظاہرا لوگ اُنکو راست گو اور ثقہ جانتے ہین۔ پھر کیونکر کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ ہر خبر ایک طرح کی اور سچی ہی۔ اور اسی بناپر خبر احاد کئی اقسام پر یعنے صحیح و موثق وضعیف وغیرہ پر منقسم ہی اور یہان صحیح بھی بمعنی حقیقی نہین بلکہ صحیح کے یہہ معنی ہین کہ تمام راوی اُس کے ثقہ ہون۔ جیسا کہ علم حدیث سے ظاہر ہی۔ پس جس شخص کو اخبار کے تواتر اور احاد اور صحت و

سقم سے خبر نہو اور علمِ حدیث کو نجانتا ہو اور ہر خبر کو ایک طرح کی سمجھتا ہو وہ کیونکر مسلمانون کے مقابلہ مین قلم اٹھا سکتا ہی۔ اور یون تو بدزبانی اور بیہودہ گوئی ہر عامی وجاہل کا کام ہی۔ اگر کسی مخالف کو آنحضرت کی حالت پر اعتراض کرنا منظور ہو تو اُسے لازم ہی کہ نص قرآن یا اخبارِ متواترہ اور علی التنزل خبرِ صحیح متفق علیہ سے استدلال کرے ورنہ قول اُسکا واہی اور مہمل سمجھا جائیگا اور ہرگز قابل التفاتِ عقلا نہوگا

قولہ ص ۴ حامیانِ اسلام بھی ایک طرح سے مجبور ہین عیسائیون نے اپنے مناظرہ کو اُن کے مقابلہ مین وہ جلا دی ہی کہ عُلماے محمدی عنانِ صبر و قرار ہاتھہ سے کھو چکے ہین۔

اقول یہہ فقط دیوانون کی سی بڑہ ہی ورنہ کجا عیسائیون کے پادری اور کہان اسلام کے علما۔ معلوم ہی کہ ابتک جسقدر مناظرے تحریراً و تقریراً اہلِ اسلام اور عیسائیون مین واقع ہوے ہین اُن سب مین اہلِ اسلام ہی غالب رہے ہین اور یہہ امر آنحضرت کے وقت سے برابر جاری ہی کہ ہمیشہ اہلِ حق غالب ہون۔ واقعہُ مباہلہ کہ حضرت کے زمانہ مین نصاراے نجران سے ہوا تھا اور متواترات سے ہی بڑی محکم دلیل حقیت کی ہی اِسی طرح بہت سے مناظرے جو بعض کتبِ اسلام مین مرقوم ہین اور بعض غیر مرقوم لاتعد و لاتحصی ہین اور فی الحال ہندوستان مین جو مشہور مناظرے ہوا ہین مولوی حافظ ولی اللہ صاحب۔ اور عماد الدین صاحب کرسچن کے بمقامِ امرتسر ہوے (دیکھو کتابِ مباحثۂ دینی مطبوعۂ اسلامیہ پریس لاہور) اور ما بین ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب اور پادری فنڈر صاحب بمقامِ اکبرآباد ہوے (دیکھو دوسرا حصہ مباحثۂ مذہبی کا جو وہ بھی مطبوعہ ہی)۔ اور جو مناظرے مولوی محمد رحمت اللہ صاحب اور پادری فرنچ صاحب مین

بمقامِ اکبر آباد ہوے (دکھیو البحث الشریف فی اثبات النسخ والتحریف) اور جو مباحثہ
مسلمانون اور عیسائیون مین بمقام شاہجہان پور ہوا تھا۔ (دکھیو گفتگوی مذہبی واقع
میلہ خداشناسی) اور جو مناظرہ مابین پادری گواز اسمت اور مولوی غلام نبی اللہ احمد
صاحب بمقامِ مدراس واقع ہوا۔

اِن سب مین مسلمان غالب رہے ہین۔ پھر مخاطب کا دعوی کسقدر بے اصل اور لغو ہے۔

قولہ ص۵ اور شارعِ اسلام پر جو کچھہ طعن و مضحکہ کیا گیا اس مین کچھہ بھی طعن و مضحکہ
نہین بلکہ وہ نری حقیقت ہی جس کا دفع کرنا نہ علومِ قدیمہ کے امکان مین ہی نہ جدیدہ کے

اقول بیشک نرا مضحکہ اور بالکل طعن ہی۔ اور معاذ اللہ ہرگز حقیقت نہین بلکہ محض
افترا اور سراسر بہتان ہی جس کا تفصیلی بیان عنقریب آئیگا انشاء اللہ تعالے۔

یہہ شخص علوم قدیمہ وجدیدہ کے امکان کو کیا کہتا ہی صاحبِ علومِ قدیمہ نے تو بزرگان
مخاطب کی تحریرات و تقریرات کی دھجیان اُڑادی ہین پھر مخاطب کس شمار مین ہے۔
اوبہ مخاطب بھی دیکھہ لیگا کہ اسکی کتاب کو ایک ادنی خادم الاسلام کسطرح باطل کردیتا ہی اور
کیونکر اِس کے تار و پود درہم و برہم ہوجاتے ہین انشا اللہ تعالے۔

قولہ ص۸ حیات القلوب ملا باقر مجلسی جس کی جلد دوم اِس رسالہ کے کام
مین آئی شیعون کی معتبر تاریخ ہی۔ اور روضتہ الاحباب اور مدارج النبوہ کی بابت شاہ
عبد العزیز صاحب جو مسلمانانِ ہند کے واسطے آخری امام ہوے عجالہ نافعہ مین فرماتے
ہین ''و بالفعل نسخہ صحیحہ روضتہ الاحباب میر جمال الدین محدث اگر بہم رسد کہ خالی از
الحاق و تحریف باشد بہتر از ہمہ تصانیف این باب است و مدارج النبوہ شیخ عبد الحق
محدث و سیرت شامیہ و مواہب لدنیہ مبسوط ترین سیر تہا اند'' لخ

اقول افسوس ہی کہ ہمکو ایسے شخص سے مقابلہ ہوا ہی جو نہ فنِ حدیث سے واقف اور نہ کلامِ علما کو سمجھتا ہی - لیکن مجبوراً منصفین کے سمجھنے کے لئے حتی الامکان ہمین سمجھانا ضرور ہے -

جاننا چاہئے کہ ہرچند یہہ کتابین جن کا نام مخاطب نے لکھا ہی معتبر ہین اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے روضۃ الاحباب کو اور تاریخی کتابون سے بہتر کہا ہی مگر بہتر کہنے یا معتبر جاننے کے یہہ معنی نہین ہین کہ تمام خبرین اِن کتابون مین کی قطعی الصدور یا صحیح ہون - ہم نے پہلے بیان کر دیا ہی کہ قطعی الصدور وہی خبر ہی جو متواترات سے ہو - اور جو خبر احاد ہی وہ ہرگز یقینی نہین الّا باقراینِ قطعیہ - چنانچہ کتبِ کلام و اصول سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہی - اِس بیان سے فائدہ یہہ ہی کہ اگر کوئی خبر احاد مخالف اور اخبارِ متواترہ و روایاتِ کثیرہ کے ہو یا معارض دلیلِ قطعی کی ہو تو البتہ وہ مطروح اور غیرِ صحیح سمجھی جائیگی - اور اُسے غیرِ صحیح سمجھنے یا قبول نہ کرنے سے یہہ بات لازم نہین آتی کہ اِن کتابون کو غیرِ معتبر کہا جاے یا اُن کے مصنفین پر دروغ بیانی کا اطلاق کیا جاے - صاحبِ فہم و ادراک جانتے ہین کہ اِن کتابون مین اپنی درایت کو بیان نہین کیا ہی بلکہ روایت کو بیان کیا ہے اور اختلافِ روایات جو ان کتابون مین موجود ہی وہ خود اِس امر پر دال ہی کہ تمام روایتین قطعی یا صحیح نہین ہین - اور جو کہین درایت بیان کی ہی اگر وہ مستدل دلیل قطعی سے ہو تو مسلم ہی ورنہ اُسپر بھی گفتگو کی جگہہ اور کلام کا مقام ہی - پس اگر کوئی روایت کسی کتاب کی بسبب معارض ہونے خبرِ یقینی یا دلیلِ قطعی کے مطروح اور غیرِ صحیح مانی جائے تو کوئی تعریض نہین ہو سکتی -

بندہ نے جو کچھہ اِس مقام پر بیان کیا ہے وہ ایک امرِ حقیقی کو ظاہر کیا ہے اور دفعِ دخل کر دیا ہے جو نہایت بکار آمد ہے۔

قولہ ص ۱۱ فصل اوّل تعددِ ازواج تمام عیسائی قائل ہین کہ عہدِ قدیم مین کثرت ازواجی اُس زمانہ کی تہذیب کے اندازہ سے حلال اور شروع تھی۔ بنی اسرائیل نے اِس رسم کو اپنے پیشینیون کی تقلید مین جاری رکھا اُن کے انبیا وصلحا نے اُس کے جواز کو تسلیم کیا۔

اقول انبیا وصلحا نے اُس کے جواز کو فقط تسلیم ہی نہین کیا بلکہ خود بھی عامل تھے۔

قولہ ص ۱۱ مگر عہدِ جدید مین جو مسیحِ موعود کی بعثت سے شروع ہوا اور جس نے بنی آدم کی ترقیِ تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا وہ رسم جو طلاق کے ساتھہ ہمیشہ رہی ہے اُٹھہ گئی اُسکے اور اِس کے جواز کی سچی فلسفی کو خداوند مسیح نے ایک ہی جگہہ اس طرح بیان کر دیا کہ اب کثرتِ ازدواجی کے حرام و نامشروع ہونیمین کسی عیسائی کو شک کی گنجائش نہین رہ سکتی۔ وہ موسی نے تمھاری سخت دلی کے سبب سے تمھین اپنی جوروُنکو طلاق دینے کی اجازت دی ہے پر شروع سے ایسا نہ تھا" متی $\frac{19}{18}$

اقول کئی وجوہ سے باطل اور منقوض ہے۔

اوّل یہہ کہ خود بعض عیسائی محققین کی تحریر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی کثرت ازدواجی کے حرام و نامشروع نہ ہونیمین کسی عیسائی کو شک کی گنجایش نہین رہ سکتی مخاطب کس خوابِ خرگوش مین ہے ذرا چونکے اور اپنے علما کی تحریر ملاحظہ کرے۔

جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین وہ جس رسم کی انجیل مین ممانعت نہو ہم اُسکو کس دلیل سے بُرا کہین کیونکہ انجیل نے کسی ملکی قانون کو جو اُس سے پہلے رائج تھا بُرا نہین کہا بلکہ

انجیل مین صرف یہہ حکم ہے کہ ایلڈر اور ڈیکن پادری وہ لوگ بنائے جائین جو صرف ایک جورو رکھتے ہین۔ اِسکے یہہ معنی نہین ہین کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا گناہ ہے کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو یہہ حکم سب کے واسطے عام ہوتا صرف پادریون ہی کے واسطے نہوتا اِس حکم مین یہہ حکمت ہے کہ ایک جورو والے دنیا کے کاروبار مین اِسقدر گرفتار نہون گے جتنا کہ زیادہ جورُون والے۔ اِس لئے یہہ لوگ گرجے کا کام بخوبی کرسکین گے۔ اور چونکہ اِس فقرے کے موافق کئی بی بیان مجتمع کرنے کی صرف پادریون کو ممانعت ہے اور لوگون کو نہین ہے اور یہہ ممانعت بھی کچھہ گناہ ہونے کے سبب سے نہین ہے۔ اِس لئے جیسا ہمنے اوپر بیان کیا اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سب کو ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنے کی اجازت ہے اور اکثر لوگون نے اِس رسم کو اختیار کیا ہے ؎ دیکھو تائید المحمد صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲

دوسرے یہہ کہ جو امور مروجہ انجیلی مسیح کی تعلیم سے جاری ہوئے ہین وہ دو حال سے خالی نہین۔ یا یہہ کہ یہہ اُمور موافق تعلیم توراۃ کے ہون گے یا مخالف پہلی صورت مین مسیح کے زمانہ کو ترقی تہذیب کی ابتدا کا پہلا سنہ کہنا بیجا۔ اور صورت ثانی مین۔ حضرت مسیح نے ایک بالکل ناجائز فعل کیا۔ کیونکہ اِنھین توریت کی مخالفت کا کوئی حق نہ تھا۔ اور کسی امر مین وہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے تھے۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہین ؎ یہہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتابون کو منسوخ کرنے آیا۔ مین منسوخ کرنے نہین بلکہ پوری کرنے آیا۔ کیونکہ مین تم سے سچ سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نجائے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک کہ سب کچھہ پورا نہو۔ پس جو کوئی اُن حکمون مین سے سب سے چھوٹے کو ٹالدیوے اور ویسا ہی آدمیون کو سکھلاوے وہ آسمان کی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلاویگا

دیکھو

دیکھو انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ۔

اِس سے ثابت ہوا کہ حضرتِ عیسیٰ نے حضرتِ موسیٰ اور کسی نبی کی تعلیم کی مخالفت نہین کی اور نہ کوئی انھین مخالفت کا حق تھا۔

تیسرے یہہ کہ سلمنا کہ حضرتِ عیسیٰ نے خلاف مین توریت کے کوئی تعلیم کی ہو مگر اِس زمانہ کو ابتداے تہذیب کا زمانہ کہنا دوسرے انبیاے سلف کی نسبت نہایت سوءِ ادبی ہو اِس قول سے مخاطب کے ظاہر ہوتا ہو کہ دوسرے انبیاے سلف کا زمانہ بے تہذیبی کا تھا اور وہ انبیا بھی معاذ اللہ غیرِ مہذب تھے ۔

چوتھے یہہ کہ مروجہ انجیلی مسیح نے جو تعلیمین کی ہین اور اُنسے جو افعال صادر ہوئے ہین اُنسے جو کچھہ تہذیب ظاہر ہوتی ہو اہلِ عقل بخوبی سمجھہ سکتے ہین۔ یہان منصفین کے ملاحظہ کے لئے چند مثالون پر اکتفا کرتا ہون ۔

اول یہہ کہ حضرتِ عیسیٰ نے اپنی والدہ سے کہا "اے عورت مجھے تجھہ سے کیا کام" **یُوحنا** باب ۲ آیت ۴۔ یہہ فقرہ کسقدر بے احترامی کا ہو جو انجیلی مسیح سے حضرت مریم کی نسبت واقع ہوا ہو حالانکہ والدہ کا احترام نہایت ضرور ہو چنانچہ خود حضرتِ عیسیٰ اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتے ہین کہ "وے اپنے باپ اور اپنی مان کی عزت کرے" دیکھو انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۹ ۔ افسوس ہو کہ مان باپ کی تعظیم کے بارے مین دوسرون کو نصیحت کرین اور خود اِس کا خلاف کرین۔ اور جو الفاظ حضرتِ عیسیٰ نے اپنی مان کی نسبت کہے ہین اِن کے خلاف ادب ہونے مین ہرگز شک نہین ہو سکتا جس کے علماے مسیحی بھی معترف ہین چنانچہ تفسیر بارنس صاحب کے حصہ دوم صفحہ ۲۱۹ مین اُس آیت کی شرح مین لکھا ہو کہ "وہ مسیح نے اپنی والدہ کو اِس آیت مین بہت ہی ملامت اور

بے عزتی اور حقارت کے الفاظ بولے ہین کہ ایسا کوئی لفظ مشتمل بر حقارت نہو گا جیسے کہ اے عورت۔ حضرت مسیح کی عمر زیادہ نہین ہوئی کہ آپ نے خلافِ حکم الٰہی ماں کو حقارت سے خطاب کیا" دیکھو **کتاب خروج** باب ۲۰ آیت ۱۲۔

دوسرے یہہ کہ حضرتِ عیسیٰ نے تمام انبیاےِ سلف کو چور اور بٹمار کہا چنانچہ **یوحنا** کی انجیل باب ۱۰ آیت ۸ مین مرقوم ہے "سب جتنے مجھہ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہین" پس اس کلام سے بالکل بے احترامی کل انبیاےِ سلف کی ہوتی ہے جو ہرگز جائز نہین ہے۔ کیا انبیاےِ سلف جن مین حضرتِ ابراہیم اور حضرت موسیٰ بھی ہین اِن ناشایستہ الفاظ کے سزاوار ہین۔ ہرگز نہین۔ کیا اِن انبیا کی نسبت ایسے الفاظ کہنا گناہِ عظیم نہین۔ بیشک ہے۔

تیسرے یہہ کہ لوقا کی انجیل باب ۹ آیت ۲۰ مین مرقوم ہے "تب اس نے اُن سے کہا تم کیا کہتے ہو کہ مین کون ہون پطرس نے جواب مین کہا کہ خدا کا مسیح (۲۱) اُس نے اُن سے تاکید کی اور فرمایا کہ یہہ کسی سے نکہو" اور متّی کی انجیل باب ۱۶ آیت ۲۰ مین مذکور ہے "تب اُس نے اپنے شاگردون کو حکم کیا کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون" اِسمین صریح جھوٹ کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرتِ عیسیٰ نے اپنا نام نہ بتلانے کے لئے اپنے شاگردون کو تاکید کی ہے اور جب اُن سے کوئی شخص پوچھیگا کہ وہ کون ہے تو ضرور وہ کوئی فرضی نام لینگے یا جان بوجھہ کر انکار کرینگے اور یہہ صریح جھوٹ ہے۔

چوتھے یہہ کہ یوحنا کی انجیل باب ۷ مین مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کو یہودیون کے عید خیمہ مین جانے کے لئے کہا گیا تو آپ نے انکار کیا اور ٹالنے

کے لئے

کے لئے فرمایا کہ ہنوز میرا وقت نہین آیا اور جب وہ لوگ چلے گئے تو پھر آپ بھی عید خیمہ مین چھپکے گئے ۔ آیا یہہ جھوٹ اور خلف وعدہ ہے یا نہین ۔

پانچوین یہہ کہ حضرت مسیح نے ایک چور سے جو اُن کے ساتھہ صلیب پر کھینچا گیا تھا کہا کہ آج تو میرے ساتھہ بہشت مین ہوگا دیکھو لوقا باب ۲۳ آیت (۴۳) اور یہہ وعدہ ۲۴ گھنٹہ سے تجاوز نہین کرسکتا ۔ حالانکہ حضرت مسیح اُسدن ہرگز جنّت مین نہین گئے ۔ تو چور کا ساتھہ لیجانا معلوم کیونکہ عیسائی مدّعی ہین کہ حضرت مسیح صلیب پانے کے بعد تین دن رات جہنم مین گئے (معاذ اللہ) دیکھو حلّ الاشکال یادرے فنڈر صاحب مطبوعہ ۱۸۷۴ع صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۳ ۔

چھٹے یہہ کہ متّے کی انجیل باب ۱۶ آیت ۲۸ مین مرقوم ہے کہ حضرت عیسی نے کہا "مین تم سے سچ کہتا ہون کہ انمین سے جو یہان کھڑے ہین بعضے ہین کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت مین آتے دیکھہ نہ لین موت کا مزہ نہ چکھین گے" حالانکہ جن لوگون سے حضرت کا یہہ وعدہ تھا وہ سب کے سب مر کھپ گئے مگر ابن آدم کا آسمان پر سے آنا ہنوز دلّی دور کا مصداق ہے ۔

ساتوین یہہ کہ متّے کی انجیل کے باب ۱۰ آیت ۳۴ مین عیسی فرماتے ہین ۔ "یہہ مت سمجھو کہ مین زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہین بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون" اور یہہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ حضرت مسیح نے تمام عمر کبھی تلوار نہین چلائی اور نہ تلوار چلانے کا ایسا حکم دیا جس کی تعمیل کی گئی ہو بلکہ ایک مقام پر اس کے خلاف مین تلوار چلانے کی برائی بیان کی ہے ۔ چنانچہ متّے کی انجیل باب ۲۶ آیت ۵۲ مین مرقوم ہے کہ جب عیسی کے ایک رفیق نے ایک دشمن کو تلوار سے مارا تو آپ نے فرمایا

"وہ اپنی تلوار میان مین کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہین تلوار ہی سے مارے جائنگے"

آٹھوین یہہ کہ حضرت عیسیٰ کے روبرو حواریون نے پرایا مال کھالیا اور حضرت نے اُس کو جائز قرار دیا دیکھو متّے کی انجیل باب ۱۲ آیت ۱ پس یہہ مالِ حرام کھانے کی اجازت تو نہایت تہذیب کے موافق ہوگی اور کوئی گناہ نہ ہوگا۔

نوین یہہ کہ یوحنا کی انجیل کے باب ۸ مین مذکور ہر کہ حضرت مسیح نے باوجود نبی اور صاحبِ شریعت ہونے کے ایک زانیہ عورت سے اغماض کیا اور بے سزا دئے چھوڑ دیا

دسوین یہہ کہ متّے کی انجیل کے باب ۸ آیت ۲۰ مین مرقوم ہر کہ حضرت عیسیٰ نے کہا "وہ پر ابن آدم کے لئے جگہہ نہین جہان اپنا سر دہرے" اس سے ظاہر ہوتا ہر کہ حضرت کے لئے کوئی مکان نہ تھا حالانکہ یہہ امر خلافِ واقع ہر چنانچہ یوحنا کی انجیل باب ۱ آیت ۳۸ و ۳۹ مین مرقوم ہے "وہ اُنھون نے اُس سے کہا اے ربّی تو کہان رہتا ہر۔ اُس نے انہین کہا چلو دیکھین پس وے آئے اور جہان وہ رہتا تھا دیکھا" اس سے ظاہر ہر کہ آپ کے لئے مکان موجود تھا۔

گیارھوین یہہ کہ حضرت مسیح نے کئی مرتبہ یہودیون کو ریاکار حرام کار اور سانپون کے بچے کہا ہر۔ اور ایسا کلام کیا قبیح اور خلافِ تہذیب نہین ہر۔ ایسے امور اور بھی ہین جن کا ذکر مروّجہ اناجیل مین موجود ہر۔

پس ایسے زمانہ کو جس مین ایسی کچھہ تہذیب کی تعلیم ہو ہی ہر ترقیِ تہذیب کا زمانہ کہنا وہی مثل ہر ع برعکس نہند نامِ زنگی کافور۔

پانچوین وجہ یہہ ہر کہ مخاطب ذوالفہم نے کثرتِ ازواجی کی مناہی پر جو قول حضرت عیسیٰ کا

پیش کیا ہی یعنے "وہ موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہین اپنی جورُون کو طلاق دینے کی اجازت دی ہر پر شروع سے ایسا نہ تھا" وہ صاف مخاطب کی بے فہمی ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ اس قول سے ہرگز تعددِ ازواجی یا کثرتِ ازواجی کی حرمت ثابت نہین ہوتی۔ حضرتِ عیسیٰ نے اِس مقام پر محض طلاق دینے کو منع کیا ہر لا غیر۔

اور کثرتِ ازدواجی نہ طلاق دینے کو لازم ہے نہ طلاق دینا کثرت ازدواجی کو لازم ہر۔ اِن دونون مین کوئی لزومِ عقلی و نقلی نہین کیونکہ ممکن ہر کہ بہت سی شادیان کرین اور طلاق نہ دین اور یھہ بھی ممکن ہر کہ ایک ہی شادی کرین اور طلاق دیدین پھر ممانعتِ طلاق سے کثرتِ ازدواج کی حرمت سمجھنا آیا کسی عاقل کا کام ہر یا دیوانے کا۔ اِس کا فیصلہ مین منصفین پر چھوڑتا ہون مگر اِس قدر یہان ضرور کہون گا کہ مخاطب کے دعویٰ کو دلیل سے اور دلیل کو دعوے سے کوئی مناسبت نہین ہے۔

چھٹی وجہ یھہ ہر کہ علی التنزل ہمنے مانا کہ عیسیٰ نے کثرتِ ازدواج کو منع کیا ہر اور یھہ بھی تسلیم کیا کہ وہ منع کرنے کے مجاز بھی تھے مگر سوا بنی اسرائیل کے اور قومون کو یعنے عرب و عجم وغیرہما کو علی العموم اور ہمارے حضرت کو علی الخصوص حضرتِ عیسیٰ کی اتباع ہرگز ضروری نہین کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کے لئے مبعوث تھے لا غیر چنانچہ خود حضرتِ مسیح کہتے ہین "وہ اُس نے جواب مین کہا مین اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے سوا اور کسی کے پاس نہین بھیجا گیا" دیکھو انجیلِ متّی باب ۱۵ آیت ۲۴۔ پھر اِس بنا سے فرضی پر کہ حضرتِ عیسیٰ نے کثرتِ

ازدواج کو منع کیا ہی ہمارے حضرت پر اعتراض کرنا بجز خللِ دماغ کے اور کسی چیز پر حمل نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۱۱ یہان سے مرد و عورت کی تعلقات کی بنا ابتدا انشاء خالق تبلایا گیا کہ شروع مین ایک مرد تھا ایک عورت اُنکی مصنوعی جدائی کی جسکو طلاق سے تعبیر کرتے ہین کوئی رعایت فطرت نے نہین رکھی۔

اقول عجیب مہمل کلام ہی جو کسی طرح قابلِ لحاظ نہین۔ اگر ابتدا مین ایک مرد اور ایک عورت ہو تو کچھہ ضرور نہین کہ ہمیشہ ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت ہو شروع مین یہہ بھی ہوا کہ آدم کے بیٹے اپنی بہنون سے ہم جفت ہوے تو اب بھی کیا ضرور ہی کہ لوگ اپنی حقیقی بہنون سے شادیان کیا کرین۔ شروع مین یہہ بھی ہوا کہ حضرتِ حوا حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کی گئین اور وہ آدم کی بیوی ہوئین دیکھو توریت کی کتابِ پیدائش باب ۲ آیت ۲۲۔ تو اب بھی کیا لازم ہی کہ عورت جب مرد سے پیدا ہو تو اِس سے وہ نکاح کرے اور اب تو کوئی پسلی سے پیدا نہین ہوتا ہان نطفہ سے اولاد ہوتی ہی تو کیا ضرور ہی کہ باپ اپنی بیٹی ہی سے شادی کیا کرے (معاذ اللہ) یہہ تو کچھہ مجوسیون کی طرفداری معلوم ہوتی ہی۔

ہمین مظنہ ہوتا ہی کہ اگر اِس زمانہ مین مثل عیسائیون کے مجوسیون کے پاس بھی سلطنت اور حکومت ہوتی تو ضرور مخاطب انھین کا مذہب اختیار کرتا۔ یہہ دلیل مخاطب نے عجب ذکر کی ہی جس کی رعایت دنیا مین کوئی عیسائی بھی نہین کرسکتا۔

قولہ ص ۱۱ انسانی سخت دلی نے جورُون کی تعداد بڑہائی۔

اقول یہہ پہلا جھوٹ ہی اور دعوی بے دلیل۔ حضرتِ عیسی نے سخت دلی کو

کو طلاق دینے کا سبب بیان کیا ہی نہ تعددِ ازواج کا۔ علاوہ اِس کے اگر تعددِ ازواج
کا سبب سخت دلی کہا جاے تو انبیاے عظام پر سخت دلی کا عیب عاید ہوتا ہے
جن انبیا مین حضرتِ ابراہیم اور حضرتِ داؤد اور حضرتِ یعقوب وغیرہ شریک
مین ہرچند مخاطب کو اپنے دین وایمان کا پاس نہین ہی جو کسی نبی پر وہ طعن وارد
ہونے کا خوف کرے مگر اور عیسائی عُلما البتہ اس امر سے احتراز کرین گے
اور وہ ہرگز انبیاے سلف کو سخت دلی کا لقب عنایت نفرماوین گے

قولہ ص ۱۱ اور عقلا نے اُس کی برائیون کو طلاق سے کم کیا۔

اقول یہہ دوسرا جھوٹ ہی۔ اس لئے کہ دو حال سے خالی نہین کہ کثرتِ
ازدواج اصل مین جایز اور مستحسن تھی یا ناجائز اور قبیح صورتِ اول مین مخاطب
کی تمام تقریر برباد جاتی ہی۔ اور صورتِ ثانی غلط ہی کیونکہ انبیاے سلف
خود کثرتِ ازواج یا تعددِ ازواج کے عامل ہوے ہین۔ اور سلّمنا کہ صورتِ
ثانی غلط نہین یعنے تعددِ ازداج ناجایز و قبیح تھا مگر امرِ ناجایز و قبیح کے ترک کرنے
کے لئے حکم کرنا چاہئے تا اُس کی قباحت سے لوگ محفوظ رہین۔ نہ یہہ کہ اُسکو
جایز قرار دین۔ اور اگر منشا مخاطب یہہ ہے کہ عقلا طلاق سے عارضی برائیون
کو تعددِ ازواج کی کم کرتے تھے ورنہ بذاتہٖ تعددِ ازواج بُرا نہ تھا جیسے کثرتِ ازدواج
کے بعد اگر عورتین نالایق نکلین یا شوہر کی اطاعت نکرین تو طلاق دینے سے یہہ
بُرائی کم ہوجاتی ہے۔ تو ہم تسلیم کرتے ہین اور اب بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے
مگر وہ عارضی بُرائی محض تعددِ ازدواج ہی کے لئے نہین ہے بلکہ اگر کوئی ایک عورت
سے بھی نکاح کرے تو ممکن ہے کہ وہ برائیان اُسی ایک عورت کے سبب واقع ہون

پس اس سے کثرتِ ازدواج کی کوئی اصلی برائی ثابت نہوئی۔

قولہ صلا کثرتِ ازدواجی کو اُٹھا دو طلاق جو اُس کا لازم و ملزوم ہے اُٹھہ جائے گا۔

اقول یہہ تیسرا جھوٹ ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ کثرتِ ازدواج کو نہ طلاق لازم ہی اور نہ طلاق کو کثرتِ ازدواج لازم ہی۔ اور اِنمین کوئی لزوم عقلی و نقلی نہین ہی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کردیا ہی۔ ہان مخاطب کی ٹرہ ہے جس کا کہین ٹہکانا نہین۔

قولہ صلا کثرتِ ازدواجی دینِ عیسائی کے منشا کے خلاف ہی عیسائی اِسکو مسیح کی تعلیم کی ضد سمجھتے ہین۔ ملخصاً

اقول کئی وجوہ سے باطل ہی **اول** یہہ کہ حضرتِ عیسی کی تعلیم کثرتِ ازدواج کے منع کرنے پر ہرگز نہین ہوئی آپ نے کسی زمانہ مین اِسکو منع نہین فرمایا اور کسی وقت اس کی برائی ظاہر نہین کی اناجیلِ اربعۂ مروّجہ موجود ہین اگر کسی شخص کو دعوی ہو تو ایک ہی ایسا فقرہ دکھلادے جس سے ظاہر ہو کہ حضرت نے کثرتِ ازدواج کو منع کیا ہی اور جو کلام طلاق کی مناہی کے بارہ مین مخاطب نے پیش کیا تھا اُس کا جواب گذر چکا۔ پس جب حضرتِ عیسی نے کثرتِ ازدواج کو منع نہین فرمایا تو جس طرح سے کہ یہہ امر زمانۂ انبیاء سلف سے جائز بلکہ مستحسن تھا اُسی طرح اُسکو دینِ عیسائی کے منشا کے موافق سمجھنا چاہئے۔ نہ مخالف۔

دوسرے یہہ کہ جان ڈیون پورٹ صاحب۔ کہتے ہین کہ "عیسائیون نے خود بہت سی کتابین بہت سی بی بیان مجتمع کرنے کے جواز مین لکھی ہین" اور پھر

کہتے ہین کہ "سب مین بڑا مشہور آدمی جو ایک سے زیادہ عورتین جمع کرنے کی رسم کی حمایت کرتا ہی جان ملٹن تھا اس نے اپنی کتاب موسوم بہ جواب مضمون درباب مذہب عیسائی مین اس امر کے ثبوت مین انجیل کے بہت سے فقرے نقل کئے ہین" دیکھو تائید المحمد والقرآن صفحہ ۱۳۱ - پس جب خود عیسائی محققین نے کثرت ازدواج کے جواز مین کتابین لکھی ہین اور جواز کے قائل ہین تو قول مخاطب یعنے "عیسائی اسکو مسیح کی تعلیم کی ضد سمجھتے ہین" کسقدر باطل ہوا -

قولہ صفحہ ۱۲ اور حق یہہ ہی کہ فسق و فجور کا نتیجہ ہی اور سخت دلی کا ثمرہ - ملخصاً

اقول حق نہین بلکہ سراسر باطل ہی - اسلئے کہ یہہ وہ امر ہی جس کے عامل انبیاء عظام و صلحاے کرام ہوے ہین - چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین کہ "مندرجہ ذیل فقرے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاحون کو صرف خدا تعالی پسند نہین کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہی" تائید المحمد صفحہ ۱۳۰ اور پھر اس طرح کہتے ہین کہ "ایرانیون کے تیرا باب پانچ صفحہ چار درس کے موافق اسطرح دلیل کرتا ہون - ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنی - نکاح - یا حرام کاری یا زنا ہو سکتا ہی - حضرت موسی نے کوئی چوتھی صورت بیان نہین کی - اکثر ہمارے نبیون نے ایک سے زیادہ بی بیان مجتمع کی ہین لہذا مجھے یقین ہی کہ کوئی ایسی بے ادبی نہ کریگا کہ اس رسم کو حرام یا زنا ٹھیرائے کیونکہ انجیل مین لکھا ہی کہ حرام کارون اور زانیون کو اللہ تعالی سزا دیگا اور خداے تعالی فرماتا ہی کہ نبی لوگون کا مین خود محافظ ہون پس ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنی نکاح ٹھیرا اور نکاح ہر طرح حلال اور درست ہی اور حضرت موسی بھی فرماتے ہین کہ نکاح کرنا بہت اچھا ہی اور گناہ نہین ہے -

لہذا آنحضرت نے اُس رسم کو جائز کیا کہ جو رسم صرف عمدہ ہی نہ تھی بلکہ جسکو خدا تعالے
نے اپنی قدیم کتاب مین مبارکت فرمایا تھا۔ اور پھر اپنی جدید کتاب مین بھی فرمایا کہ
جائز ہی اور عمدہ ہی۔ لہذا ہم آنحضرت پر ہرگز یہ الزام نہین لگا سکتے کہ آپ نے ایک
سے زیادہ بی بیان جمع کرنے مین کچھہ برائی کی" دیکھو تائید الحمد صفحہ ۱۳۲۔ اور
توریت سے صاف ظاہر ہی کہ حضرتِ داؤد کی کثرتِ ازدواج خدائے تعالی
کی مرضی کے بالکل مطابق بلکہ اُسکی ایک نعمت تھی جس کا اظہار خدائے تعالیٰ
نے ناتن نبی کی زبانی فرمایا ۲ سموائل کے باب ۱۲ آیت ۷ و ۸ مین مرقوم ہی
"تب ناتن نے داؤد کو کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے۔ خداوند اسرائیل کے خدا نے
یون فرمایا ہی کہ مین نے تجھے مسیح کیا تاکہ تو اسرائیلیون پر سلطنت کرے اور مین نے تجھے
ساؤل کے ہاتھہ سے چھڑایا اور مین نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی جورؤنکو
تیری گود مین دیا" الخ پس ہرگز کوئی دیندار آدمی نہین کہہ سکتا کہ انبیا سخت دل
اور فاسق و فاجر تھے۔ اور کبھی کوئی باایمان انسان خدا یتعالی کو فسق و فجور کرانے
والا اور اُس کا باعث نہین ٹھیرا سکتا۔ مگر مخاطب کو دین و ایمان کا پاس کہان
ہی وہ جو اپنے دلمین آتا ہی بلاخوف اپنی زبان سے کہہ جاتا ہی۔ نہ انبیا پر طعن کرنے سے
کوئی لحاظ۔ نہ خدا پر تعریض کرنے کا کوئی خوف۔

قولہ صفحہ ۱۲ بجز عیسائیون کے اِس کا کوئی مانع نہین اور عیسائی دین ہی نے
اِس قبحِ عظیم کی بیخ کنی کی ہی۔

اقول سراسر منقوض ہی کئی وجوہ سے **اول** یہہ کہ مطلقاً تعددِ ازواج قبیح نہین
پس مطلقاً اِسکو منع کرنا بیجا۔ **دوسرے** یہہ کہ تعددِ ازواجکو منع کرنا حضرتِ

عیسی کے دین اور منشا کے خلاف ہی جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا - پس اسکو منع کرنے والے حضرت مسیح کے مخالف ہین - نہ موافق -

تیسرے یہہ کہ کل عیسائیون نے بھی اسکو منع نہین کیا ہی بلکہ بہت سے عیسائی - محققین نے جایز قرار دیا ہی اور اکثر نے اِس پر عمل بھی کیا ہی دیکھو تائید المحمد ص ۱۲۸ سے ۱۳۴ تک -

قولہ ص ۱۲ برخلاف اِس کے اسلام نے کثرتِ ازواجی کو جو غیرِ مہذب یا نیم مہذب قوم کی ضُروریات سے متصور تھی نہ صرف بے عیب تبلا کر روا رکھا بلکہ شارع اسلام اور اُن کے اصحاب نے اِسپر عمل کیا -

اقول اسمین شک نہین کہ شارع اسلام نے موافق طریقہ سلف و عمل انبیاء کرام و مطابق منشا عیسی و موسی کے اور حسب ضُرورت جمیع اقوام مشرقی اِس طریقہ کو جایز رکھا اور خود شارعِ اسلام اور انکے متبعین نے بھی اسپر عمل کیا

مگر جاننا چاہیئے کہ جواز اور چیز ہی اور وجوب و لزوم اور چیز - اگر کوئی بالخصوص بلحاظ کسی امرِ معاشرتِ خانگی کے تعددِ ازواجی پر عمل نکرے تو کوئی ممانعت اور قباحت نہین ہی بلکہ بہتر ہے - جایز کے یہی معنی ہین کہ چاہے اسپر عمل کرے اور چاہے نکرے - اور تعدد ازواج کو جو مخاطب نے غیرِ مہذب یا نیم مہذب قوم کی ضُرورت بتایا ہی - اِس سے حضرتِ داود و یعقوب وغیرہما انبیا عظام کی روحین بہت خوش ہوئی ہونگی کہ مخاطب سے غیرِ مہذب کا خطاب انہین ملا ہی بلکہ خداوندِ عالم بھی خوش ہوجائیگا کہ اُس کے احکام اور افعال پر بی تہذیبی کا طعن کرنے والے پیدا ہوگئے ہین - مخاطب کی گردن بہت موٹی ہی جو ایسے مہلک گناہونکا بار اُٹھا سکتا ہی اور وہ اپنے ہم مذہب یعنے عیسائی سلطنت کی پناہ مین بیٹھا جہان و بیٹھا ہوگا

کہ خدا کا بھی دست رس نہین ہے اسی لئے وہ ایسے کفریات بکتا ہے ورنہ اور کسی ذی فہم انسان کی تو یہ مجال نہین

قولہ ص ۱۲ پھر بھی یہہ رسم انسانیت اور فلاح قومی کے اسقدر خلاف ہے کہ تہذیب اس کی ترقی کو مسدود کرتی جاتی ہے ۔ ملخصاً

اقول بالکل باطل اور منقوض ہے کئی وجوہ سے **اوّل** یہہ کہ خود عیسائی محققین نے تعدد ازواج کو انسانیت اور فلاح قومی کے موافق ہونیکا صرف اعتراف نہین کیا ہے بلکہ اسکو مضبوط دلیلون سے ثابت بھی کر دیا ہے ۔ **چنانچہ** ڈاکٹر لی بان جو ایک بڑے محقق عیسائی ہین تعدد ازواج کے استحسان اور عورتون کے حالات کو نہایت بسط سے لکھتے ہین جس کا ترجمہ تمدن عرب مصنفہ شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی مطبوعہ آگرہ مین صفحہ ۳۶۵ سے ۳۸۲ تک ہے ۔ بندہ یہانپر اسمین سے بطور خلاصہ کے نقل کرتا ہے ۔ **ڈاکٹر لی بان** کہتے ہین "فصل اوّل مشرق مین تعدد ازواج ۔ اگر ہم کسی قوم کی نظامات سمجھنا چاہین تو ضرور ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مرز بوم سے قطع نظر کر کے اپنے کو اُس قوم کی خاص حالت مین لیجائین اور اِس عمل کی اور بھی زیادہ ضرورت اُسوقت ہے جب ہم تعدد ازواج پر جس کی نسبت اسقدر غلط خیالات پھیلے ہوئے ہین نظر ڈالین ۔ اس باب کے پڑھنے والے جو تھوڑی دیر کے لئے اپنے یورپ کے تعصبات کو ایکطرف رکھدین قائل ہوجائینگے کہ مشرقی تعدد ازواجکی رسم ایک نہایت عمدہ نظام معاشرت ہے جس نے اُن اقوام کو جنمین یہہ جاری ہے اعلی درجہ ترقی اخلاق تک پہنچا دیا ہے اور اُن کے تعلقات خانگی کو مستحکم کر دیا ہے ۔ اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرنے سے پہلے ہمین یہہ کہنا ضرور ہے کہ تعدد ازواجکی رسم اسلام سے بالکل علیحدہ

ہی کیونکہ یہہ قبل آنحضرت کے کل اقوامِ مشرقی یہود ایرانی عربون وغیرہ مین موجود تھی اور جن اقوام نے مذہبِ اسلام کو قبول کیا اُنہین خاص اس معاملہ مین کوئی فائدہ نہین ہوا۔ اسوقت تک کوئی مذہب دنیا مین ایسا نہین ہی جو ایسی رسمونکو ایجاد یا موقوف کر سکے۔ یہہ رسم فقط نتیجہ ہی مشرقی آب وہوا اور قومی خصایص اور اُن مختلف اسباب کا جس سے مشرقی طرز معیشت وابستہ ہی آب وہوا اور خصایصِ قومی کا اثر ایسے اسباب ہین جن پر اصرار کی ضرورت نہین۔ عورتون کی خاص فطرت اُمیّت کی ضرورت اور اُن کے امراض وغیرہ اُنھین مجبور کرتے ہین کہ وہ اکثر اپنے شوہرون سے علیحدہ رہین اور یہہ چند روزہ علیحدگی آب وہواے مشرقی اور جبلّتِ قومی کی وجہ سے ناممکن تھی پس تعددازدواج لازمات سے ہوگیا۔ مغرب مین بھی جہان آب وہوا اور فطرت کا تقاضا اِس رسم کی طرف اسقدر نہین ہی ایک ہی شادی کی رسم کا وجود فقط کتابون ہی مین ہی۔ اور کوئی شخص انکار نکریگا کہ یہہ رسم ہماری واقعی معاشرت مین نہین مجھے معلوم نہین ہوتا کہ مشرقیون کا جایز تعدّدِ ازواج۔ کس امر مین مغربیون کے ناجائز تعدّدِ ازواج سے کمتر سمجھا جاتا ہی۔ بلکہ اول کو ہر طرح سے دوسرے پر ترجیح ہی۔ اور سچ ہی کہ مشرقی جب ہمارے شہرون کی حالت دیکھتے ہین تو اُنھین ہمارے اعتراض پر سخت حیرت ہوتی ہی اور غصہ آتا ہے یہہ رسم جو پہلے فطرتی اسباب سے پیدا ہوئی۔ قانونِ معاشرت مین داخل ہوگئی۔ مشرقیون کی کثرتِ اولاد کی آرزو۔ خانگی زندگی کا مذاق۔ اور نیز اور اسباب جن کا ذکر مین آگے کرونگا اِس امر کے باعث ہوے کہ اِس رسم کو قانون نے مستحکم کردیا۔ اگر یہہ

مسئلہ مان لیا جاے کہ بتدریج قانون پابند رسوم ہوجاتا ہے تو یہہ ماننا پڑے گا کہ یورپ کا ناجایز تعددِ ازواج جو ہمارے معاشرت کا ایک جزو ہے کسی روز قانوناً جاری کردیا جائے گا۔

منجملہ اُن اسبابِ تعدّدِ ازواج کے بعض ایسے ہین جو خاص طبقے کے اقوام سے متعلق ہین۔ یورپ کے مذہبی لوگون نے بھی اِس تعدّدِ ازواج کے اسباب کو دیکھکر اُس کی ضرورت کو قبول کرلیا ہے مثلاً وہ عالم مصنف موسیو لیپلے اپنی کتاب مشرقی اقوام مزدوری پیشہ مین کاشتکارون کی تعدّدِ ازواج کی ضرورت کو دکھاتے ہین اور لکھتے ہین کہ چونکہ خاندان مین بڑے بیٹے بہت ہی کم سنی مین شادی کرتے ہین اُن کی بیبیان اولادین ہونے کے بعد بہت ہی جلد بڑھیا ہو جاتی ہین اور وہ جوان رہتے ہین۔ ایسی صورتمین خود اُن کی بیبیان اُنھین دوسری شادی پر آمادہ کرتی ہین یا اقلاً دوسری شادی کی اجازت دیتے ہین۔ یہی مصنف لکھتا ہے کہ منجملہ اسبابِ تعدّدِ ازواج کے بڑا سبب یہہ بھی ہے کہ مشرقیون کو کثیر الاولادی کی ہوس رہتی ہے اِس غرض کے حاصل کرنے کو وہ متعدّد بیبیون سے شادی کرتے ہین" انتھی ملخصاً۔

اور جان ڈیون پورٹ صاحب کتابِ اپولوجی فار محمد اینڈ قرآن مین کہتے ہین وہ مشرق مین بہت سے نکاح کرنے کی رسم حضرتِ ابراہیم کے وقت سے چلی آتی ہے اور یہہ بات انجیل کے بہت سے فقرون سے ثابت ہے کہ یہہ رسم اُس کے زمانے مین بھی بُری نخیال کیجاتی تھی۔ پلوٹارکٹ صاحب لکھتے ہین کہ قدیم اہلِ یونان کے ہان بہت سے نکاح کرنے جائز تھے۔

افلاطون اور پوری پامی ڈنیپر حکیمون نے بھی ایک سے زیادہ نکاح کرنے کے جواز
مین کتابین لکھی ہین۔ قدیم اہل روما حد سے زیادہ مہذب تھے اگرچہ اُنکو ایک
سے زیادہ شادی کرنے کی ممانعت نہ تھی لیکن اُنھون نے کبھی زیادہ شادیان نہین کین
اول مارکت این تونے اِس رسم کو ترک اور بی بیان کی تھین اُس زمانہ سے اکثر اہل روما
اونڈوسی سیشن اور اوتورسیس اور ارگڈیس بادشاہون کے زمانہ تک ایک
سے زیادہ شادیان کرتے رہے لیکن آرگڈیس نے پہلے پہل ۹۳ سنہ عیسوی مین۔
اِس امر کی ممانعت کا قانون جاری کیا بعد ازان ارکیدی اِس وین ٹینین بادشاہ
نے منادی کرائی کہ میری رعیت مین سے جسکا جی چاہے جتنی بیبیان کرے کچھ ممانعت
نہین ہے الخ اور پھر کہتے ہین کہ وو خدا تعالی نے مردونکو عقل اور طاقت جسمانی
سے عورتون پر فوق دیا ہے اور انھین عقل وطاقت کے سوائے اور کوئی فضیلت نہین
دی۔ اللہ تعالی نے عورتون کو حسن عطا کیا ہے اور یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب
انکا حسن جاتا رہے تو اُنکا اختیار بھی مردون پر سے جاتا رہے لیکن گرم ولایتون
مین حسن صرف شروع جوانی مین ہوتا ہے اور جون جون عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے حسن مین کمی
ہوتی جاتی ہے۔ لہذا یہہ قانون کہ آدمی کو ایک جورو کرنی چاہئے خاصیت ملک کے لحاظ
سے صرف یورپ کے واسطے مناسب اور ایشیا کے واسطے مناسب نہین ہے الخ
دیکھو تائید المحمد والفرآن صفحہ ۱۳۰ ۔

اور جان ملٹن صاحب اپنی کتاب موسوم بجواب مضمون در باب مذہب
عیسائی مین لکھتے ہین کہ وو علاوہ اِسکے خدا تعالی نے اپنی تئین ایک حکایت مین ایک مرد
بنایا ہے جس نے اہولا اور اہولیبا دو بیبیون سے نکاح کیا۔ اگر یہہ رسم اصل مین بری

ہوتی تو خدا تعالیٰ اپنی نسبت استغناء مین بھی اِس رسم کو کبھی نہ اختیار کرتا۔ جس رسم کی انجیل مین ممانعت نہو ہم اُسکو کس دلیل سے بُرا اور ذلیل کہین "الخ دیکھو تائید المحمد و القران ص ۱۳۱

اب مین سمجھتا ہون کہ کوئی منصف مزاج عیسائی اِس تحریر کے دیکھنے کے بعد تعدد ازدواج پر کوئی تعریض نکریگا اور اِس رسم کو ہرگز انسانیت اور فلاح کے خلاف نکہیگا

دوسرے یہہ کہ مولوی سید محمد ابو المنصور صاحب کتاب رقیمۃ الوداد کے صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین کہ "انگلستان مین اِس رسم کے ترک ہونے کے سبب بے شمار عورتین غیر منکوحہ رہکر دو گناہِ عظیم یعنے زنا اور اُس کے چھپانے کے لئے قتلِ اطفالِ ولد الزنا مین کسقدر کثرت سے مبتلا ہوتی ہین چنانچہ ایرش ٹائمس مورخہ ۲۱ آگست ۱۸۶۸ عیسوی مطبوعہ ڈبلن سے دریافت ہوا کہ انگلنڈ خاص مین بحساب تین ہزار سالانہ بچے بیگناہ قتل ہوتے ہین کیونکہ دش برس مین تیس ہزار معصوم قتل ہوئے تکیئے چھوٹی چھوٹی قبرون سے بھرے ہین مگر تین ہزار ان مین سے بے کفن دفن پھینکے گئے بعضے گرجا گھرون مین بعضے اصطبلون مین بعضے مکانون کی چھتون پر بعضے خالی قبرستانون مین بعضے کواغذ کے صندوقون مین بعضے نالون مین گھر کا کوڑا پھینکنے کے مکانون مین گھورو نپر گڑھون خندقون تالابون مین ریل گاڑی مین نشستگاہون تلے ریلوی گھر مین جہان اسباب رکھا جاتا ہو وہان پوٹلی مین بندھے ہوئے کاغذ مین اور راہون مین ننھی ننھی لاشین پاخانون مین ٹکڑے کئے ہوئے تابدانون مین ملتی ہین معلوم نہین کہ کتنے بیگناہ مقتول بچے ندیون اور دریاؤن مین ڈبوئے گئے کہ جنکا نشان بھی نہین ملا۔ سالِ گزشتہ لندن جو پایۂ تختِ انگلنڈ ہے فقط اُس کے کوچون مین چارسو اکیاسی لاشین بچون کی ملین ۔ یہان بہت ایسی عورتین اور بعض مرد بھی ہین جن کا پیشہ ہو کہ بچون کو ماؤن سے لیکر

بیکر اپنے گھرون مین پالنے کو لاتے ہین اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہر کہ بھوک پیاس
یا استعمالِ زہر وغیرہ سے بچون کو ہلاک کرتے ہین بعضی مائین حرام کار
ایسے ہین کہ وہ چھہ سو سے ہزار روپے تک اِن قاتلون کی نذر کرتی ہین -
بچون کو سِسک سِسک کر ایک مدت مین مارنا اُن کے نزدیک اُن کے گھر کو بھیجدینا
ہر - اِن کو فاقہ مین رکھنا اُن کی اصطلاح مین رُوزی دہندہ کو اندا دیکھنا
ہر بدراب مین دفن کرنے کو اُن کے یہان نقلِ مکان کہتے ہین زہر سے بچون
کو بیہوش کرنا اور ہمیشہ حالتِ بیہوشی مین رکھنا اُن کے یہان خاموشی کھلاتی
ہر اِن لوگون کو بچونکی زراعت کرنیوالے کہتے ہین - بعض غریب گندہ مکانون مین
ایک ایک دربے مین سات سات بچون تک بند رکہتے ہین بعض اچھے مکانون
مین بھی جو فراخ اور کشادہ ہین رہتے ہین افیون کا عرق یعنے لارڈنم اُن
بچون کو جو زندہ ہین اکثر خاموش رکہتا ہر نہ روتے ہین نہ چلّاتے ہین یون ہی
گھل گھل کر مر جاتے ہین دو تین پونڈ یعنے بیس بیس روپے جو اُس ملک مین نہایت
ہی کم ہین فی ظالم عورتین لیکر ماؤن سے وعدہ کر جاتی ہین کہ پھر وہ اپنے بچون
کی صورت کبھی نہ دیکھین گی - افسوس ایک لحظہ کی عیشِ غلیظ پر خون بیگناہ
اپنے بچون کا اپنی گردن پر لیتی ہین - جو روزنامچہ صاحبانِ کمشنرانِ محافظت
اطفال کا ہر اُس مین ایسے ایسے حوادث بھرے ہین - اگرچہ ہزارون
اس طرح قتل ہوتے ہین تب بھی وہ جو زندہ ہین تعداد مین بے شمار ہین -
یہہ حال جو لکھا گیا فقط انگلنڈ کا تھا - اِسکاٹلنڈ اور ویلز اور ایرلینڈ جو
اور راجزا اِس سلطنت کے ملے ہوے ہین اِس مین نہین داخل ہین

ورنہ فقط وبلز مین مجھکو یاد ہو کہ ایک سال عددِ اولادِ نکاحی ایک ربع اور ولد الحرام قریب تین ربع کے تھے انتہی ملخصاً از اودہ اخبارِ نولکشور نمبر ۲۶۲ جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۱ عیسوی صفحہ ۱۲۰۴ —

اب عقلا انصاف کر سکتے ہین کہ تعدّدِ ازدواجی کو منع کرنا جو باعث اسقدر بچیاون کے قتل کا ہوتا ہے۔ انسانیت اور فلاحِ قومی اور تہذیبِ اخلاق کے خلاف ہی یا تعدّدِ ازدواجی کو جایز رکھنا۔ اب اس کا فیصلہ مین منصف مزاجون پر چھوڑ دیتا ہون —

قولہ ص ۱۲ اور مسلمان اس سے فائدہ اُٹھانیکو راضی نہین اور اپنے آرام کے خلاف دیکھکر اِس پر عمل نہین کرتے۔ ملخصاً۔

اقول سراسر جھوٹ ہو اِس لئے کہ اگر مسلمانانِ عرب وعجم وترک وغیرہ سے قطع نظر بھی کیجاے تو ہندوستان مین لاکھون ایسے مسلمان نکلین گے جن کے پاس متعدد ازواج ہون اور مسلمانون مین ایسا تو ایک شخص بھی نہوگا جو تعدّدِ ازدواج کی حرمت کا قائل ہو ہرچند اُس کے پاس متعدد ازواج نہون۔ اور متعدّد ازواج رکھنا کچھ واجب تو نہین جس سے ہر شخص کو اُس پر عمل کرنا ضرور ہو۔ ابھی مخاطب جواز اور وجوب کے معنون سے بھی واقف نہین جو ایسی مہمل کج بحثی کر رہا ہے —

قولہ ص ۱۲ اپنی بیٹیون کو اِس کے مصائب سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہین —

اقول منقوض ہو باین وجہ کہ اگر کوئی شخص کسی نفسانی غرض سے اپنی

بیٹی پر سوت نہ آنے کی کوشش کرے تو اُس سے مطلقاً تعدد ازواج کی برائی اور حرمت ثابت نہین ہوتی۔

اور یہہ بھی کلیہ نہین ہی بلکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ خود عورت اپنے شوہر کو دوسری شادی کرنے کے لئے خوشی سے اجازت دیتی ہی جس کی تصریح ڈاکٹر لی بان کے قول لکھے گزر چکی ہی۔ اور علاوہ اِسپر یہان ایک مثال جو ہم پیش کرتے ہین نہایت تامل کے لایق ہے۔

مثلاً ایک شخص ایک عورت سے شادی کرے اور اُس سے ایک یا چند بچے پیدا ہون پھر وہ عورت مرجاے اور وہ مرد دوسری شادی کرنا چاہے تو عیسائیون کے حال کے اصول کے موافق بھی یہہ شادی جایز ہے۔ مگر زنِ سابقہ کی اولاد قلباً ہرگز گوارا نکریگی کہ باپ دوسری شادی کرے اور سوتیلی مان اور اُس کی اولاد انکے حقوق مین شریک ہون۔ تو کیا اُن اولاد کی ناخوشی اور عدمِ رضا کے سبب باپ کو دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام ہوجائیگا۔ ہرگز نہین۔ پس جب یہان بسبب ناخوشیِ اولادِ زنِ سابقہ کے دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام نہین تو تعددِ ازواج کو بھی اسیطرح سمجھنا چاہئے کہ اگر کسی عورت کا باپ اپنی اور اپنی بیٹی کی نفسانی غرض سے اپنی بیٹی پر سوت آنے سے راضی نہو تو فی الحقیقت تعددِ ازواج امرِ قبیح اور حرام نہ ہوجائیگا اور سواے اِس کے خداے تعالی نے تعددِ ازواج کو فرض نہین کیا ہی بلکہ ہر انسان کو اپنے ملک اور رواج اور اپنے آرام و آسایش اور ضرورت کے لحاظ سے تعددِ ازواج کو اختیار اور ترک کرنے مین اختیار دیا ہے جسمین کوئی قباحت نہین ہی۔ بلکہ نہایت مستحسن اور عمدہ امر ہی۔

قولہ صـــ۱۲ جن کے ذہن نئی روشنی سے منوّر ہو گئے ہین اس رسم کو نہ صرف قبیح عظیم جانتے ہین بلکہ زناکاری کا تعلق کہہ رہے ہین۔

اقول جو لوگ مطلقاً تعددِ ازواج کو زناکاری کا تعلق کہتے ہین وہ بسبب انکار امرِ متفق علیہ اہلِ اسلام کہ ضروریاتِ دینِ اسلام سے ہر اسلام سے خارج ہو جاتے ہین۔

فی الحقیقت پکّے مسلمانون مین تو کیا کچے مسلمانون مین بھی انکا شمار نہین ہو سکتا اور نہ اُن کے ذہن کسی روشنی سے منوّر ہوے ہین بلکہ وہ یا تو نصاری ہین یا متنصرین کہ عیسائیون کی کاسہ لیسی نے اُن کے ذہنون کو تاریکیِ غوایت سے سیاہ کر دیا ہے یہہ لوگ ہر چند ظاہر مین مسلمان کہلاتے ہین مگر دراصل خارج از اسلام اور مخرّب دینِ اسلام ہین۔ کہ خلافِ شریعتِ غرا مطلقاً تعددِ ازواج کو زناکاری کا تعلق کہتے ہین۔

قولہ صـــ۱۳ اردو خوان محصناتِ حافظ نذیر احمد صاحب سے درس لے چکے ہین

اقول کتابِ محصنات مین ہرگز تعددِ ازواج کو حرام نہین بتایا ہے اور نہ مولوی نذیر احمد صاحب قائلِ حرمت ہین۔ اور باقی مخاطب کی یاوہ گوئی قابلِ جواب نہین

قولہ صـــ۱۳ و ۱۴ وہ یعنے (سید امیر علی صاحب) انگریزی کتاب مین اِس مضمون کے آخر فرماتے ہین کہ "مین کثرتِ ازواج کو اس زمانہ مین ایک حرامکاری کا تعلق اور منشاء اسلام کے خلاف سمجھتا ہون"

اقول آیا کوئی امرِ حلال جسکی حلیت بر نصِ قرآن و سنّت و اتفاقِ جمیع اہلِ اسلام موجود ہو وہ کسی سید صاحب یا شیخ صاحب کے کہنے سے حرام ہو سکتا ہے یا کوئی

مسلمان اُسے حرام کاری کا تعلق کہسکتا ہی۔ ہرگز نہین۔

قولہ ص ۱۵ فصل دوم سنتِ نبوی۔ الخ

اقول اِس فصل مین جو مخاطب سید امیر علیصاحب کے ایک سنئے مذاق پر جس مین اُنھون نے کل علماے اسلام کی مخالفت کی ہے۔ طعن کرتا ہی اُسکا جواب خود سید صاحب یا اُن کے مریدِ عنایت فرماوین۔ بندہ یہان فقط اِس امر کی تحقیق بیان کرتا ہی کہ آنحضرت نے کل کتنی بیبیون سے شادیان کی تھین اور ایک زمانہ مین حضرت کے پاس کسقدر بیبیان جمع ہوئی تھین۔

جاننا چاہئے کہ آنحضرت کے پاس بقولِ اکثر کسی زمانہ مین نو سے زیادہ ازواج جمع نہین ہوئین اور کل گیارہ یا تیرا عورتون سے آپ نے نکاح و زفاف فرمایا ہی چنانچہ مدارج النبوہ ص ۵۹۴ مین شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین کہ "متفق علیہ یازدہ زن اند" اور حیات القلوب ص ۵۶۵ مین مجلسی فرماتے ہین کہ "ابن بابویہ بسندِ معتبر از حضرتِ صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ حضرتِ رسولؐ پانزدہ زن تزویج کردہ بہ سیزدہ نفر از ایشان مقاربت نمود و چون بدارِ آخرت رحلت نمود نُہ زن در حبالۂ آنحضرت بودند" اور جو حضرت نے چار سے زیادہ نکاح فرمائے اُس کے جواز کی دلیل آیندہ اُس کے مقام پر بیان کیجائیگی انشاءاللہ تعالی۔

قولہ ص ۱۷ فصل سوم قرآن و تعددِ ازواج **دفعہ اول** ایک نئی تاویلِ قرآنی سید صاحب سناتے ہین سورۂ نساء مین ہے "وہ نکاح کرو جو تمکو خوش آئین عورتین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نرکھو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھہ کا مال ہی" اور پھر ع مین ہی "وہ تم ہرگز نرکھہ سکو گے عورتون کو برابر اگرچہ اِسکا

شوق کرو سوتر ے پہر بہی بچاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادہر مین لٹکتی "۔ سید صاحب کہتے ہین
کہ "شارعِ اسلام نے ازواج کی ایک تعداد مقرر کر دی اور ازواج کے حقوق شوہرون پر
مقرر کر دیئے اور مقرر کر دیا کہ سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ رکھے اس قید سے
آیت کی یہہ معنی ہوتے ہین کہ کوئی شخص ایک سے زیادہ زوجہ نکرے اگر زیادہ سے برابر برتاؤ
نکر سکے جیسا مولوی سید احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ تعدد ازواج مین بہت سے
شدید قیود لگائے گئے جیسا چارون کے حقوق مین مساواتِ کُلّی رکھنا اور برابر محبت کرنا
وغیرہ وغیرہ۔

پس بہرکیف حکمِ تعددِ ازواج کو ازقبیلِ نواہی سمجھنا چاہیئے نہ از قبیلِ اوامر"
اب ظاہر ہی کہ قرآن چار عورتون کو بشرطِ عدل جایز بتلاتا ہی اور یہہ بہی کہتا ہی
کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے۔ پس یا تو بقولِ سید صاحب بمفادِ فات الشرط تعددِ ازواج
حرام ہوا اور ہر مسلمان محمد صاحب سے لیکر مابعد کے ایماندارون تک جس نے تعددِ
ازواج اپنے لئے جایز رکھا حرام کاری کا مرتکب ہوا۔ یا یہہ قول کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے
باطل ہی اور اگر دونون قول درست ہین تو عدل سے مراد کچھہ اور ہی ہی جسکا کرنا دشوار
نہین۔ الخ۔

اقول اس فصل مین ایک امر تحقیق کی ضرورت رکھتا ہی جو تفسیرِ قرآنِ شریف سے
متعلق ہی جس مین سید امیر علی صاحب اور سید احمد خان صاحب کو دہوکا ہوا ہی اور وہ
خطا پر ہین۔ ہم یہان مختصر کچھہ بیان کرتے ہین۔ خداوندِ عالم نے قرآن شریف مین ارشاد

فرمایا ہی۔ سورۂ نساء ع ۱ "فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع فان خفتم
الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم " حاصلِ ترجمہ یہہ ہی کہ نکاح کرو اُن عورتون سے

جو تمھین اچھی معلوم ہون دو دو تین تین چار چار۔ اور اگر تمھین خوف ہو کہ عدل کر سکوگے تو ایک ہی عورت کرو یا اپنی کنیز کو تصرف مین لاو۔ پھر اسی سورہ کے ۱۹ع مین فرمایا ہی

ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروہا کالمعلقہ ''

حاصل یہہ ہی کہ تم مین ہرگز قدرت نہین کہ اپنی عورتون مین عدل کرسکو ہرچند تمھین حرص ہو پس (جس سے کہ تمھین زیادہ محبت ہی اس کی طرف) اسقدر رغبت نکرو کہ دوسری عورت کو بالکل چھوڑ رہی دو مثل معلقہ کے یعنے نہ وہ پوری صاحب شوہر رہے نہ بیوہ یہہ ترجمہ موافق تفسیر معالم التنزیل و تفسیر حسینی وغیرہ کے ہی۔ اور دوسری تفسیرون مین اس طرح لکھا ہی کہ "وہ جب تمکو عدل کی قدرت نہین ہی توکسی زوجہ سے بالکل منھہ نہ پھیرلو کہ وہ مثل معلقہ کے ہوجاے'' اور حاصل دونون ترجمون کا ایک ہی ہی بہر حال

سمجھنا چاہئے کہ سید امیر علیصاحب اور سید احمد خانصاحب کو عدل کی لفظ پر دہوکا ہوا ہی وہ دونون آیتون مین عدل سے مراد برابر برتاو کرنا محبت وغیرہ مین سمجھے ہین۔ حالانکہ ایسا نہین ہی۔ بلکہ آیۂ اولی مین یعنے جہان چار نکاح کرنے کا جواز خداے تعالی نے بیان فرمایا ہی عدل سے مراد برابر برتاو کرنا تقسیم شب اور نفقہ مین ہے دیکھو تفسیر جلالین وغیرہ۔ نہ عدل فی المحبت و میل القلب۔ کیونکہ صورت اول ممکن ہی اور صورت ثانی یعنے عدل فی المحبت و میل القلب علی العموم انسان سے عادۃً ممکن نہین ہی پھر کیونکر خداوند عالم ایک امر دشوار بلکہ غیر ممکن عادی کا حکم فرماتا۔ اور آیۂ ثانیہ مین باتفاق جمیع مفسرین اسلام عدل سے مراد استوا اور برابری محبت اور میلان خاطر مین ہی نہ فقط شب باشی اور نفقہ وغیرہ مین۔ چنانچہ معالم التنزیل ص۲۵ مین تحت مین

آیۂ۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء کے مرقوم ہی ''ای لن تقدروا ان تسووا

بین النساء فی الحب ومیل القلب" یعنے تم مین قدرت نہین ہر کہ بین ازواج محبت
اور رغبت قلب مین مساوات کرسکو۔ اور تفسیر جلالین مین مرقوم ہر "و لن تستطیعوا
ان تعدلوا تسووا بین النساء فی المحبتہ" اور اسی سلئے خداوند عالم نے کہ عالم الخفیات
ہر اور سب کے دلون کا حال جانتا ہر ایسے عدل کو یعنے عدل فی المحبتہ ومیل القلب
کو انسانی قدرت سے باہر فرمایا ہر اور وہ حکم جو انسان سے اُسکی تعمیل ممکن تھی نازل
کیا۔ اور ظاہر ہر کہ محبت اور میلانِ قلب مین سب ازواج سے برابر برتاو کرنا کیونکر
ہوسکتا ہر زیادتی وکمیِ محبت کے لئے کئی اسباب مثل کثرتِ حسن واطاعتِ شوہر وغیرہ
ہین جن کے سبب میلانِ قلب کسی کی طرف زیادہ اور کسی کی طرف کم ہوتا ہر اور یہہ
انسان کا اختیاری امر نہین ہر بلکہ اسمین آدمی مجبور ہر۔ اسی لئے خداوند عالم نے خبر
دی کہ تم سے عدل فی المحبت نہین ہوسکتا اور فرمایا فلا تمیلوا کل المیل یعنے جب تم سے
عدل فی المحبت ومیل القلب ممکن نہین تو اسقدر بھی ایک عورت کیطرف مایل نہو جاؤ
کہ دوسری عورت کو بالکل چھوڑ ہی دو۔ اور یہہ ممکنات سے ہر چنانچہ بموجب اِس
حکم کے تقسیم راتون کی فرض ہر یعنے چاہئیے کہ چار عورتون مین سے ہر ایک کے پاس
ایک شب رہے اور نفقہ مین برابری کا لحاظ بقولِ بعض فقہا لازم ہر اور بقولِ بعض
علما سنت۔ بہرحال اِس آیۂ شریفہ سے بصراحت معلوم ہوا کہ نہ تو عدل فی المحبت ومیل
القلب پر کلیتہً انسان قادر ہر اور نہ اُسکو خداوند عالم نے تعدد ازدواج مین شرط قرار دیا ہے
محض تقسیم شب اور نفقہ کی مساوات کے لحاظ سے چار منکوحہ عورتین ہر مسلمان کے
لئے حلال قرار دی گیئن۔ اور یہی قول تمام علمائے اسلام کا ہر جو تمام کتب احادیث
وتفاسیر وفقہ سے ظاہر ہر۔ اور کیونکر امر غیر مستطاع کو خداوند عالم شرط قرار دیتا

دہ

وہ تو عادل ہو اور اُس نے خود ارشاد فرمایا ہو لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا ۔ یعنی کسی نفس کو خدا اُسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا۔

اِس بیان سے سید احمد خان صاحب اور اُن کے مقلدین کی راے کی غلطی کل صاحبان فہم و انصاف پر مثل آفتابِ عالمتاب کے روشن و مبرہن ہو گئی۔

قولہ صن۲ **دفعہ دوم** شرطِ عدل و سنتِ نبوی ۔ محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ "عدل کو قایم رکھنے کے لئے شریعتِ اسلام نے چار سے زیادہ جورُون کی اجازت نہین دی ہر ایک پر یہہ ظن ہو سکتا ہو کہ کثرتِ ازواج کی حالت مین وہ عدل نکر سکیگا اور آنحضرت چونکہ بُرے گمانون سے پاک تھے اور بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے لہذا آپ کے لئے وہ تحدید ضروری نہ تھی اِس لئے آپ کو چار سے زائد جورُون کی رخصت خدا نے دی" پھر فرماتے ہین "مگر یہہ جواب اُن لوگون کے لئے طمانیت بخش ہو جو حضرت کو نبیِ برحق مانتے ہین آنحضرت کے مخالف اِس جواب کو تسلیم نہ کرین گے"

مین دکھلائے دیتا ہون کہ اِس فرضی عدل کو حضرت نے کیسے برتا اور آپ کس درجہ بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے تاکہ مخالف اور مؤالف کی آنکھین کھل جائین۔ سورہ احزاب رکوع مین ہو "پیچھے رکھدے تو جسکو چاہے انمین اور جگہہ دے اپنے پاس جسکو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا اُن مین سے جو کنارے کر دی تھین تو کچھ گناہ نہین تجھپر" اسکی صحیح تفسیر مین حسینی لکھتا ہو "در وسیط آوردہ کہ وجوب قسم بدین آیت از حضرت ساقط شد" لوحضرت پر کسی قسم کا عدل اِس آیت سے واجب نرہا۔ مسلمانون پر واجب ہو کہ عورتون مین کسی قسم

کی سادات کی رعایت رکھین۔ مگر محمد صاحب آزاد کر دئے گئے۔

اقول مولوی محمد حسین صاحب نے چار سے زیادہ ازواج کے جواز کے بارہ مین آنحضرت کے لئے جو توجیہہ فرمائی ہر وہ بہت درست ہے اور آخر مین جو کہا کہ وہ آنحضرت کے مخالف اس جواب کو تسلیم نکرین گے" **پس** ہم مخالفین کو دوسری قطعی دلیلون سے مجبور کر دین گے جس سے اُن کو بہرحال تسلیم کرنا پڑیگا وہ دلیلین ثبوتِ نبوت کی ہین جو ہمارے بہت سے علما نے خاص اس امر مین بہت سی کتابین لکھی ہین اور بشاراتِ انبیاے سابق سے جو ابتک کتبِ عہدِ عتیق وجدید مین موجود ہین اور آنحضرت کے معجزاتِ کثیرہ سے جو باسنادِ متواترہ مروی ہین اور معجزۂ قرآن سے جو ابتک موجود ہے اور قیامت تک موجود رہیگا اور برہانِ عقلی سے آنحضرت کی نبوت کی نبوت کی حقیت کو ظاہر کر دیا ہر جن کتابون کا جوابِ حق نہ ابتک کسی مخالفِ اسلام سے ہوسکا اور نہ آیندہ ہوسکیگا۔ **پس** جب نبوت اور حقیت حضرت کی قطعی دلیلون سے ثابت ہر اور قرآن کا کلامِ خدا ہونا بسبب اس کی فصاحت اور عدمِ امکانِ جواب اور اخبار غیب کے یقینی ہر تو پھر کوئی تعریض حضرت پر نہین ہوسکتی۔ اور اگر کوئی نادانی سے کوئی تعریض کرے بھی تو اُس کے جواباتِ شافیہ دیکھکر تسلیم کرنا پڑیگا۔

حیرت ہر کہ مخالفینِ اسلام باوجود دعوئِ عقل کے کس طرح سے آنحضرت کے معجزات کا جو تواتر سے ثابت ہین انکار کرتے ہین۔ اور کیونکر معجزۂ قرآن کے مشاہدہ سے آنکھ بند کر لیتے ہین۔ اور کسطرح بشاراتِ انبیا سنکر کانون پر ہاتھ رکھ لیتے ہین۔ نہین کچھ حیرت کا مقام نہین۔ خداے تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہر۔

ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوہ ۔

اور جو مخاطب نے حضرت کے عدل کے بارہ مین طعن کیا ہو اور سورہ احزاب کی آیت پیش کی ہے اُس کا جواب کئی وجوہ سے دیا جاتا ہے اول یہہ کہ جو تفسیر آیہ شریفہ کی مخاطب نے پیش کی ہو وہ اجماعی نہین اور اِس آیت کی تفسیر مین بہت اختلاف ہی بندہ ان مین سے بعض اقوال نقل کرتا ہو۔ خداوند عالم نے فرمایا ہی۔ (سورہ احزاب ع ۶) ترجی من تشاء منہن و تووی الیک من تشاء و من ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک ۔ یعنے توجسکو چاہے اُن عورتون مین سے پیچھے رکھدے اور جسکو چاہے اپنے پاس جگہہ دے اور جسکو چاہے اُن مین سے جن سے کنارہ کیا تھا تو تجھپر کچھہ گناہ نہین۔ شعبی وغیرہ کہتے ہین کہ یہہ آیت طلاق کے بارہ مین نازل ہوئی ہو۔ یعنے جسکو آپ چاہین اپنی عورتون مین سے طلاق دین اور جسکو چاہین رکھہ چھوڑین آپ کو اختیار ہو۔ ابن عباس جو اجلّہ مفسرین سے ہین اُنکا بھی یہی قول ہو دیکھو تفسیر حقانی جلد سادس صـ ۸۴ اور تفسیر معالم التنزیل مین مرقوم ہے "وقال ابن عباس تطلق من تشاء منہن و تمسک من تشاء" یعنے ابن عباس کہتے ہین کہ اِس آیت کے معنی یہہ ہین کہ تو جس کو چاہے اُن عورتون سے طلاق دے اور جسکو چاہے روک رکھے ۔ اور حیات القلوب صـ ۵۷۲ کی جلد دوم مین آیہ مذکورہ کے تحت مین مرقوم ہو "یعنے دور میگردانی و طلاق میگوئی ہر کرا میخواہی از ایشان و پناہ میدہی و بر نکاح میگذاری ہر کرا میخواہی" اور اس مضمون پر اور بھی روایتین وارد ہین جنسے معلوم ہوتا ہو کہ یہی قول متفق علیہ مین الفریقین ہو اور اقوی ہو اور بنا بر اس قول کے تعریض مخاطب بالکل باطل اور منقوض ہو۔

دوسرا قول یہہ ہی کہ جو عورتین اپنا نفس تجھے ہبہ کرتی ہین اُن مین سے اختیار ہی جسے چاہے قبول کرے اور جسے چاہے نکرے دیکھو معالم التنزیل تفسیر سورۂ احزاب اِس مین بھی کسیطرح کی تعریض نہین ہو سکتی۔

تیسرا قول وہ ہی جو مخاطب نے نقل کیا ہی۔ سوائے اِنکے اور بھی اقوال تفسیرون مین منقول ہین پس جس آیت کی تفسیر مین اِسقدر مختلف اقوال منقول ہون اُن مین سے ایک قول کو اخذ کرکے اُس کی بنا پر آنحضرت پر طعن کرنا بجز بیفہمی یا عداوت کے اور کسی چیز پر حمل نہین ہو سکتا۔ مخاطب نے تفسیرِ حسینی سے جو قول نقل کیا ہی باوجود اختلافِ اقوال کے ہرگز ممکن نہین کہ وہی قول متعین ہو جس سے کوئی طعن حضرت پر ہو سکے آنحضرت خدا کے تابع تھے اور آپ پر وحی نازل ہوتی تھی جسکو آپ ہی خوب سمجھ سکتے تھے آپ کسی مفسر کے قول اور فہم کے تابع نہین تھے پس اگر کسی مخالف کو آپ پر اعتراض منظور ہو تو وہ نصِ قرآن سے جس کی تفسیر مین سب علما متفق ہون یا احادیثِ متواترہ سے استدلال کرے جو قابلِ لحاظ ہی ورنہ کسی مفسر کے قول سے باوجود اختلافِ مفسرین کے استدلال کرکے آنحضرت پر تعریض کرے تو عین نادانی اور دیوانگی سمجھی جائیگی۔

دوسری وجہ یہہ ہی کہ علی التنزل ہم نے تسلیم کیا کہ جو قول مخاطب نے نقل کیا ہی وہی صحیح اور متعین ہی مگر چونکہ باوجود عطائے اختیار مِن جانب پروردگار آنحضرت تا وقتِ انتقال رعایت قِسم کی یعنے تقسیم شب کی فرماتے تھے لہٰذا کوئی تعریض حضرت پر نہین ہو سکتی۔ تفسیرِ معالم التنزیل کے صفحہ ۲۱ مین لکھا ہی۔

وہ لم یخرج احداً (عن القسم) بل کان رسول اللّٰہ صلعم مع ماجعلہ اللّٰہ لہ من ذالک۔

ذٰلک یسوی بینہن فی القسم" یعنے حضرت نے کسی عورت کو رعایتِ قسم سے خارج نہین فرمایا بلکہ باوجود اس کے کہ خدا نے آپ کو اختیار دیا تھا۔ اپنی عورتون مین مساوات کا لحاظ اور شب باشی کی تقسیم مین برابر برتاو فرماتے تھے۔ اور تفسیر حسینی صفحہ ۴۶۵ مین بھی مرقوم ہی کہ "در زاد المسیر گوید کہ میانِ ہمہ ازواج غیراز سودہ کہ نوبتِ خود را بعائشہ بخشیدہ بود آنحضرت رعایت فرمودی قسم را تا آخرِ عمر" اور ہرچند دوسرا قول بھی اس قول کے مخالف تفسیر وہین منقول ہی مگر وہ ضعیف ہی اور قولِ صحیح یہی ہی جو ابھی بیان کیا گیا اور اسی پر اکثر علما متفق ہین چنانچہ مدارج النبوہ کے صفحہ ۹۲۰ مین شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین کہ "آنحضرت صلعم در میانِ زنانِ شریفہ نوبت نگاہداشتی در بیتوتت و ایوا و نفقہ و جمیعِ حقوق و امور یکہ بر آن قادر بود۔ اما در محبت میفرمود خداوندا این قسم و عدالت من است در آنچہ مالکم من آنرا و در اختیارِ منست و ملامت مکن مرا در آنچہ مالک نیستم آن را یعنے در محبت الخ" اس مضمون کی کئی روایتین کتبِ احادیثِ صحاح و سیر مین مرقوم ہین۔ پس جب حضرت آخرِ عمر تک رعایتِ قسم کی فرماتے رہے اور مساوات کا لحاظ کرتے رہے تو پھر کوئی اعتراض ممکن نہین۔ اور خداے تعالیٰ نے جو حضرت کو باختلافِ اقوالِ مفسرین اختیار دیا تھا اور وجوبِ قسم کو ساقط فرمایا تھا وہ اِس مصلحت پر مبنی ہوسکتا ہی کہ درصورت خلاف جب ان عورتون کو معلوم ہوتا کہ خدا نے حضرت پر مساوات اور قسم کو واجب فرمایا ہی تو ہر امر مین مناقشہ اور مناقضہ کرتی رہتین اور اُن کے جھگڑون کے طے کرنے مین اکثر اہم امورِ دینی مین فرق آجاتا۔ اور جب انھین معلوم ہو کہ حضرت پر مساوات اور راتون کی تقسیم واجب نہین ہی تو پھر حضرت کی رعایت اور راتون کی تقسیم کو من قبیلِ احسان سمجھکر راضی

ہون اور اسقدر کثیر جھگڑون سے حضرت کو تکلیف نہ دین جس سے اور مقاصدِ دینی مین فرق آئیے۔

تیسری وجہ یہہ ہے کہ علی التنزل موافق قولِ بعض مفسرین کے جو وہ بالکل ضعیف ہے ہمنے فرض کیا کہ آنحضرت بعد نازل ہونے اِس آیت کے بعض عورتون مین راتون کی تقسیم کا برابر لحاظ فرماتے تھے اور بعض عورتون مین جب چاہا رعایتِ تقسیم کی فرمائی اور جب نچاہا نفرمائی۔ مگر اِس مین بھی فی الحقیقت کوئی تعریض کا مقام نہین ہے اس لئے کہ یہہ آیت اُسوقت نازل ہوئی ہے جس وقت حضرت کے ازواج نے حضرت کو نفقہ وغیرہ کے بارہ مین تنگ کرنا شروع کیا اور آپ خفا ہو کر ایک مہینے تک سب سے علیحدہ ہوئے یہان تک کہ آیۂ تخییر نازل ہوا پس آپ نے سب سے کہا کہ اگر دارِ آخرت منظور ہے تو جس حالت مین رکھا جاے رہنا منظور کرو اور جو دنیا منظور ہے تو سب کو طلاق دے دیتا ہون پس سب ازواج نے آخرت کو اختیار کیا۔ دیکھو قولِ ابورزین اور ابنِ زید کا معالم التنزیل مین۔

پس جب عورتون نے خود اس امر کو اختیار کیا تھا تو پھر اگر کسی زوجہ کی نسبت تقسیمِ شب کی برابر رعایت نہ کیجاے تو کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔

قولہ ص ۲۱ چنانچہ حضرت کی عورات اِس ظلم سے نالان ہوئین تھین۔

وبروایتِ دیگر زینب گفت تو عدل نمیکنی میان ما باآنکہ پیغمبرِ خدائی (حیات القلوب)

اقول نہایت حیرت ہے کہ اِس مقام پر مخاطب نے اپنے دعوی مین عورات کو شاکی ظلم ٹھہرایا ہے اور دلیل مین فقط زینب کا حال لکھا ہے۔ شاید زینب سے مراد مخاطب کے نزدیک تمام عورتین ہونگی۔ بہرحال زینب کی شکایت کا جو حال حیات القلوب مین

لکھا ہی بفرضِ صحتِ روایت اِس کا جواب یہہ ہی کہ چونکہ عورتین ناقص العقول ہوتی ہین اور
علی الخصوص امورِ خانگی اور کارہاے معاشرت مین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ عورتین اپنے شوہرون
سے بیجا کج بحثیان کرتی ہین اور علاقہ زوجیت بسا اوقات ایسے ناز کا باعث ہوتا
ہو جس سے شوہر کے حفظِ مراتب کا خیال نہین رہتا اور بے ادبی کے الفاظ منھہ سے
نکل آتے ہین اور علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ عورت حسین بھی ہو لہذا عقلا انکان
ان کی باتون پر اعتنا نہین کرتے پس اسی طرح ممکن ہی کہ زینب کی زبان سے ایک
امرِ خلافِ واقع کی شکایت آنحضرت کی نسبت نکل آئی ہو اِس سے کسی ذیفہم کے
نزدیک ہرگز ثابت نہین ہوسکتا کہ آنحضرت نے معاذ اللہ خلافِ عدالت کوئی کام
فرمایا ہی۔ اور کتابِ حیات القلوب کے اُسی مقام سے جہان سے مخاطب نے
یہہ روایت نقل کی ہی ظاہر ہی کہ آیۂ تخییر کے نازل ہونے سے پہلے زینب نے یہہ بات
کہی تھی۔ اور ابھی تک آیۂ ترجی من تشاء نازل نہین ہوا تھا اور کل علما کا اتفاق
ہی کہ اِس آیت کے نزول سے پہلے آپ برابر عدل فرماتے تھے اگر کسی نے اختلاف
کیا ہی تو زمانۂ بعدِ نزولِ آیۂ ترجی من تشاء مین اختلاف کیا ہی ہرچند وہ بھی قول بہت
ضعیف ہی جسکا بیان گزر چکا۔ پس اِس سے ثابت ہی کہ زینب کی شکایت بالکل
بیجا اور حقیقت مین خلافِ واقع تھی۔

قولہ ص ۲۱ فعل کا اثر قول سے زیادہ ہوتا ہے سوا ب محمد صاحب کا قول
بھی موجود ہی اور فعل بھی۔

اقول بعض افعال حضرت کے ایسے ہین جو آپ کے خصایص سے ہین جنکا
ثبوت قرآن و حدیث سے ہوا ہی اور وہ دوسرون پر حرام ہین۔ پس اور لوگ حضرت

کی اُمت سے اس خاص فعل مین متابعت نہین کر سکتے اور نہ کسی نے آج تک وہ فعل کئے ہین جیسے حضرت نے چار سے زیادہ نکاح فرمائے پس چونکہ خداوند عالم نے اس امر کو حضرت کے لئے جائز رکھا اور عام سلمانون کے لئے چار عورتون تک جواز کا حکم دیا تو اب کوئی شخص ایک زمانہ مین چار سے زیادہ نکاح نہین کر سکتا اور جن افعال کا حضرت کے خصایص سے ہونا معلوم اور ثابت نہین پس البتہ وہ فعل سنت ہے اور حتی الامکان اسکی اتباع ضرور ہے۔ اور حضرت کے قول کی اتباع تو ہمیشہ لازم ہے۔ اور یہہ امر بالکل ظاہر ہے جس مین کسی کو شک نہین ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ مخاطب کی یاوہ گوئی محض عوام کے دہوکا دینے کے لئے ہے۔

قولہ ص ۲۱ دفعہ سوم حدّ تعدد نمایشی نہ حقیقی سید صاحب کا قول کہ شارع الاسلام نے ازواج کی ایک تعداد مقرر کردی۔ غلط ہے۔ اتنا سچ ہے کہ کوئی مسلمان ایک ساتھہ چار سے زیادہ منکوحہ عورتین نہین رکھہ سکتا مگر آگے اسی آیت مین ہے۔ "جو اپنے ہاتھہ کا مال ہے" یہہ لونڈیان ہین انکی کوئی حد نہین اگر کسی کے ہاتھہ ہزار لونڈیان لگ جائین وہ اپنی مدخولہ بنا کر اپنی چار جورون پر اضافہ کر کے اسلام سے باہر نہین جاتا۔ انمین عدل وغیرہ کسی قسم کی قید بھی نہین۔ اور حضرت کے پاس بھی باوجود ایک درجن سے زیادہ عورتون کے چار لونڈیان بھی تھین جن مین ماریہ قبطیہ اور ریحانہ بہت مشہور ہین۔ انتہی ملخصاً۔

اقول ہرچند حدّ تعدد منکوحہ ازواج کے لئے ہے اور کنیزون کی کوئی حد نہین ہے مگر وہ جو شرایط اور آداب کنیز وغلام رکھنے کے اسلام مین مقرر ہین وہ خود کنیزون کی تکثیر کے مانع ہین چنانچہ کتاب حلیۃ المتقین کے دسوین باب پہلی

فصل مین مذکور ہی کہ ''در حدیثِ معتبر از حضرتِ رسول صلعم منقول است کہ بہ بندگانِ خود بخور انید آنچہ خود می خورید و بایشان بپوشانید آنچہ خود می پوشید'' اور اُس کی رعایت کنیزون کی کثرت کی صورت مین شکل ہی اور علی التنزل اگر کسی کے پاس ایک ہزار کنیزین ہون تو اُن مین سے ہر ایک کی نوبت تقریباً تین برس کے بعد آئیگی بشرطیکہ ہر روز ایک کنیز کے پاس جاے اور ہر چند یہ عادۃً محال ہی مگر بالفرض وتسلیم بعض عورات سے تین برس تک صبر کرنا ممکن نہین پھر ضرور وہ زنا مین واقع ہون گے اور اِس کا گناہ آقا پر بھی ہوگا پھر کیونکر ممکن ہی کہ کوئی پابندِ شریعت زیادہ کنیزین کر سکے اور اسی بنا پر حضرتِ امیر المومنین سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا ''من اتخذ من الاماء اکثر مما ینکح فالاثم علیہ ان بغین'' من لایحضرہ الفقیہ باب احکام الممالیک یعنے جو شخص چار کنیزون سے زیادہ اختیار کرے اور وہ کنیزین بدفعل کرین تو اُس شخص پر اُس کا گناہ ہی۔ اسی لئے آج تک کوئی مسلمان پابندِ شرع ایسا نہین گذرا جس کے پاس ایک ہزار مدخولہ کنیزین ہون۔ پس مخاطب نے جو ایک ہزار کا شمار بیان کیا ہی وہ فقط مخاطب کا فرضی توہم ہی اوّلاً کسی کے پاس ایک ہزار کنیزین جمع ہونا دشوار ثانیاً اُن کو مدخولہ بنانا بھی دشوار ثالثاً اُن کے حقوق کا ادا کرنا دشوار تر۔

اور بالفرض بطورِ شاذ کسی مسلمان کے ہان ایسا ہوا بھی ہو تو کوئی طعن نہین ہوسکتا جب حضرتِ سلیمان ایک ہزار عورتین کر کے اور حضرتِ داؤد ایک سو بی بیان رکھ کے نبوت سے باہر نہین ہوئے تو پھر کوئی مسلمان اگر ایک ہزار کنیزون سے مقاربت کرے تو کیونکر اسلام سے خارج ہوگا۔ علاوہ بران توریت مین بھی کنیزون سے بلا حدِ تعدد مقاربت کی اجازت موجود ہی چنانچہ کتاب استثنا کے باب ۲۱ آیت ۱۰

مین مرقوم ہے " اور جب تو لڑائی کے لئے دشمنون پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا انکو تیرے ہاتھون مین گرفتار کرے اور تو اُنھین اسیر کر لاے (۱۱) اور اُن اسیرون مین خوب صورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بنا دے (۱۲) تو تو اُسے اپنے گھر مین لا اُس کا سر منڈوا اور ناخن کٹوا (۱۳) تو وہ اپنا اسیری کا لباس اُتارے اور تیرے گھر مین رہے اور ایک مہینے بھر اپنے باپ اور اپنی مان کے سوگ مین بیٹھی بعد اُس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر " الخ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی کوئی حد معین نہین ہے جہان تک چاہے کرے کیونکہ نہ لڑائی کی کچھ انتہا ہے نہ پسند آنیکی۔

دفعہ چہارم صفحہ ۲۲ مین جو مخاطب نے سید امیر علی صاحب پر کنیزون سے مقاربت کرنے کے انکار پر طعن کیا ہے وہ چونکہ حقیقت مین درست ہے اور امیر علی صاحب کا قول نص قرآن و حدیث کے خلاف ہے لہذا مجھے اس کے جواب دینے مین حق مانع ہے۔

اسکا جواب خود امیر علی صاحب یا اُن کے مرید عنایت فرما دین

دفعہ پنجم صفحہ ۲۴ مین متعۃ النسا کا ذکر کرکے مخاطب کہتا ہے کہ "فصل دہم مین ہم اس مسئلہ کا تعلق شریعت اسلام کے ساتھ ثابت کرین گے" لہذا ہم بھی وہین اُس کا جواب دین گے۔

قولہ صفحہ ۲۴ فصل چہارم تنزیہ المطاعن۔ حق تو یون ہے کہ عورتون کے بارہ مین حضرت نے نہ حکمِ خدا کا لحاظ کیا نہ قانونِ قدرت کا نہ قرآن کا نہ اسلام کا نہ رسم و رواجِ شرفاے عرب کا۔ ہر اصولِ حیا و اخلاق و تہذیب کا

خون کیا ہی ہم پہلے اُن مطاعن کی تفصیل بیان کرتے ہین تاکہ دیکھین اُن مین سے کن کن کا جواب ہمکو ملتا ہے۔

اقول افسوس ہی کہ مخاطب محض طمع زخارف فانیہ دنیوی سے حمایت مذہب عیسائی اور عداوت اسلام اختیار کرکے جو جی مین آتا ہی بکدیتا ہی ورنہ حقیقت مین حضرت نے نہ حکم خدا و قرآن و اسلام کا خلاف کیا اور نہ قانون قدرت اور رسم و رواج شرفاء عرب کا اصول حیا و اخلاق و تہذیب کو حضرت نے قایم کیا ہے ہم ہر ایک امر محکم دلیل سے ثابت کرتے ہین۔

حکم خدا سے مخالفت نکرنے کی یہہ دلیل ہی کہ براہین قطعیہ یعنے بشارات انبیاے سابق و معجزات متواترہ و دلیل عقلی و معجزۂ قرآن سے ثابت ہی کہ آنحضرت خدا کے پیغمبر ہین۔ اور معجزۂ قرآن نہ فقط باعتبار فصاحت و بلاغت کے ہی بلکہ بوجوہ کثیرہ ہے مثل عدم امکان جواب و اخبار مغیبات وغیرہ جنکی تفصیل کتاب حیات القلوب وغیرہ مین مسطور ہے۔ اور جو خدا کا پیغمبر ہو وہ ضرور ہے کہ تمام گناہون سے معصوم ہو پس آنحضرت تمام گناہون سے معصوم ہین اور یہہ معلوم ہی کہ عصمت مخالفت خدا سے جمع نہین ہوسکتی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت نے حکم خدا سے ہرگز مخالفت نہین کی ہے۔ اس دلیل مین سے **قضیۂ صغرا** کا ثبوت تو کتب موجودۂ اسلام سے جن مین بشارات انبیاے سابق و معجزات متواترہ وغیرہ براہین نبوت مذکور ہین ظاہر ہے مگر **قضیۂ کبرا** یعنے جو پیغمبر ہو وہ ضرور ہی کہ تمام گناہون سے معصوم ہو۔ ہرچند اسکو بھی علماے اسلام نے کئی قطعی دلیلون سے ثابت کیا ہی مگر یہان بندہ واسطے افادۂ منصفین کے چند دلائل کے ذکر پر اکتفا کرتا ہی۔

پہلی دلیل چونکہ پیغمبرون کے مبعوث ہونے سے غرض یہہ ہر کہ لوگ اُنکی اطاعت اور اوامر و نواہی خدا کو اُن کے بیان کے مطابق قبول کرین - پس اگر وہ گناہون سے معصوم نہون تو کذب بھی اُن سے ممکن ہر تو پھر کیونکر انسان کو یقین ہوگا کہ جو یہہ کہتے ہین موافق حکم خدا کے کہتے ہین - اور یہ امر غرض بعثت کے خلاف ہر پس ضرور ہوا کہ تمام پیغمبر تمام گناہون سے معصوم ہون -

دوسری دلیل - پیغمبر سے گناہ کا صادر ہونا باعث اجتماع ضدین ہر یعنے اسکی متابعت اور مخالفت دونون لازم ہو جاینگی - متابعت اِس لئے لازم ہوگی کہ تمام علما کا اِس پر اجماع ہر کہ پیغمبرون کی متابعت واجب ہر جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہر "قل اِن کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" سورہ آل عمران رکوع ۴ "یعنے اے نبی کہو کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اور مخالفت اس لئے لازم ہوگی کہ پیروی گنہگار کی حرام ہر اور اجتماع ضدین محال ہے پس ضرور ہوا کہ پیغمبر سے کوئی گناہ صادر نہو -

تیسری دلیل اگر پیغمبر سے گناہ صادر ہو تو منع و زجر اس کا واجب ہوگا - اور یہہ امر حرام ہر کیونکہ باعث ایذاے پیغمبر ہر چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہر - "اِن الّذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدّنیا والآخرہ واعدّ لھم عذاباً مھیناً" یعنے بدرستیکہ جو لوگ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے اُن پر دنیا و آخرت مین لعنت کی ہر اور مہیا کیا ہر ان کے لئے عذاب خوار کرنے والا - سورہ احزاب رکوع ۸ یہان بھی اجتماع ضدین لازم آتا ہے اور وہ باطل ہر پس ضرور ہوا کہ پیغمبر معصوم ہو

چوتھی دلیل اگر پیغمبر سے گناہ صادر ہو تو حال اُس کا عاصیان امت سے

بدتر ہوگا بسبب اس کے کہ پیغمبرون کو خداے تعالی نے سب سے زیادہ نعمتین عطا کی ہین۔ تمام خلق سے انکو برگزیدہ کیا اور اپنی وحی کا امین اور زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ پس اِن کا مرتکبِ گناہ ہونا بسبب لذتِ فانیِ دنیا کے عام خلایق کی معصیت سے قبیح تر ہی اور کوئی عاقل اس کا قائل نہین ہو سکتا کہ اِن کا رتبہ تمام خلق سے پست ہو۔

پانچوین دلیل خداے تعالی نے شیطان کا قول بیان کیا ہی کہ شیطان نے خدا سے کہا "تیری عزت کی قسم ہی کہ تمام بنی آدم کو گمراہ کرون گا۔ سوا ے اُن بندون کے جو مخلص ہین۔ سورۂ حجر رکوع ۳۔ پس اگر پیغمبرون سے گناہ صادر ہو تو وہ مخلصانِ خدا سے نہون گے بلکہ اُس گروہ مین محسوب ہون گے جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہی۔ اور یہہ امر اجماعی ہی کہ تمام پیغمبر مخلصانِ خدا سے ہین اور کوئی عاقل اس کا انکار نہین کر سکتا اور آیاتِ قرانی بھی اِس پر دال ہین۔

چھٹی دلیل اگر انبیا عاصی ہون تو ضرور ہی کہ وہ ظالم ہون کیونکہ عصیان عین ظلم اپنے نفس پر ہے۔ اور جو ظالم ہو وہ ہرگز پیغمبر نہین ہو سکتا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہی "لاینال عہدی الظالمین" یعنے امامت و نبوت کا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا۔ یہہ آیتِ شریفہ نص ہے کل انبیا کی عصمت پر۔

فائدہ بندہ نے بعض عیسائیون کی کتابون مین یہہ لکھا دیکھا ہی کہ کوئی مسلمان آنحضرت کے معصوم ہونے پر کوئی آیت قرآن کی پیش نہین کر سکتا

پس یہہ دعوی انکا سراسر اُن کی بے فہمی پر دلالت کرتا ہی اِس لئے کہ

یہہ آیۂ شریفہ اثباتِ عصمت پر تمام انبیا کے علی العموم اور اثباتِ عصمت پر ہمارے پیغمبر کے علی الخصوص صراحۃً دال ہی۔ تفصیل اسکی یہہ ہی کہ خداے تعالی نے ہمارے حضرت کی شان مین فرمایا ہی "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اور ایسی آیتین بہت ہین جو حضرت کی نبوت و رسالت پر نص ہین۔

اور پھر فرمایا کہ "میرا عہد ظالمین کو نہین پہنچتا" اور ظلم لغت مین بمعنی وضع شی الی غیر محلہ ہی جو ہر گناہ کو شامل ہی پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آنحضرت ہرگز گناہ گار اور ظالم نہین ہین۔

ساتوین دلیل کہ خاص آنحضرت کی عصمت پر دلالت کرتی ہی یہہ ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی "ما ضل صاحبکم وما غوی" سورۂ نجم رکوع ۱ یعنے نہ بہکا صاحب تمھارا اور نہ خطا کی اُسنے۔

یہہ آیت صریح ہی آپ کی عصمت پر جس مین کسی طرح شک نہین ہو سکتا کیونکہ کوئی کام خلافِ حکمِ خدا بجالانا اور عصیان کرنا راہِ حق و اطاعتِ پروردگار سے علیحدہ ہونا ہی اور وہی ضلالت ہی اور خداوندِ عالم نے دو لفظون کے ساتھ اس امر کی حضرت سے نفی کی ہی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت معصوم ہین۔

آٹھوین دلیل سورۂ یٰسٓ مین خداوندِ عالم نے فرمایا ہی "انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم" یعنے بتحقیق کہ تو پیغمبرون سے ہی اور راہِ مضبوط پر ہی۔ اس آیۂ شریفہ مین خداے تعالی نے آنحضرت کے راہِ مستقیم پر ہونے کو مطلقاً ارشاد فرمایا ہی اور کسی وقت اور کسی فعل کی قید نہین کی اور یہہ معلوم ہی کہ اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرے تو بوقتِ ارتکابِ عصیان وہ راہِ مستقیم پر نہوگا۔ پس اس سے

ثابت ہوا کہ حضرت نے کسی زمانہ مین کوئی گناہ نہین کیا ہی۔

نوین دلیل۔ خداوند عالم نے قرآن شریف مین اکثر مقام پر خاص حضرت کی پیروی اور اتباع کا حکم دیا ہی چنانچہ فرمایا ہی "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" جس کا ترجمہ دوسری دلیل مین گزرا اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہی "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" یعنے تمھارے لیئے پیغمبر کی اقتدائے حسنہ ضروری ہی ان آیتون سے وجوب اتباع ثابت ہی پس ضرور ہوا کہ حضرت معصوم ہون کیونکہ گناہ گار کی پیروی حرام ہی۔

دسوین دلیل آیۂ تطہیر ہی امامیہ نے ثابت کر دیا ہی کہ یہہ آیۂ شریفہ اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتا ہی اور جب اہل بیت معصوم ہوے تو پیغمبر بدرجۂ اولی معصوم ہوے کیونکہ ترجیح مرجوح عقلاً قبیح ہی علاوہ اس پر بروایت امامیہ آنحضرت بھی اس آیت کی تعریف مین شریک ہین۔ اور اس آیت سے وجہ استدلال کا بیان عصمت اہل بیت پر آیندہ بطور اختصار کے آئیگا۔ ہذہ عشرۃ کاملہ۔

اِن کے سوائے اور بھی کئی آیتین ہین جن سے حضرت کی عصمت ثابت ہوتی ہی من لایکفیہ الیسیر لایکفیہ الکثیر۔

پس جب ثابت ہوا کہ آنحضرت تمام گناہون سے معصوم تھے تو پھر کوئی عاقل و منصف نہین کہہ سکتا کہ حضرت نے کوئی کام خلاف حکم الٰہی کیا ہی۔

اور قرآن سے مخالفت نہ کرنے کی کئی دلیلین ہین۔

اول یہہ کہ جو نکاح زائد حضرت نے کئیے وہ دو حال سے خالی نہین یا موافق وحی خدا و مطابق مرضی الٰہی کئیے۔ یا خلاف اُس کے صورت اول مین کوئی عیب

نہین ہو۔ صورتِ ثانی مین ضرور تھا کہ خداوندِ عالم بذریعہ قرآن اُس پر انکار کرتا اور اُس کی نہی قرآن مین وارد ہوتی۔ جب ایسا نہین ہو تو معلوم ہوا کہ صورت اول متعین ہے۔

دوسری یہہ کہ خود قرآن نے چار عورتون سے زائد نکاح کی حضرت کو اجازت دی ہو جس سے ثابت ہو کہ حدِ تعدادِ اربع ازواج حضرت کے لئے نہین بلکہ وہ خاص حضرت کی اُمّت کے لئے ہے جس کا بیان عنقریب طعنِ اول کے جواب مین آتا ہے۔

تیسری یہہ کہ جو قطعی دلیل حکمِ خدا سے مخالفت نہ کرنے کی ہم نے ابھی بیان کی ہو یہان بھی وہی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ حکمِ خدا قرآن سے اور قران حکمِ خدا سے کسی طرح علیحدہ نہین ہے۔

اور اسلام سے مخالفت نہ کرنے کی وہی دلیلین ہین جو سابق مین مذکور ہوین۔ کیونکہ اسلام حکمِ خدا اور قران سے ہرگز جدا اور خارج نہین ہے۔

اور قانونِ قدرت سے مخالفت نہ کرنے کی دلیل یہہ ہو کہ قدرت نے مرد کو عورت سے ہر امر مین کئی درجہ زیادہ قوّت دی ہے جس کا انکار کوئی عاقل نہین کرسکتا اور عیسائی محققین بھی اس کے معترف ہین چنانچہ **جان ڈیون پورٹ** بحوالہ قولِ سون صاحب کہتے ہین کہ وہ خداے تعالیٰ نے مردون کو عقل و طاقتِ جسمانی سے عورتون پر فوق دیا اور انھین دونون عقل و طاقت کے سوا اور کوئی فضیلت نہین دی" الخ دیکھو کتاب تائید القران صفحہ ۱۳۷

پس جب مرد کو عورت سے زیادہ قوت ہوئی تو ازواج کی کثرت بھی ضرور

ہوئی اور اسی طرح کئی اسباب فطرتی ایسے ہین جس سے ضرور ہی کہ کسی زمانہ مین عورت مرد سے علیحدہ رہے اور اسقدر عورت کی علیحدگی کا تحمل مرد نہین کرسکتا پس تعدد ازواج ضرور ہوا۔ چنانچہ **ڈاکٹر لی بان** کے قول سے اُسکی تصریح سابق مین بیان ہو چکی ہے۔

اور رسم و رواجِ شرفاے عرب کی مخالفت نہ کرنے کی دلیل یہہ ہے کہ کئی سو برس پہلے بلکہ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے ہمارے پیغمبر کے زمانہ تک برابر کثرت ازدواج کا رواج رہا ہی جس کا ثبوت **جان ڈیون پورٹ** صاحب اور ڈاکٹر **لی بان** صاحب کے اقوال سے سابق مین دیا گیا اور نیز توریت کے اکثر مقامات سے اِس کا ثبوت ہوتا ہی اور نیز جب آیۂ حد تعدد ازواج نازل ہوا تو اُس وقت کئی اصحاب کے پاس چار سے زیادہ عورتین موجود تھین۔ چنانچہ کتبِ احادیث و تفاسیر و سیر سے یہہ امر ثابت ہی پس حضرت نے بھی موفق رسم و رواجِ عرب بلکہ مطابق سننِ انبیا چار سے زیادہ شادیان کین۔

پھر اس بارہ مین مخاطب کا ہمارے حضرت کی نسبت بیہودہ گوئی کرنا عینِ عداوت ہی کہ نہین۔ یہہ مخاطب آنحضرت کی نسبت ایسی بے ادبیان کیا کرتا ہی یہودیون نے حضرتِ عیسی کی نسبت اِس سے زیادہ بے ادبیان کی ہین۔ کیا ایسی بے ادبیون اور بیہودہ گوئیون سے کہین کسی پیغمبر کی حقیت جا سکتی ہی اور کہین خاک ڈالے سے آفتاب چھپ سکتا ہی ہرگز نہین۔ ارسلہ بالہدی و دین الحق و لو کرہ المشرکون۔

قولہ صفحہ ۲۵ طعن اول جو تعداد قرآن یعنے شریعتِ اسلام نے

ازواج کی مقرر کی حضرت نے اُس سے تجاوز فرمایا۔ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا حضرت نے چار حیند پر بھی اکتفا نہ کی انتہی ملخصاً۔

اقول جو تعداد قرآن مین خداے تعالی نے ازواج کی مقرر کی ہر وہ خاص حضرت کی امت کے لئے ہر اور حضرت اس مین شریک نہین۔ بلکہ آنحضرت نے جو موافق رسم و رواج عرب و نیز مطابق وحی و الہام چار سے زیادہ عورتین کین خداے تعالی نے اسکو جائز رکھا۔ بلکہ چار سے زیادہ ازواج کرنے کا خود خدا نے قرآن مین حکم فرمایا ہر۔ پس چار سے زیادہ نکاح کرنا حضرت کے خصائص سے ہوا۔ اس کا ثبوت کئی وجوہ سے دیا جاتا ہر۔

اول یہہ کہ بوقت نکاح زینب بنت جحش جو آیہ شریفہ نازل ہوا یعنے ”فلما قضی زید منہا وطراً زوجناکہا“ جب زید زینب سے اپنی حاجت پوری کرچکا یعنے طلاق دیچکا تو ہمنے زینب سے تیرا نکاح کردیا۔

اُس وقت حضرت کے پاس باتفاق مورخین و محدثین چار منکوحہ بی بیان موجود تھین۔ سودہ۔ عائشہؓ۔ حفصہؓ۔ ام سلمہؓ۔ پس باوجود ان چار ازواج کے خدا تعالی نے بذریعۂ آیۂ مذکورہ حضرت زینب سے نکاح کرنیکی اجازت آنحضرت کو دی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آیۂ حد تعدد نکاح یعنے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع الآیہ نکاح کرو جو تمھین اچھی معلوم ہون عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار وہ خاص حضرت کی اُمت کے لئے تھا جس مین آنحضرت شریک نہین۔ اور آپ کے لئے چار عورتون سے زیادہ نکاح کرنے کو خداے تعالی نے جائز کردیا۔ اس امر مین کسی عاقل کو شبہہ نہین ہوسکتا

ہوسکتا۔

دوسری یہہ کہ آیہ "فانکحوا ماطاب لکم" کے خطاب مین حضرت کا شامل نہونا اور فقط آپکی امت پر اِس حکم کا نازل ہونا دوسری آیت سے بھی ثابت ہی اور جس آیت کو کہ آیندہ مخاطب اپنے فائدہ کے لئے پیش کریگا وہی اسکی مضر اور ہمارے قول کی مفید ہی سورہ احزاب رکوع ۶ مین خداے تعالی نے فرمایا ہی "خالصة لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا علیھم فی ازواجھم الایہ" یعنے (اگر کوئی عورت تجھے اپنا نفس ہبہ کردے) تو فقط تجھی کو یہہ امر جائز ہی بغیر مومنین کے۔ جو کچھہ ہمنے مومنین پر فرض کیا ہی اُن کے ازواج کے مقدمہ مین وہ ہم جانتے ہین۔ یعنے وہ چار سے زیادہ نکاح نکرین اور بغیر مھر کے نکاح نکرین۔ اور اِس آیتہ مین باعتراف مخاطب جو آیندہ نقل کیا جائیگا آیہ سابقہ کی طرف اشارہ ہی جس مین چار عورتون سے نکاح کرنے کا جواز بیان کیا گیا ہی۔ پس جب خداوند عالم نے حضرت کے مقابلہ مین اور خاص حضرت پر جو حکم نازل کیا گیا ہی اُس کے خلاف مین مومنین پر حدِ تعددِ ازواج نازل کر چکنے کا ذکر یہان کیا ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ اس حدّ تعدد مین حضرت شریک نہین ہی۔

تیسری یہہ کہ خود شانِ نزول سے صاف ظاہر ہی کہ آیتِ حدّ تعددِ ازواج مین آنحضرت شریک نہین ہین بلکہ وہ ابتداءً خاص اُن لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی ہی جو مالِ یتیم مین تصرف کرتے تھے دیکھو شانِ نزول اِس آیت اور اُس کے سابق کے آیات کا چنانچہ اِس آیت کے پہلے جو الفاظ نازل ہوئے ہین وہ بھی بندہ کی مدعا پر دلیل ہین۔ یعنے پہلے خداوندِ عالم نے فرمایا "ولا تتبدلوا الخبیث

بالطیب " یعنے اچھے مالکو (یتیم کے) بُرے مال سے نہ بدلو " ولا تاکلوا اموالہم
الی اموالکم " اور اُنکا مال اپنے مال کے ساتھہ نہ کھاؤ " انہ کان حوبا کبیرا " یہہ گناہ
عظیم ہے " وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم الآیہ " اور اگر تمھین خوف
ہو کہ تم یتیمون مین عدل نکرسکوگے تو نکاح کرو اُن عورتون سے جو تمھین اچھی معلوم ہون
دو دو اور تین تین اور چار چار (بشرطِ عدل) اِن آیات کے شانِ نزول مین
لکھا ہے کہ لوگ یتیمون کا اچھا مال تصرف کرلیتے تھے اور اُس کے عوض مین برا مال
رکھدیتے تھے پس یہ آیتین نازل ہوئین دیکھو تفسیر معالم التنزیل وغیرہ وغیرہ پس
شانِ نزول اور الفاظِ آیات سے صاف ظاہر ہے کہ حدِ تعددِ ازواج کا حکم پہلے
ایک خاص طور سے خاص لوگون پر نازل ہوا اور پھر اُس کا حکم آنحضرت کے ارشاد
سے جو مطابقِ وحی تھا حضرت کی اُمت پر عام ہوگیا جس مین حضرت شریک
نہین ہین —

چوتھے یہہ کہ خداوندِ عالم نے سورۂ احزاب مین فرمایا ہے کہ " لا یحل لک
النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج " یعنے اِن کے بعد اور کوئی عورت
تجھے حلال نہین نہ اُن عورتون کو دوسری عورتون سے بدل سکتا ہے یعنے
اُن مین سے کسی کو طلاق دیکر دوسری عورت کو نکاح نہین کرسکتا — اِس
آیۂ شریفہ کی تفسیر مین مختلف اقوال واقع ہوئے ہین بعض کہتے ہین کہ وہ منکوحہ نو عورتین
جنھون نے بعد نزولِ آیۂ تخییر خدا و رسول کو اختیار کیا تھا حضرت پر حلال تھین اِن کے
سوائے دوسری عورت سے نکاح کرنا یا اُن مین سے کسیکو طلاق دیکر دوسری
کسی عورت کو تزویج کرنا اِس آیت سے حضرت پر ممنوع ہوگیا یہی قول اکثر

مفسرین مثل ابن عباس اور قتادہ وغیرہما کا ہے دیکھو تفسیرِ حسینی و معالم التنزیل وغیرہ اور ظاہر آیت بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

اور بعض کہتے ہین کہ وہ سب عورتین جن کا ذکر آیاتِ سابقہ یعنے یا ایہا النبی انا

احللنا لک ازواجک اللتی الخ مین درج ہے حضرت پر حلال ہین یعنے آپ اُن اقسام سے تزویج کرسکتے ہین اور سوائے اُن اقسام کے تزویج نہین کرسکتے۔ اور بعض اور کچھ کہتے ہین۔ لاکن باتِ حالِ یہہ بات اِس آیۂ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ چار ازواج سے جو آپ نے زیادہ عورتین کی تھین اسکو خداوندِ عالم نے جائز رکھا اور یہہ جائز رکھنا اور کسیطرح کا اُس پر انکار نکرنا صاف دلالت کرتا ہے اِس امر پر کہ حضرت کا زیادہ چار عورتون سے نکاح کرنا موافق وحی خداوندِ عالم اور مطابق اُسکی مرضی کے تھا۔ چونکہ یہان مخاطب نے عوام کو فریب دینے کے لئے ایک جھوٹا اعتراض حضرت پر کیا ہے لہذا پھر بندہ اس مقدمہ کو توضیحاً عرض کرتا ہے اور اُس کی تعریض کو تفصیلاً رد کرتا ہے سمجھنا چاہئے کہ مخاطب نے جو چار سے زیادہ ازواج کے بارے مین آنحضرت پر تعریض کی ہے وہ تین حال سے خالی نہین۔ اول یہہ کہ یہہ الزام محض کثرتِ ازواج کی برائی کی بنا پر ہے۔ دوسرے یہہ کہ یہہ الزام مخالفتِ قرآن کی بنا پر ہے۔ تیسرے یہہ کہ اس بنا پر یہہ تعریض ہے کہ عام مسلمانون کے حکم مین حضرت کیون نہین شریک ہوئے اور کیون آپ کے لئے ایک خاص حکم مقرر کیا گیا۔ اب ہر ایک کا جواب بتفصیل دیا جاتا ہے صاحبانِ فہم و انصاف بغور و تامل ملاحظہ فرمائین۔

اگر یہہ الزام محض تعددِ ازواج کی برائی کی بنا پر ہے تو کئی وجوہ سے باطل ہے

اول یہہ کہ تعددِ ازواج اہلِ مشرق کے لئے یعنے اہل عرب و عجم و ترک و ہند وغیرہ
کے واسطے کئی فطرتی اسباب سے بہت ضُروری ہے جن کا ثبوت کئی محققینِ
علماے نصاری کے قول سے سابق مین دیا گیا ہے۔

دوسرے یہہ کہ تعددِ ازواج یا کثرتِ ازواج کی رسم کچھہ حضرت نے ایجاد
نہین کی ہے بلکہ یہہ وہ رسم ہے جو ممالک عرب و عجم وغیرہ مین آنحضرت سے کئی
سو بلکہ کئی ہزار برس پہلے سے جاری تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر لیبان کہتے ہین وہ کہ البتہ
قرآن نے تعددِ ازواج کو قبول کرلیا ہے لیکن یہہ وہ رسم ہے جو قبل از اسلام
کل مشرقی اقوام مین موجود تھی اور قرآن کا اِسے جائز کہنا کوئی جدید فائدہ کی
بات نہ تھی دیکھو ترجمہ تمدن عرب صفحہ ۱۳۳ اور پھر ڈاکٹر لیبان کہتے ہین کہ
وہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرنے سے پہلے ہمین یہہ کہنا ضُرور ہے کہ تعددِ ازواج
کی رسم اسلام سے بالکل علیحدہ ہے کیونکہ یہہ قبل آنحضرت کے کل اقوامِ مشرقی یہود
ایرانی عربون وغیرہ مین موجود تھی اور جن اقوام نے مذہبِ اسلام کو قبول کرلیا اُنکو خاص
اِس معاملہ مین کوئی فائدہ نہین ہوا " دیکھو ترجمہ تمدنِ عرب صفحہ ۳۶۵ اور
جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین کہ وہ آنحضرت نے بی بی خدیجہ کے بعد
گیارہ یا بارہ نکاح کئے اس سبب سے بعض مخالف مورخ آپ پر اعتراض کرتے
ہین اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہین۔ معاذ اللہ
مگر علاوہ اِس بات کے کہ اہلِ عرب اور مشرقی لوگ آنحضرت کے وقتمین ایک سے
زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور اُنکا یہہ فعل قبیح نہ خیال کیا جاتا تھا یہہ بات بھی
یاد رکھنی چاہئیے کہ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک آنحضرت ایک ہی بی بی

پر

پر قانع رہتے" تائید المحمد و القران ص ۲۲ ۔

اور پھر کہتے ہین کہ "جو عیسائی الزام لگاتے ہین کہ آنحضرت شہوت پرست تھے
یہہ انکا الزام باطل ہی کیونکہ جب آنحضرت نے ظہور کیا تو اُس زمانے مین اہل
عرب مین بے انتہا نکاحون کا رواج تھا پس یہہ امر ظاہرا بیہودہ معلوم ہوتا ہے
کہ ایسا شخص جو شہوت پرست ہو وہ بدکاری اور بدرویگی کو خود معدوم کردے"
تائید المحمد و القران ص ۱۱۱ ۔

اور پھر کہتے ہین کہ "بمقابلہ حضرتِ داوٗد کے جو نبی اور پادشاہ تھے اور جنکی تعریف
مین انجیل مین لکھا ہی کہ وہ ایسے آدمی تھے جو خدا کا سا دل رکھتے تھے ۔ سال کی دوسری
دختر فشال حضرتِ داوٗد کی پہلی زوجہ تھی اس زوجہ کو اُسکے باپ نے آپ کی جلاوطنی
کے زمانہ مین آپ سے لے لیا اور بعد ازان آپ نے برابر کتنے ہی نکاح کیے مگر انہین
اپنی زوجہ کا دعوی کیے گئے ۔ حضرتِ داوٗد نے ایک غیر مختون پادشاہ کی بیٹی سے
بلا تکلف نکاح کر لیا اور اگرچہ آپ کے ہان اکثر بیبیون سے اولاد تھی لیکن پھر بھی
اورشلیم مین حرمین کین اور آخرکار ریاتشبا کے مقدمہ مین آپ نے حرام اور خونِ ناحق
کیا" پھر تھوڑی عبارت کے بعد کہتے ہین کہ "یقینی وہ عیسائی جو آنحضرت پر
عیاشی کا اعتراض کرتے ہین انھین اِس انگریزی مثل کا ضرور ہی خیال رکھنا چاہیے
وہ جو لوگ شیش محل مین رہتے ہین انھین پتھر پھینکنے مین پیش قدمی نکرنی چاہیے"
انتہی ملخصاً ۔ تائید المحمد و القرآن ص ۱۱۲

تیسرے یہہ کہ تعددِ ازدواج یا کثرتِ ازدواج کی وہ رسم ہی جس کے عامل انبیائے
عظام تھے چنانچہ حضرتِ ابراہیم نے تین عورتین کین جن کا نام سارا ہاجرہ قطورہ

تھا دیکھو توریت کی کتاب پیدایش باب ۱۶ آیت ۳ اور باب ۲۵ آیت ۱ ۔ اور حضرت یعقوب کی چار عورتین یعنے دو منکوحہ بی بیان اور دو حرمین تھین جن کا نام راحیل لیا بلہا زلفا تھا دیکھو کتاب پیدایش کا باب ۲۹ و ۳۰ اور حضرت جدعون کی بہت سی بی بیان تھین جن کی تعداد نہین چنانچہ قاضیون کی کتاب کے باب ۸ آیت ۳۰ مین لکھا ہی کہ اور جدعون کے ستر بیٹے تھے جو اُس کے صُلب سے پیدا ہوے کیونکہ اُس کی جورو ین بہت سی تھین "
اور جدعون کا نبی ہونا اُسی کتاب کے باب ۶ و ۷ سے ظاہر ہی اور حضرت داؤد نے سو عورتین کی تھین جنکا ذکر سموئیل کی دوسری کتاب کے ابواب ۳ و ۵ و ۱۱ و ۱۵ وغیرہ مین ہی ۔ اور حضرت سلیمان کی سات سو بی بیان اور تین سو حرمین تھین دیکھو سلاطین کی پہلی کتاب کے باب ۱۱ آیت ۳ ۔ پس جب ان انبیا نے اس کثرت کے ساتھہ عورتین کی ہین تو معلوم ہوا کہ یہہ فعل جایز بلکہ مستحسن تھا پھر کیونکر ہمارے پیغمبر پر اِس امر مین کوئی طعن ہو سکتا ہے ۔

اور اگر یہہ اعتراض مخالفت قرآن کی بنا پر ہی تو کئی وجوہ سے باطل ہی ۔ اول یہہ کہ خود قرآن نے حضرت کو چار سے زیادہ عورتون کو نکاح کرنے کے لئے اجازت دی ہے جس کا ثبوت چار محکم وجوہ سے گزر چکا ہی ۔

دوسرے یہہ کہ دو حال سے خالی نہین ۔ یا قرآن کو تم منزل من اللہ جانتے ہو یا نہین ۔ صورت اول مین ضرور ہوگا کہ تم آنحضرت کو پیغمبر برحق اور خاتم المرسلین اور مطیع خدا اور معصوم سمجھو کیونکہ قرآن مین یہہ سب امور بیان کئے گئے ہین جن مین سے بعض امور ہم نے سابق مین نقل کئے ہین اور جب پیغمبر اور معصوم سمجھے

تو پہر مخالفتِ قرآن کی بحث مہمل اور دیوانگی کی علامت ہی۔ اور درصورتِ ثانی مخالفت وعدمِ مخالفت قرآن کی بحث سے کوئی فائدہ ابد حاصل نہین۔ بلکہ اصل قرآن پر بحث کرنی چاہیئے کہ آیا قرآن کلامِ خدا ہی یا نہین۔

اور اگر یہہ اعتراض اس بنا پر ہی کہ حضرت عام مسلمانون کے حکم مین کیون نہین شامل ہوے اور خدا نے کیون آپ کو عام مسلمانون سے علیحدہ حکم دیا اور اس علیحدہ حکم سے اور عام مسلمانون کے حکم مین حضرت کے شامل نہونے سے یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ نہ آپ پیغمبر تھے اور نہ قرآن کلامِ خدا تہے تو کئی وجوہ سے مدفوع ہی **اول** یہہ کہ درصورتِ کثرتِ ازواج حضرت کے عدل کا وثوق تھا بخلاف عام مسلمانون کے جیسے محققِ اول نے شرایع اسلام کی کتاب النکاح بابِ خصائص النبی مین فرمایا ہی "ربما کان الوجہ الوثوق بعدلہ بینہن دون غیرہ" اسیطرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کہتے ہین کہ "ہر ایک پر یہہ ظن ہوسکتا تھا کہ کثرتِ ازواج کی حالتمین وہ عدل نکرسکیگا۔ اور آنحضرت چونکہ برے گمانون سے پاک تھے اور بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے لہذا آپ کے لئے وہ تحدید ضروری نہ تھی اِسلئے آپکو چار سے زیادہ بی بیون کی رخصت خدا نے دی"

دوسرے یہہ کہ حضرت کے لیے اطمینان تھا کہ باوجود کثرتِ ازواج آپ اپنے فرضِ منصبی کے ادا کرنے مین اور ہدایت وغیرہ اہم امور کے بجالانے مین تقصیر نہوگی اور کثرتِ ازواج آنحضرت کو اِن مقاصدِ دینی اور کارہاے ضروری سے نہ روکے گی لہذا حضرت کے لئے زیادہ بیویان جائز رکھی گئین بخلاف عام لوگون کے کہ اُنکی نسبت یہہ گمان تھا کہ اگر چار سے زیادہ عورتین اُن کے

لئے جائز رکھی جائین تو وہ اپنے دوسرے اہم مقاصد کے بجالانے سے باز رہن گے
اور کثرتِ ازواج اُن کے امورِ دینی و دنیوی مین خلل انداز ہوگی اِس لئے اُن کے
واسطے چار سے زیادہ منکوحہ عورتون کا حکم نہوا۔
تیسرے یہہ کہ معلوم ہر کہ مرتبہ پیغمبر کا بسبب اُس کی شفقت اور ہدایت اور
تعلیم راہِ نیک کے عوام الناس سے بمدارج بہتر اور افضل ہر پس اگر خداوند
عالم برعایت مراتب پیغمبر و بمصالح چند چند امور مین عوام الناس سے پیغمبر کو ممتاز
کرے اور چند خصایص اِس کے لئے مقرر فرمائے تو ہرگز عقلا و منصفین کے نزدیک
معیوب اور قبیح نہوگا۔ مثلاً اگر کوئی بادشاہِ عادل اپنی رعایا مین سے کسی ایک
شخص کو بسبب اُسکی حسنِ خدمت اور حقِ اطاعت اور فرطِ مشقت وغیرہ کے چند
نعمتون سے ممتاز فرمائے اور چند خصایص امور اُسکے لئے ایسے مقرر کرے کہ
دوسرون کے واسطے وہ امور نہون علی الخصوص اِس صورت مین کہ اُن خصایص
مین کئی مصلحتین ہون تو کوئی عاقل اُس بادشاہِ عادل پر کسیطرح کا اعتراض نہین
کرسکتا اور ایسے امور دنیا مین جاری اور ساری ہین پھر اگر خداوندِ عالم بھی کسی ایک
اپنے پیارے بندے کو چند خاص نعمتون سے سرفراز فرماے اور عوام سے اسکو چند اُمور
مین مختص اور ممتاز کرے تو کوئی ذیعقل دیندار اِس فعلِ خدا پر ہرگز کوئی تعریض
نہین کرسکتا۔ بشرطیکہ اُن خصایص مین کوئی قباحتِ عقلی نہو۔ اگر کوئی کہے کہ یہہ
تینون وجہین اِس شخص کے لئے تسکین بخش ہین جو آنحضرت کو پیغمبرِ برحق مانتا ہے
اور جو شخص آپ کا مخالف ہر وہ اِن وجہون کو تسلیم نہین کریگا۔
اِس کا جواب یہہ ہر کہ ہمنے فرض کیا کہ آنحضرت کے مخالفین اِن وجہون کو

نمائین مگر ہم کہتے ہین کہ اِن وجہون کو نہ ماننے سے حضرت کی نبوّت مین کوئی نقصان نہین
ہوتا اور نہ کوئی چند خصایص کے وجود سے حضرت کی نبوّت کے بطلان پر استدلال
کرسکتا ہی۔ دو وجہون سے **اول** یہہ کہ ظاہر ہی کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے
اور وہ چند احکام مین عوام کا شریک نہو۔ بلکہ چند خاص امور کا عامل ہو۔ مگر وہ امور
ایسے ہون جن مین کوئی قباحتِ عقلی و عرفی مثل زنا و کذب و ظلم و قتل نفوس وغیرہ
کے نہو تو فقط اِن خصایص سے کوئی عاقل و منصف آدمی اُس مدّعیِ نبوّت کی عدمِ حقّیت
پر استدلال نہین کرسکتا اور انھین چند خاص فعلون سے جن مین کسیکا نقصان اور
کوئی قباحت نہین ہی اُسکی نبوّت کی بطلان پر دلیل نہین لاسکتا کیونکہ مخالف کے نزدیک
بھی محتمل ہوسکتا ہی کہ یہہ خصایص وجوہِ مذکورہ کے سبب سے ہون اور اُنین کئی مصلحتین
ہون اور ہم نے احتمال کی لفظ کہی ہی تسلیم یا عدمِ تسلیم کو نہین کہا ہی اور احتمال بیشک
ممکن ہی پس جب کوئی احتمال استدلال کے خلاف پیدا ہو تو استدلال باطل ہوا۔
دوسرے یہہ کہ فنِ مناظرہ اور ہدایتِ عقل سے ہویدا ہی کہ اپنے خصم پر کسی امر کے
اثبات مین اُس کے مسلمات سے استدلال کرنا چاہیئے تا قابلِ قبول عقلا ہو اور
ما نحن فیہ مین ہمارا مسلّم یہہ امر ہی کہ کثرتِ ازواج زاید علی الاربعہ جو حضرت کے خصایص
سے ہی وجوہِ مذکورہ پر مبنی ہی جسمین کسیطرح کا ہرج نہین۔ پھر اِس امر سے جس مین بوجوہ
مسلّمہ کوئی قباحت اور ہرج نہین ہی آنحضرت کی نبوت کے بطلان پر ہرگز استدلال
نہین ہوسکتا اور اِس کثرتِ ازواج مین کئی عمدہ مصلحتین موجود ہین جن کا ذکر آیندہ ہوگا۔
اور اگر کوئی بسببِ عدمِ وقفیتِ فنِ مناظرہ و بی فہمی کے چند خصایصِ نبوی کو (معاذ اللہ)
شہوت پرستی پر دال سمجھکر آنحضرت کی نبوت کے بطلان پر استدلال کرے

تو عقلا کے نزدیک بسبب اسکے کہ وہ مسلمات خصم سے نہین ہو بلکہ مدعی کے نزدیک بھی احتمال صحیح موجود ہو۔ دلیل اُسکی ناتمام ہوگی۔ فافہم ولاتکن من الغافلین

قولہ ص ۲۵ طعن دوم کوئی مسلمان بے مہر نکاح نہین کرسکتا حضرت نے بے مہر نکاح کیا اور اسکو ہبہ نفس کہتے ہین جو مسلمانون کے لئے حرام ہے۔ اِس ہبۂ نفس کا حکم حضرت کی ذات سے مخصوص ہے چنانچہ قرآن مین وارد ہوا ہو الی آخرہ۔

اقول۔ جب قرآنین یہہ امر حضرت کے خصایص سے قرار دیا گیا ہو تو پھر تمھارا یا اور کسی کا کیا اجارہ ہو۔ اور خصایص کی توجیہہ ابھی مذکور ہو چکی۔

قولہ ص ۲۶ طعن سوم مسلمانون کو بہر حال اپنی متعدد عورتون کے ساتھ کبھی نہ کسی قسم کی مساوات فرض ہو مگر محمد صاحب ہر طرح کی رعایت سے سبکدوش ہین الی آخرہ۔

اقول اِس کا جواب تفصیل کے ساتھہ گزر چکا ہو۔

قولہ ص ۲۶ طعن چہارم ہر مسلمان مطلقہ عورت کو اختیار ہو کہ دوسرے شوہر سے ملے حضرت نے اپنی عورات سے یہہ استحقاق چھین لیا۔ باوجود اس کے کہ اپنے اوپر معمولی مساوات بھی فرض نرکھی ادہر تو فرمایا ”وازواجہ امہاتہم“ سورۂ احزاب رکوع ۱۔ جوروین اُسکی مسلمانون کی ماین ہین۔ اور اُدہر یہہ لکہدیا کہ ”تمکو نہین پہنچتا کہ نکاح کرو اُسکی عورتون کو اُسکے پیچھے البتہ یہہ بڑا گناہ ہو“ احزاب ع ۷۔ پس وہ جھوٹی اور ظالمانہ غیرت جسکو خدا روا نہین رکھہ سکتا محمد صاحب نے اپنے لئے روا رکھی۔ اور مسلمانون کو یہہ امر بہت شاق تھا وہ دیکھتے تھے کہ محمد صاحب

ہماری عورتین لے لیتے ہین اور اپنی عورتون کو ہماری مان بناکر ہم پر حرام کر دیتے ہین چنانچہ حیات القلوب مین صفحہ ۲۷ ہے کہ یہہ سنکر کہ محمد صاحب کی جوروین مسلمانون کی مائین ہین "طلحہ بغضب آمد و گفت محمد زنانِ خود را بر ما حرام میگرداند و خود زنانِ ما را تزویج مینماید اگر خدا محمد را بمیراند ہر آئینہ ما میکنیم با زنانِ او آنچہ او با زنانِ ما میکرد" اور طلحہ وغیرہ کی بابت اِس قسم کی روایت کا حوالہ اِس آیت کی شانِ نزول مین اکثر تفاسیر مین آیا ہے دیکھو حسینی احزاب ع ۷ اور نیز روضتہ الاحباب صفحہ ۶۱۴ انتہی ملخصاً۔

اقول یہہ امر عقلاً پر ظاہر اور مبرہن ہے کہ پیغمبر کا مرتبہ بہ نسبت اُسکی امت کے بہت بڑا ہوتا ہے اور احسانات اور حقوق نبی کے عوام پر بے انتہا ہوتے ہین۔ علی الخصوص ہمارے پیغمبر کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آن حضرت نے ہماری ہدایت کے لئے بہت سخت مشقتین اُٹھائی ہین اور احسانات عظیم ہم پر کئے ہین اول تو ملکِ عرب مین نہ دینِ حق مروّج تھا نہ دنیوی معاشرت کے حسن و قبح سے اہلِ عرب واقف۔ بت پرستی شراب خواری زناکاری قتل ناحق ظلم و فساد وغیرہ امورِ قبیحہ گویا انکی خمیر مین داخل تھے۔ حضرت نے اُنکو راہِ راست دکھائی اپنے اوپر بے انتہا مصیبتین اُٹھاکر دینِ حق کو جاری کیا بت پرستی موقوف کی خدائے واحدِ حقیقی کی عبادت کی طرف لوگونکو ہدایت فرمائی کل امورِ قبیحہ کا استیصال کیا معاشرت اور تمدن کے عمدہ عمدہ طریقے دکھلائے گویا تمام دنیا حیوانات مطلقہ سے مملو تھی حضرت نے سبکو آدمی بنایا یا یون کہئے کہ تمام آدمی دنیا مین گویا مرے ہوئے تھے حضرت نے اپنی جان پر کھیل کر سبکو حیات جاوید

عطا فرمائی پس بلحاظ ان امور کے تمام اُمت پر حقوقِ عظیمہ آن حضرت کے ہین جو کسی
طرح اُن سے ادا نہین ہو سکتے ۔ ایک اُستاد جو کوئی علم اپنے شاگرد کو پڑہا دیتا ہی
تو اُس کی رعایت اُس کا ادب مثل باپ کے شاگرد پر لازم ہو جاتا ہی حضرت نے
تو سب گمراہون کو راہِ حق کی طرف ہدایت فرمائی دوزخ سے بچا دیا گویا سب کو
زندگی جاوید عطا کی جانورونکو آدمی بنا دیا اس سے ثابت ہی کہ باپ سے ہزار درجہ
بڑہکر آپ کے حقوق تمام اُمت پر ہین ۔ پس اگر آپ کی اُمت ایک دو امرون مین
آپ کی رعایت کرے توکسی طرح الزام کا مقام نہین ہے ۔ اینو بذریعۂ قرآن
چند امور کی رعایت آنحضرت کی نسبت ہم پر فرض کی گئی ہی اگر قران مین یہہ امور
نازل بھی نہوتے تو مقتضا ادب اور رعایتِ حقوق کا یہہ تھا کہ ہم ان امور کے عامل
ہوتے ع گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی ÷ بیشک آنحضرت ہمارے نفوس سے اولی
بتصرف اور ہمارے مختار ہین اور بیشک حضرت کی ازواج ہماری مائین ہین اور
جو مومنینِ کاملین حضرت کے زمانہ مین تھے بمجردِ ان آیات کے نازل ہونے کے بہ
طیبِ خاطر اُن کے احکام کو قبول کر لیا اور اُس کے عامل رہے ہان اگر بعض
وہ لوگ جو حضرت کے مرتبہ سے اُس وقت تک پوری طرح سے واقف نہ تھے
نادانستگی سے کوئی کلمہ خلافِ ادب کہہ گئے تو اُن کی خطا اور جہالت ثابت ہوگی
نہ یہہ کہ اِس رعایتِ ادب کی برائی ۔ باپ جو اپنے بیٹے کی حیاتِ فانی کا باعث
ہوتا ہی اس لئے بہت سے امور مین بیٹے کو رعایت باپ کی فرض ہی اور آنحضرت
کہ تمام مسلمانون کی حیاتِ جاودانی کے باعث ہین اگر اِس سبب سے خداوندِ
عالم آنحضرت کی رعایت فرماکر آپکی بی بیون کو تمام اُمت پر حرام کر دے تو عقل

کے نزدیک کوئی قباحت لازم نہین آتی اور نہ کسیطرح کا اعتراض ہوسکتا ہی۔
اور سواے اس کے اس امر مین کسی طرح کا نقصان حضرت کی طرف سے مومنین
کا نہین ہوا۔ کیونکہ نکاح کرنے مین رضامندی عورتون کی ضروری ہی۔ کوئی مرد بغیر
اجازت اور رضامندی عورت کے اُس سے نکاح نہین کرسکتا۔ اور بذریعۂ
آیۂ تخییر حضرت کی عورتون کو اختیار دیدیا گیا تھا کہ چاہین وہ آخرت کو اختیار کرین
اور جس طرح رکھا جاے رہین۔ یا دنیا اختیار کرین۔ درصورتِ ثانی اُنھین طلاق
دیدی جائیگی پس جب خود اُن عورتون نے بطیب خاطر آخرت کو اختیار کیا اور
خدا اور رسول کے حکم کے مطیع و منقاد ہوگئین تو اُنھین یہہ مرتبہ ملا کہ وہ مومنین کی
مائین کہلائین اور سب پر حرام کردیگئین تو پس خود اُن عورتون کو منظور تھا کہ
تا دمِ زیست وہ حضرت کے نام مبارک سے منسوب رہین اور حضرت کی زوجیت
مین محشور ہون اس سے ثابت و ظاہر ہوتا ہی کہ اگر وہ عورتین بنصِ قران تمام
مومنین پر حرام بھی نہ کیجاتین تب بھی وہ آنحضرت کے بعد کسی شخص سے نکاح
نکرتین۔ پھر حضرت پر اس مین کسی طرح کی تعریض ہرگز نہین ہوسکتی۔

قولہ ص ۲۷ فصلِ پنجم اُمّہات مومنین اول حالاتِ بی بی خدیجہ

اقول اس فصل مین مخاطب نے لاحاصل محض طول دیا ہی جس کا خلاصہ
یہہ ہی کہ حضرتِ خدیجہ آنحضرت سے افضل تھین اور حضرت کو اُن کے نکاح سے
فائدہ ہوا مگر اُن کو حضرت سے کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ اور اِس طولِ فضول مین جابجا
بیہودہ گوئیان اور بی ادبیان حضرت کی نسبت کی ہین۔ بندہ اُس کے بعض کلام
کو بخیال نقلِ کفر کفر نباشد بطور خلاصہ نقل کرتا ہی۔

قولہ صہ ۲۸ یہہ سوداگر بہی بڑی مالدار شریف حسین اور عاقلہ تھی اِس کا بھائی ورقہ عیسائی ہوگیا تھا خدیجہ اُس سے رجوع کیا کرتی تھی (بخاری پارہ اول بدء وحی) اور اپنے بھائی کے دین کی معتقد تھی۔

اقول بخاری مین اسیقدر لکھا ہی کہ حضرتِ خدیجہ نے آنحضرت پر وحی نازل ہونیکا حال ورقہ سے جاکر کہا تھا اِس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ خدیجہ ہمیشہ ورقہ سے رجوع کیا کرتی تھی اور وہ ورقہ کے دین کی معتقد ہونے کا دعوی تو بالکل بے دلیل اور محض مخاطب کا جھوٹ ہی۔

قولہ صہ ۳۰ مالدار ایسی کہ حضرت کو اُس کے غلامون مین شمار ہونا باعثِ فخر ہے۔

اقول محض عداوت سے یہہ بے ادبی کا کلمہ مخاطب نے کہا ہی ورنہ اکثر برگزیدگان خدا اور انبیا و اولیا فقیر و محتاج ہین جن کی نسبت کوئی دیندار ایسا کلمہ نہین کہہ سکتا۔ خود عیسی کا حال دیکھو کہ ایسے محتاج تھے جنکو رہنے کے لئے مکان تک میسر نہ تھا خود وہ کہتے ہین ”پر ابن آدم کے لئے جگہہ نہین جہان اپنا سر دہرے“ متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۰ اور ہزارون آدمی کفار وغیرہ جو حضرت سے مرتبہ مین کم تھے توانگر اور مالدار تھے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ عیسی کو اُن کے غلامون مین شمار ہونا باعثِ فخر تھا معاذ اللہ ہرگز نہین۔ اور خود خدیجہ باوجود اِس تمول کے آنحضرت کی کنیزون مین شریک ہونے کو اپنا فخر سمجھتی تھین چنانچہ حیات القلوب کی دوسری جلد صہ ۹۶ مین مرقوم ہی ”خدیجہ گفت واللہ اے محمد کہ من خود را کنیز تو میدانم“ حالانکہ یہہ اُسوقت کا ذکر ہی کہ ابھی تک خدیجہ سے حضرت کا نکاح

نہین ہوا تھا۔ اور حقیقت یہہ ہی کہ ایک خدیجہ کیا تمام دنیا کے مرد و زن حضرت کے غلام و کنیز کا مرتبہ رکھتے ہین۔

قولہ ص۳۰ دین ایسا کہ حضرت سے کہے وجدک ضالاً فہدی۔

اقول کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کہ مخاطب کیا کھہ رہا ہی۔ اور نہین معلوم کہ کس شراب کی نشہ مین بہکی باتین کر رہا ہی منصفو تمہین بتا دو کہ اس آیہ شریفہ کو خدیجہ سے کیا نسبت ہی یہہ تو خداوند عالم نے حضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہی یہان خدیجہ کہان سے آگئین۔

اور اِس آیت مین ضال کے معنی گمراہ فی الدین کے نہین ہین دیکھو حیات القلوب ص۱۵۰ بندہ اُس کی بعض عبارت کو نقل کرتا ہی "وجہہ اول آنکہ ترا گم شدہ یافت کہ از جدِ خود گم شدہ بودی در درہاے مکہ یا از حلیمہ دایۂ خود گم شدہ بودی پس ہدایت کرد عبد المطلب را بسوی تو۔ وجہہ دوم از حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ و امام رضاؑ منقول است کہ گم بودی در میانِ گروہی کہ ترا نمی شناختند و بزرگی ترا نمی دانستند پس ہدایت کرد ایشان را تا ترا شناختند" انتہی ملخصاً۔

قولہ ص۳۰ گمراہان ایک نقص بتایا جاتا ہی کہ وہ سن مین بہت بڑی تھین۔ ہم دیکھتے ہین کہ جس عورت کے خواستگار صنادیدِ قریش ہون اور جوانی صفات سے متصف ہو تو سن مین بڑا ہونا جس کا خیال رئیسانِ قریش بھی نکرتے تھے اگر محمد صاحب سے گدائے بینوا نے نکیا تو کیا ہوا۔

اقول مروجہ انجیلی مسیح بھی گدائے بینوا تھے جنکو رہنے کے لئے ایک جھونپڑا بھی میسر نتھا۔ پھر آنحضرت پر اس امر کا طعن بیجا ہی۔

شیعہ سنی اہلحدیث

قولہ مگر ڈاکٹر لیٹنر ایک یوروپی حامیِ اسلام بی بی خدیجہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ عرب کی چہل سالہ عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہی۔ یہہ کوئی کلیہ نہین رنج وغم تنگیِ معاش عین شباب مین بڑھاپے کو بلا لیتے ہین۔ اور عیش وآرام فارغ البالی بڈھون کو جوان بنائے رکھتے ہین۔ خدیجہ نے چین سے زندگی کاٹی تھی سب طرح کی نعمتین میسر تھین عمر کی برسون نے اُس کے قوا پر کوئی اثر نہ پیدا کیا تھا اور اُس کے حسن مین کوئی تغیر نہ آیا تھا۔

اقول محض دعوی بے دلیل ہی۔ اور ڈاکٹر لیٹنر صاحب کا قول کہ "وہ عرب کی چہل سالہ عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہی" بہت درست ہی یورپ کی پنجاہ سالہ یا عرب کی چہل سالہ عورت ہرچند کیسی ہی حسین ہو اور بسبب عیش وآرام کے کبر سنی نے کوئی اثر اُس کے جسمانی قوا پر نکیا ہو مگر پھر بھی کمسن حسین کے برابر نہین ہوسکتی علی الخصوص ایسی سن رسیدہ عورت جس کے دو نکاح پہلے ہوچکے ہون اور اُس کی اولاد ہوچکی ہو وہ آنحضرت کا مقابلہ کہ یوسف سے بھی زیادہ حسین تھے اور کم عمر تھے نہین کرسکتی۔ اگرچہ اِس مقام پر طول دینے سے کچھہ حاصل نہین۔ چون کہ وہ بی بی بڑی سعادتمند اور خوش انجام تھین حضرت سے اِن کا نکاح ہوگیا اور تا دمِ مرگ آپ کی اطاعت اور وفاداری اور اعانت مین سرِ مو فرق نکیا۔ مگر مین یہہ بات ضرور کہونگا اور تاریخ سے اِس کا ثبوت دونگا کہ جس قدر حضرت کو اُن سے رغبت تھی۔ اس سے زیادہ خدیجہ کو حضرت سے رغبت تھی اُس کے کئی وجوہ تھے اوّل اُنھون نے حضرت کی نبوّت کی بشارتین اور پیشین گوئیان سنی تھین۔ دوسرے اپنی آنکھون سے حضرت کے کئی معجزے دیکھے اور بہت سے معجزے

لوگون سے سنے تھے تیسرؔے حسن مین حضرت کا نظیر نہ تھا چوتھے بعض علمانے یہہ بھی بیان کیا تھا کہ جو حضرت سے نکاح کرے وہ بڑی خوش نصیب عورت ہی۔ ہر چند یہہ حالات تمام کتب معتبرۂ سیر و تاریخ مین موجود ہین۔ مگر بندہ ناظرین کی خاطر سے دو معتبر کتابون سے بطور اختصار کے یہہ حال بیان کریگا اور صاحبان فہم سے مستدعی انصاف فرمائی ہوگا کہ اصل واقعات سے بی بی خدیجہ پر آنحضرت کی فضیلت ثابت ہوتی ہی یا برعکس۔۔

حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۸۳ مین مذکور ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ قطب راوندی و ابن شہر آشوب و صاحب عدد نے روایت کی ہی کہ آنحضرت کے ساتھہ خدیجہ کی شادی کا سبب یہہ ہوا کہ کسی ایک عید کے روز قریش کی عورتین مسجد الحرام مین جمع تھین ناگاہ ایک یہودی وہان سے گذرا اور کہا کہ عنقریب ایک پیغمبر تم مین مبعوث ہوگا تم مین جس سے ہوسکے سعی کرے کہ اُس کے نکاح مین داخل ہو۔ پس یہہ بات خدیجہ کے دل مین رہی ایک روز ابوطالب نے آنحضرت سے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ کی شادی کرون مگر مال دنیا نہین ہی۔ خدیجہ ہماری قرابت مین ہی اور مال کثیر رکھتی ہی اور ہر سال لوگون کو تجارت کے لئے بھیجتی ہی اگر آپ کہئے تو کچھہ مال خدیجہ سے لیتا ہون تا آپ تجارت کرین اور خدا منفعت عنایت فرمائے حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ پس ابوطالب خدیجہ کے پاس آئے اور کیفیت بیان کی خدیجہ بہت خوش ہوین اور اپنے ایک غلام سے جس کا نام میسرہ تھا کہا کہ تو اور جسقدر مال تیرے پاس ہی۔ محمد کا ہی انکی خدمت مین روانہ ہو اور کوئی کام ان کے خلاف مرضی نکرنا۔ پس آنحضرت میسرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ دوسری روایت مین ہی کہ خزیمہ بن حکیم جو خدیجہ کا قرابت دار تھا وہ بھی حضرت کے ساتھہ تھا اور اِس سفر مین حضرت کا بڑا دوست ہوگیا۔ اثنائے راہ مین

دو اُونٹ خدیجہ کے بیٹھ گئے جس سے میسرہ کو خیال ہوا کہ اب اِنکا بار زمین پر رہجائیگا متحیرانہ حضرت سے حال عرض کیا۔ حضرت اونٹون کے پاس آئے اور اپنے دست مبارک سے اُنھین مس کیا۔ فوراً وہ اُونٹ کھڑے ہو گئے اور سب اونٹون سے آگے روانہ ہوے جب شہرِ شام کے قریب پہونچے۔ ایک راہب کے دیر کے نزدیک منزل کی سب قافلہ متفرق ہو گیا۔ اور حضرت نے ایک درخت کے نیچے مقام فرمایا۔ وہ درخت برسون سے خشک اور بوسیدہ پڑا تھا اُسیوقت سرسبز ہو گیا اور ڈالیان اور پتے اور میوے اُسمین نکل آئے اور اُس درخت کے اطراف سبزہ زار ہو گیا جب راہب نے یہہ حال دیکھا فوراً اپنے صومعہ سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ہاتھہ مین ایک کتاب تھی کبھی کتاب کو دیکھتا تھا اور کبھی حضرت کے جمالِ مبارک کا مشاہدہ کرتا تھا اور کہتا تھا قسم ہو اُس خدا کی جس نے انجیل بھیجی ہو۔ یہہ وہی ہین۔ جب خزیمہ نے یہہ سُنا تو ڈرا کہ مبادا کچھہ حضرت کو ضرر پہونچاوے اپنی تلوار کھینچ لی اور پکارا کہ یا آلِ غالب یہہ سنتے ہی سب اہلِ قافلہ جمع ہو گئے۔ راہب اپنے صومعہ مین بھاگ گیا اور دروازہ بند کر کے چھت پر آیا اور کہا کہ تم لوگ کیون جمع ہو گئے ہو مین قسم کھاتا ہون خدا کی کہ کوئی قافلہ آج تک تم سے محبوب تر نہین آیا۔ اور اِس کتاب مین جو میرے ہاتھہ مین ہو لکھا ہو کہ یہہ جوان جو درخت کے نیچے بیٹھا ہو پیغمبر خدا ہو۔ جو اُس کی اطاعت کریگا نجات پائیگا اور جو مخالفت کریگا گمراہ ہوگا۔ پھر خزیمہ سے راہب نے کہا کہ اے شخص یہہ جوان پیغمبرِ آخر الزمان ہو۔ اور مینے اِس کتاب مین پڑھا ہو کہ وہ شہرون پر غالب ہوگا اور بندون پر نصرت پائے گا اور اُس کے دشمن بہت ہین جن مین اکثر یہودی ہین۔ پس جب شام کو پہنچے اِس تجارت مین بہت سا فائدہ ہوا پھر واپس ہوے

اور مکہ کے قریب پہونچے اُسوقت میسرہ نے عرض کی کہ یا حضرت اِس سفر مین مَین نے
آپ سے بہت سے معجزے دیکھے ہین اور جس درخت یا پتھر کے قریب سے ہم گزرتے
تھے وہ آپ پر سلام کرتا تھا اور کہتا تھا۔ السّلامُ علیک یا رسول اللہ۔ اور جو فائدہ اِس
سفر مین ہمین ہوا چالیس برس کی مدت مین بھی نہوا تھا پس میری مصلحت یہہ ہو کہ آپ آگے
تشریف لیجا کر بی بی خدیجہ کو اِس تجارت کے فائدون سے خوشخبری دیجئیے۔ حضرت نے
سبقت کی اور خدیجہ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت خدیجہ چند عورتون کے
ساتھ ایک دریچہ مین جو سرِ راہ تھا بیٹھی تھین ناگاہ اُن کی نظر ایک سوار پر پڑی کہ دور
سے چلا آتا ہو اور اُس کے سر پر ابر سایہ ڈالے ہوے چلا آتا ہو اور دو فرشتے دونون
طرف تلوارین کھینچے ہوئے ساتھ ہین اور ایک قبہ یاقوت کا ابر کے اطراف ہوا پر آرہا ہے
خدیجہ اِس احوال کے مشاہدے سے متحیّر ہوگئین اور کہا کہ خداوندا ایسا کر کہ یہہ تیرا
مقرب میرے گھر آئے۔ جب حضرت نزدیک پہنچے خدیجہ نے پہچان لیا کہ حضرت
ہین پا برہنہ آپ کی طرف دوڑین اور پاےِ مبارک پر بوسہ دیا آپ نے اُنھین
خوشخبری سنائی خدیجہ نے پوچھا کہ میسرہ کیون آپ کے ہمراہ نہین ہو آپ نے فرمایا
کہ پیچھے آرہا ہو خدیجہ نے عرض کی کہ اے سیّد حرم و بطحا آپ پھر جائیے اور میسرہ
کو ہمراہ لیتے آئیے۔ مطلب خدیجہ کا اِس سے یہہ تھا کہ وہ عجائب چیزین جو پہلے
حضرت کے ساتھ دیکھی تھین پھر دیکھے۔ پس جب حضرت پھرے ابر بھی پلٹا اور
پھر حضرت کے ساتھ اُسنے مراجعت کی۔ خدیجہ کا یقین حضرت کی جلالت پر زیادہ
ہوگیا۔ جب میسرہ داخل ہوا عرض کی کہ اے خاتون اِس سفر مین اسقدر نادر امور
حضرت سے مین نے دیکھے ہین جنکو مین بیان نہین کرسکتا۔ جب تھوڑا کھانا مینے

حاضر کیا اور حضرت نے اُس پر ہاتھہ رکھا ہت سے گروہ اُس سے سیر ہو گئے اور وہ کم نہوا۔ اور جب ہوا گرم ہوتی تھی دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے اور ہر درخت اور پتھر آپ پر سلام کرتا تھا اور رہبان وغیرہ کا قصہ بھی بیان کیا۔ خدیجہ نے اپنے مزید اطمینان کے لئے ایک طبق کھجورین منگوائین اور ایک جماعت کو آپ کے ساتھہ کھانے مین شریک کیا سب سیر ہو گئے مگر ایک کھجور بھی کم نہوئی۔ حضرت خدیجہ نے عوض مین اِس بشارت کے میسرہ اور اُس کی اولاد کو آزاد کر دیا اور ہزار درہم اُسے عطا کئے۔ اور حضرت سے عرض کی کہ اب آپ جا کر اپنے چچا کو بلا ئیے تا آپ کے لئے مجھے میرے چچا سے خواستگاری کرین۔ اور اپنے چچا کے پاس بھی یہہ بات کہلا بھیجی کہ محمد سے میری شادی کر دیجئے۔ اور اشہر یہہ ہر کہ خویلد خدیجہ کا باپ اُسوقت مر چکا تھا" انتہی ملخصاً۔

اور اُسی کتاب کے صفحہ ۸۵ مین لکھا ہر کہ "جب خدیجہ کی شادی حضرت سے ہو چکی تو ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا چند شعر کہے جن کا مضمون یہہ ہر کہ اے خدیجہ تمھین مبارک ہو کہ تم سید اولین و آخرین کی زوجہ ہوئی ہو۔ تمام جہان مین کوئی محمد کا مثل نہین ہر۔ محمد وہ ہین کہ موسی اور عیسی نے آپ کی نبوت کی بشارت دی ہر اور کتب آسمانی پڑہنے والون نے معین کر لیا ہر کہ آپ ہی رسول بطحا اور ہادی اہل عرض وسما ہین" انتہی ملخصاً۔

اور نیز ورقہ نے جو باختلاف روایت خدیجہ کا چچا یا چچا زاد بھائی تھا اور دوسرے علما نے خدیجہ کو خبر دی تھی کہ آنحضرت پیغمبر ہونیوالے ہین اور تم اُن کی زوجہ ہوگی جن کی تفصیل مین تطویل ہر۔ اور مثل اُن روایتون کے کتاب مدارج النبوہ و معارج النبوہ

و روضتہ الاحباب و روضتہ الصفا و مواہب لدنیہ و حبیب السیر و شواہد النبوہ وغیرہ کتب سیر و تواریخ مین مرقوم ہی اور سب مورخین مولفین کا اِس پر اتفاق ہی کہ ابتدا خدیجہ نے حضرت سے نکاح کی خواہش کی تھی بسبب ظہورِ معجزات اور علما کی پیشین گوئیون کے ۔ پس منصفین ملاحظہ فرمائین کہ مخاطب نے اصل مطلب کو اُلٹ پلٹ کر کے کیسے ناشایستہ الفاظ مین بیان کیا ہی جس سے کمالِ دنیا طلبی اور عداوت مخاطب کی ظاہر ہے ۔

قولہ ص ۳۲ دفعہ دوم اب اُس کے مقابل مین محمد صاحب کی کیفیت یہہ ہی کہ بجز اپنے نسب کے جو کسی طرح خدیجہ کے نسب سے افضل نہ تھا آپ کے پاس کچھہ نہین ۔

اقول مخاطب تاریخی حالات سے واقف نہین ہی ورنہ ہرگز آنحضرت کے نسب کو خدیجہ کے نسب کے برابر نہ کہتا ہرچند خدیجہ بھی عالی نسب تھین مگر آنحضرت کا نسب اُنکے نسب سے بیشک افضل تھا کیونکہ کتبِ تواریخ گواہ ہین کہ حضرت کے آبا و اجداد سب کے سب رؤسائے مکہ سے تھے اور صاحبِ کرامات تھے دیکھو حیات القلوب جلد اول بابِ اول ۔

قولہ ص ۳۳ فقر و فاقہ سے حضرت اور اُن کے چچا تنگ تھے ابو طالب کو آرزو تھی کہ اپنے بھتیجے کی شادی کرین مگر سرمایہ شادی کا نہ تھا ۔

اقول دنیا مین کسی کی ایک طرح پر بسر نہین ہوتی کبھی کوئی امیر ہی کبھی فقیر ۔ بہت سے رئیسون کو دیکھا کہ کسی زمانہ مین فقر و فاقہ مین بسر کرتے ہین ہزارون مفلس نظر آئے کہ ایک وقت رئیسون کا مقابلہ کرتے ہین ؎ ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے ؛ یہی دنیا کا کارخانہ ہی ۔ اور علی الخصوص برگزیدگانِ خدا انبیا او صیا ہمیشہ تنگدستی مین رہے ہین دیکھو

عیسی علیہ السلام کا حال کہ کیسی مفلسی مین بسر کرتے تھے پھر اگر ہمارے پیغمبر بھی تنگدست تھے
تو کوئی تعریض کا مقام نہین۔

قولہ صـ۳۳ پس نورالدین صاحب کا یہہ فرمانا کہ حضرت چاہتے تو جوانی مین کئی بیاہ
کر لیتے۔ کتنا لغو ہی۔ حضرت کو اپنا پیٹ پالنا دشوار تھا پس حق یہی ہو کہ اگر حضرت چاہتے
تو ایک بیاہ نہ کر سکتے اور چاہا اور نہ کر سکے۔

اقول بالکل لغو ہی اور مولوی نورالدین صاحب کا قول بہت درست ہو کہ اگر حضرت
چاہتے تو بیشک اپنی جوانی مین کئی بیاہ کر سکتے تھے مگر حضرت نے خود نہ چاہا۔ چنانچہ
حیات القلوب صـ۲۵۵ مین بسند صحیح مذکور ہی جس کا خلاصہ یہہ ہو کہ "ایک روز تمام
کفار قریش ابوطالب کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا تمہارا بھتیجا (یعنے آنحضرت)
ہمین بے وقوف سمجھتا ہو اور ہمارے خداؤن کو برا کہتا ہے۔ اگر اِس امر کا باعث
افلاس ہو تو ہم اِسقدر مال اُس کے لئے جمع کر دیتے ہین کہ سب سے زیادہ غنی ہوجاے
اور جس عورت کو وہ چاہے ہم اُس سے شادی کرا دیتے ہین اور ہم اُسکو اپنا سردار
بنا لیتے ہین مگر وہ ہمارے خداؤن سے دست بردار ہو جاے۔ جب ابوطالب نے
یہہ پیام حضرت کو پہونچایا تو حضرت نے فرمایا کہ یہہ لوگ میرے داہنے ہاتھہ مین آفتاب
اور بائین ہاتھہ مین چاند رکھدین اور تمام روے زمین میرے حوالہ کرین تب بھی مین
اپنے پروردگار کی مخالفت نکرونگا" الخ مثل اِس روایت کے کئی معتبر تاریخون
مین مذکور ہی۔ چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھا ہو کہ تمام قریش کی جانب سے عتبہ نے آنحضرت
سے عرض کی کہ "اگر مقصودِ تو ازین کار داعیۂ سلطنت است ما باتفاق زمام حکومت
بکفِ تو نہیم و اگر باعث براین استیلاء شہوت است ہر جمیلہ کہ ترا باو رغبت افتد

در نکاح تو آریم و اگر سبب فقر و فاقہ است چندان مال بتو دہیم کہ دیگری در قریش بہ تمول عدیل تو نباشد " الخ اور اس کے بعض مضمون کو بعض عیسائی محققین نے بھی مان لیا ہے چنانچہ جان ڈیون پورٹ کہتے ہین کہ وہ ایک دفعہ آپ کے دشمنون نے کہا کہ آپ اپنے ارادے سے باز آئیے اور یہہ دولت وحکومت لیجیے مگر آپ نے قرآن شریف کی اکتالیسوین سورت اُن کے جواب مین پڑھی ۹؎۔

۹؎

ان روایتون سے علاوہ ہمارے مطلب کے حضرت کی حقیقت بھی صاف ظاہر ہوتی ہے کیون کہ اگر آپ نبی برحق نہ ہوتے تو کفار کے پیشکشون کو قبول کر لیتے اور بادشاہ ہو جاتے مگر آپ نے مال دنیا پر ہرگز توجہہ نہ فرمائی اور خداے تعالیٰ کی مخالفت نہ کی مگر متعصبین کو چشم بصیرت کہان ہے جو غور سے دیکھین اور راہ حق اختیار کرین - بہر حال اب ہم اہل فہم سے پوچھتے ہین کہ آیا مولوی نور الدینصاحب اپنے دعوے مین جھوٹے ہین یا مخاطب - اور تاریخی واقعات کسکو سچا کہتے ہین - اور اگر اس روایت سے مخاطب آگاہ نہین تھا تو پھر افسوس کا مقام ہے کہ باوجود ایسے جہل کے کیون مخاطب نے میدان مناظرہ مین قدم رکھا اور کیون علماے اسلام کا مقابلہ کیا - علاوہ اسکے جس طرح کہ عالم عسرت مین حضرت نے حضرت عائشہ اور سودہ سے نکاح کیا اسیطرح جوانی مین بھی نکاح کر سکتے تھے

قولہ صـــ۳۴ پس ایسی تنگدستی مین یہہ لوگ خدیجہ ہی کے دست نگر تھے چاہتے تھے کہ اُس کے خادمون مین ملکر کچھ نفع دنیا کا حاصل کرین - حضرت نے اُس مالدار عورت کی ملازمت مین کچھ وجہ کفاف حاصل کیا - رفتہ رفتہ خدیجہ نے محمد صاحب کی قدر کی بکری چرانے والے کمبل اوڑھنے والے فاقہ مست خادم کو بڑے امیرون مین کر دیا - الخ -

اقول اگر مخاطب کو ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ ہمارے حضرت پر کوئی طعن اِن امور مین نکرتا
اور ایسے ناشایستہ الفاظ نہ لکھتا۔ کئی پیغمبرون نے بکریان چرائی ہین فاقے سہے ہین
لوگون کی خدمتین کی ہین۔ حضرت یعقوب نے اپنی دو جورون کے لئے چودہ برس
تک اپنے سسرے کی خدمت کی ہر اور بکریان چرائی ہین۔ دیکھو کتاب پیدایش باب ۲۹
اور حضرت موسیٰ نے بکریان چرائی ہین۔ دیکھو کتاب خروج باب ۳ آیت ۱ اور حضرت
عیسیٰ کا حال پہلے بیان کیا گیا ہر کہ وہ ایسے مفلس تھے کہ اُن کے رہنے کے لئے مکان
تک نہ تھا۔ علاوہ اسپر انجیل کے ملاحظہ کرنے والون پر بخوبی ظاہر ہے کہ مسیح نے
دنیا کی کسقدر مذمت کی ہے اور فقر و مسکنت کی کیسی تعریف فرمائی ہر۔ اور درحقیقت
دنیا قابلِ مذمت اور تارکانِ دنیا لایقِ ستایش ہین ع دیدۂ حاسد کہ بر افکندہ
باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظرش ٭ اب ہم خدیجہ کے مقابلہ مین چند وہ صفتین حضرت
کی نقل کرتے ہین جو خود خدیجہ کے چچا ورقہ نے بیان کی ہین۔ حیات القلوب ص ۹۷
(جسوقت کہ حضرت خدیجہ اور ورقہ سے نسبت کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی) ورقہ
نے کہا اہل مکہ نے بھی مثل شیبہ و عقبہ و ابوجہل کے تمھاری خواستگاری کی تھی
مگر تمنے جواب دیدیا۔ خدیجہ نے کہا آپ جانتے ہین کہ یہہ لوگ گمراہ اور جاہل ہین۔
ورقہ نے کہا کہ مین نے سنا ہر کہ محمد نے بھی تمھاری خواستگاری کی ہر۔
خدیجہ نے کہا کہ آپ اِن مین کیا عیب پاتے ہین ورقہ نے تھوڑی دیر اپنا
سر جھکا لیا پھر کہا کہ اُن کا عیب یہہ ہر کہ وہ کرامت و نجابت کی جڑ ہین اور بزرگی
و عزت کی شاخ ہین اور حسن و خلقت اور خُلق مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ اور
فضل و کرم اور علم مین شہرۂ آفاق ہین۔ **خدیجہ** نے کہا اے چچا آپنے جیسے انکے

کمال

کمال بیان کئے ہین کچھ عیب بھی بیان کیجئے **ورقہ** نے کہا عیب ان کا یہہ ہو کہ وہ دنیا
کے چاند ہین اور زمین و آسمان کے سورج ہین اور اُنکی گفتگو شہد سے زیادہ شیرین ہے
اور حسن اطوار مین جہان مین اُن کی مثال لیجاتی ہو۔ **خدیجہ** نے کہا اگر کوئی عیب اُنمین
ہو بیان کیجئے **ورقہ** نے کہا کہ اُن کا عیب یہہ ہو کہ وہ حسن مین عالی اور نسب مین سربر آوردہ
اور سیرت کی نیکی اور دل کی صفا مین سب سے افضل ہین اور خوشروئی و خوشبوئی و
خوشخوئی و خوشگوئی مین اپنا مثل نہین رکہتے **خدیجہ** نے کہا مین جسقدر اُن کا عیب
پوچھتی ہون آپ فضیلت ہی بیان کرتے ہین **ورقہ** نے کہا میری کیا مجال جو کچھ
بھی اُنکی توصیف کرسکون لاکھ صفات مین ایک بھی نہین کہسکتا **خدیجہ** نے کہا
مین نے خود اُن کی خواہش کی ہو اور بغیر اُن کے اور کسی سے شادی نکرون گی ۔
ورقہ نے کہا اگر ایسا ہی ہو تو تمھین بشارت ہو کہ وہ عنقریب پیغمبر ہون گے اور
قیامت مین کوئی نجات نہ پائیگا مگر وہ شخص جس نے آنحضرت کی اطاعت کی ہو انتہی
ملخصاً۔ اس کلام سے ظاہر ہو کہ حضرت خدیجہ نے بسبب کئی فضیلتون کے ابتداً
خود حضرت کی خواہش کی تھی اور حضرت نے بھی بسبب اُن کی فضیلت و عقل و شرافت
کے اُن کی خواستگاری فرمائی اور بسبب حضرت کی تزویج کے انھین شرف
دارین حاصل ہوا ۔

قولہ مگر محمد صاحب کے حامیون نے تو قسم کھائی ہو کہ وہ سچ نہ بولینگے اور
جھوٹ بولنے مین ایک پر ایک سبقت لیجائین گے۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب جنکے دعوے
پر اہلِ اسلام صاد کرنے کو تیار ہین اندھیر مچاتے ہین کہ خدیجہ سے عقد آپ نے
اِس خیال سے کیا کہ وہ آپ کی محسنہ تھین اور آپ کی نبوت پر ایمان لاچکی تھین

لکچر مترجم ص ۱۲ ہم آپ کو بتائین کہ محمد صاحب نے نکاح پہلے کیا اور نکاح کے پندرہ
برس بعد ان میان نے اپنی نبوت کا دعوی کیا اور پھر وہ بی بی ایمان لائی۔
اقول ہرگز حامیان اسلام دروغ نہین بولتے اور نہ اُنھین کوئی ضرورت دروغ
بیانی کی ہی اُنکا مذہب بیشک حق ہی جس کی حقیت مثل آفتاب کے ظاہر اور
روشن ہی ہان دروغ بیانی مخاطب لاثانی اور اُس کے امثال پر ختم ہی جس نے
جابجا آنحضرت پر افترا پردازی کی ہی اور یہان ڈاکٹر لٹیز صاحب کا قول بہت بجا
ہی اور اعتراض مخاطب کا بسبب نافہمی کے ہی اس لیئے کہ ڈاکٹر صاحب کی مراد اور
منشا خدیجہ کے ایمان لانے سے یہہ ہی کہ خدیجہ علماے یہود و نصاری سے حضرت
کی نبوت کی بشارتین سنکر قبل از بعثت آنحضرت پر ایمان لاچکی تھین ۔
قولہ مگر ہمکو یہی معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت خدیجہ پر ایمان لاے الخ
اقول ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ چند روز مین مخاطب کو جنون ہو جائیگا جو ایسی بہکی باتین کرتا ہی
جس کا کوئی ٹھکانہ نہین ہی مخاطب کو ضرور ہی کہ اپنے دماغ کا علاج کرے ورنہ آیندہ
چلکے پچتائیگا ہماری تشخیص تو یہی کہتی ہی نہین معلوم اور حکما کیا فرمائین ۔
قولہ ص ۳۶ **دفعہ** سوم کیون خدیجہ کے عہد مین حضرت نے دوسری جورو نہین
کی غالبًا ہمارے مصنف نہین مانتے ہون گے کہ کسی شوہر کا ایک بی بی کے ساتھ
۲۵ برس تک خوش گزران کرنا متعذر ہی اسوقت بھی ممالک مغربی و شمالی مین تعدد
ازواج مسلمانون مین نادر ہی جب یہہ لوگ ایک ہی عورت کے ساتھ تمام عمر کاٹ
ڈالتے مین ۔ اگر محمد صاحب نے ایسا کیا تو کون رستم کا کام کیا خصوصًا جب کہ
خدیجہ اُن کی محسنہ تھی ۔ الی آخر ہفواتہ

اقول اس دفعہ مین مخاطب نے آنحضرت کی نسبت ایسے بیہودہ الفاظ لکھے ہین اور اسقدر توہین کی ہی جس کی نقل کو بندہ کا قلم نہین اُٹھتا اگر کسیکو منظور ہو تو امہات المومنین ملاحظہ کرے ہم فقط ضروری بات کا جواب دیتے ہین۔

جاننا چاہیے کہ عیسائی محققین نے بھی اس امر کو قبول کرلیا ہی کہ اگر معاذاللہ آنحضرت عیاش ہوتے تو اس موسم شباب مین جسے خدیجہ کے ساتھ حضرت نے کاٹا ضرور متعدد نکاح کرتے اور ۲۵ برس کی عمر سے جو زمانہ ترقی قوائے جسمانی کا ہی ۵۰ برس کی عمر تک ایک ہی بی بی پر قانع نرہتے چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین کہ "کہ آنحضرت نے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد گیارا یا بارا نکاح کیئے اس سبب سے بعض مخالف مورخ آپ پر بہت اعتراض کرتے ہین اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہین معاذاللہ مگر علاوہ اس بات کے کہ اہل عرب اور مشرقی لوگ آنحضرت کے وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور اِنکا یہہ فعل قبیح نخیال کیا جاتا تھا یہہ بات بھی یادرکھنی چاہیئے کہ آپ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک ایک ہی بی بی پر قانع رہے۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ یہہ بات ممکن ہی کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہان ایک سے زیادہ نکاح کرنے جائز ہون اور وہ شخص پچیس برس تک صرف ایک بی بی پر قانع رہے۔ غالب ہی کہ آنحضرت نے جو اپنی آخر عمر کے تیرہ سال کے عرصہ مین بہت سے نکاح کیئے وہ صرف فرزند کی امید مین کیئے ہون گے" انتہی ملخصاً تائید المحمد والقرآن ص ۲۲ و ۲۳۔

جب حضرت نے اپنی جوانی کے موسم مین ایک ہی بی بی پر قناعت کی اور بعد حضرت خدیجہ کے یعنے پچاس برس سے عمر تجاوز کرنے کے بعد چند نکاح کیئے

توکوئی منصف اور عاقل اِس امر کو ہرگز شہوت پرستی پر حمل نہین کرسکتا۔ ممالکِ مغربی و شمالی کی مثال بالکل بیجا و بیے محل ہی کیونکہ آب وہوائے مغربی و شمالی و رسم و رواجِ ملک خود تعدّد ازواج کا مانع ہی چنانچہ ڈاکٹر لی بان صاحب اور جان ڈیون پورٹ صاحب وغیرہما نے اِس کی تصریح کی ہی پھر اِس صورت مین اگر مغربی و شمالی ملکون کے رہنے والے ایک عورت پر قانع رہین توکوئی عجب کی بات نہین۔ بحث تو وہان کی ہی جہان کی آب وہوا و طبیعت تعددِ ازواج پر مجبور کرتی ہی۔ علی الخصوص اس صورت مین کہ کثرتِ ازواج تمام ملک مین جاری و ساری بھی ہو۔ حضرت ملکِ عرب کے رہنے والے تھے اور کثرتِ ازواج کا رواج اُسوقت برابر جاری تھا اور حضرت پورے جوان بھی تھے باوجود اِن تینون امور کے حضرت نے پچیس برس تک دوسرا نکاح نکیا یہہ بڑی دلیل ہی اِس امر پر کہ جس قبیح صفت کو آپ کے دشمن آپکی طرف منسوب کرتے ہین اُس سے آپ بالکل بری تھے۔

قولہ ص ۳۸ کیا گمان کیا جاتا ہی کہ ایک مفلس کے ساتھہ ایک قریش کی شاہزادی نکاح کرتے وقت اپنے رشک کا اسقدر پاس بھی نکرتی کہ شوہر سے کوئی عہد اس امر کا لیتی کہ وہ کبھی سوت نہ بٹھلائے۔ الخ

اقول فقط خللِ دماغ ہی اور کچھہ نہین ورنہ حقیقت یہہ ہی حضرتِ خدیجہ کئی اسباب سے آنحضرت کی خدمت مین مثل کنیزون کے رہتی تھین اور ہمیشہ مطیع و فرمان بردار تھین اور آپ کی رضاجوئی مین سرِ مو تقصیر نکرتی تھین۔ پہلا سبب یہہ تھا کہ اُنھین علماے یہود و نصاری کی بشارتون سے اور حضرت کے معجزات سے معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت پیغمبر ہونے والے ہین اور آپ جب مبعوث برسالت ہو چکے تو سب سے

پہلے

پہلے وہی ایمان لائین اور یہہ اُن کی سعادتمندی تھی کہ خداے تعالیٰ نے یہہ فضیلت اُنھین عطا کی اور دوسرے اسباب حضرت کے اوصافِ حمیدہ تھے جن مین سے ایک حسنِ خداداد بھی تھا۔ بہرحال یہہ بی بی اپنے تئین حضرت کی کنیزون مین شمار کرنا باعثِ فخر سمجھتی تھین جسکی تصریح خود اُنکی زبانی سابق مین تاریخ سے ثابت کردی گئی ہی پس اگر آنحضرت اُن کی زندگی مین دوسرا نکاح کرنا چاہتے توہرگز خدیجہ مانع نہوتین بلکہ بخوشی خاطر اس امر مین ساعی ہوتین ۔ مگر خود حضرت نے اُن کی خاطر کی اور دوسرے نکاح کا خیال نفرمایا اور جوانی کو اُن کے ساتھہ کاٹدیا ۔

اور مخاطب نے جواکثر مقام پر حضرت کے افلاس پر تشنیع کی ہی اور اُسکو چند ناشایستہ الفاظ سے تعبیر کرتا ہی یہہ فقط مخاطب کی ضلالت اور عناد ہی ورنہ فقر خاصانِ خدا کے لئے ہمیشہ سے ہی علاوہ اِس پر انقلاب زمانے سے ایک وقت بڑے بڑے بادشاہون اور امیرون پر تنگی کا آجاتا ہی دنیا اسی کا نام ہی اس مین کسی طرح کی تعریض کا مقام نہین ہی۔ حضرت کے آبا و اجداد کے تاریخی حالات سے اگر مخاطب واقف ہوتا تو اسقدر بیہودہ گوئی نکرتا مین کچھہ مختصراً بیان کرتا ہون۔

حالِ ابوطالب و عبدالمطلب وغیرہ ۔ جان ڈیون پورٹ کہتے ہین وہ آپ کے چچا صاحب جو ایک بڑے امیر سوداگر تھے قافلۂ شام کے ہمراہ جانے لگے حضرت نے بھی ہمراہی کی درخواست کی " لخ تائید المحمد صـ ۸ ۔

اور جلاء العیون مین لکھا ہی وہ کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوے تو ابوطالب نے تمام اہلِ مکہ وغیرہ کو طعامِ ولیمہ کھلایا جس مین ایک ہزار بکرے اور بہت سے اونٹ ذبح کئے تھے " اور مدارج النبوہ صـ ۸ مین مذکور ہی وہ کہ چون مطلب

وفات یافت ریاستِ اہلِ مکہ بہ عبد المطلب قرار گرفت و منصب حجابتِ خانۂ کعبہ و سقایت برائے وے مفوض شد و اہلِ مکہ بتمامہ مطیع و منقادِ وے شدند و او را التعظیم و احترام می نمودند"

اور صفحہ ۹ مین مذکور ہی کہ "بود مرعبد المطلب را چہار صد ناقہ" اور اسی صفحہ مین لکھا ہی "وچون فیل نظر کرد بر روی عبد المطلب سجدہ کرد فیل و گویا گردانید خدائے تعالے فیل را و گفت فیل سلام بر نوریکہ در پشتِ تست اے عبد المطلب" اور یہہ روایت جس مین مسطور ہی کہ ہاتی نے عبد المطلب کو سجدہ کیا تھا تمام کتبِ تواریخ مین بیانِ کیفیتِ اصحابِ فیل مین مذکور ہی۔ اور حیات القلوب صـ ۱۶ مین لکھا ہی "بلکہ از احادیثِ متواترہ ظاہر میشود کہ اجدادِ آنحضرت ہمہ انبیا و اوصیا و حاملانِ دینِ خدا بودہ اند و فرزندانِ اسمعیل کہ اجدادِ آنحضرت اند اوصیاے حضرتِ ابراہیم بودہ اند و ہمیشہ پادشاہیِ مکہ وحجابتِ خانۂ کعبہ وتعمیرات آن با ایشان بودہ است و مرجعِ عامۂ خلائق بودہ اند" اور اسی کتاب کے صـ ۷ مین مذکور ہی کہ "آنحضرت ایک مرتبہ حالِ طفولیت مین گم ہوگئے تھے۔ ابومسعودِ ثقفی اور عقیل ابنِ ابی وقاص وغیرہ نے آپ کا پتا ڈہونڈکر نکالا اس کے صلہ مین عبد المطلب نے ابومسعود کو پچاس اونٹنیان اور عقیل کو ساٹھہ ناقے اور حلیمہ کے باپ کو ایک ہزار دینار سونے کے اور دس ہزار درم چاندی کے عطا فرمائے اور حلیمہ کے شوہر کو بہت سا روپیہ دیا اور حلیمہ کے بچون کو دو سو ناقے عنایت کئے"

اس سے صاف ظاہر ہی کہ کسقدر دولتِ کثیر عبد المطلب کے پاس تھی اور تمام مورخین متفق ہین کہ آنحضرت کے آبا و اجداد رؤسائے مکہ سے تھے۔ پھر مقابلہ مین

حضرت خدیجہ کے آنحضرت کی توہین بسبب عمر کے کرنا اور خدیجہ کو آپ کے مقابلہ مین شاہزادی کے لقب سے تعبیر کر کے آپ کو چند ناشایستہ القاب سے منسوب کرنا بغیر فرطِ عداوت اور حق پوشیِ مخاطب کے کسی اور چیز پر حمل نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۳۹ ابھی حضرت محمد صاحب و رقہ اور خدیجہ کے مکتب مین طالبِ علم تھے۔ الخ

اقول محض یاوہ گوئی۔ اور حضرت کے مرتبہ سے جہل یا تجاہل ہے اور حق یہہ ہے کہ مخاطب یا امثال مخاطب کی حق پوشی اور ناحق کوشی اور باطل فروشی سے حق پوشیدہ نہین ہوتا اور ان کے جہل یا تجاہل سے حضرت کے مرتبہ مین کوئی نقص نہین آتا ؎ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم ✤ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ اے مخاطب حضرت کا وہ علم تھا جس کے مدرسۂ تعلیم مین آدم و نوح ابجد خوان تھے اور موسیٰ و عیسیٰ آپ کے خرمنِ علوم سے خوشہ چین ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ✤ کتب خانۂ چند ملت بشست ✤ ورقہ اور خدیجہ کے علم کو اس عالمِ علومِ اولین و آخرین کے علم سے کیا نسبت اگر آپ کے عہد مین کلیمِ خدا اور روح اللہ ہوتے تو اپنے کو آپ کے خوانِ علم کے ذلہ برداروں مین شمار کرنا فخر سمجھتے۔ اور لطفِ مزید یہہ ہے کہ خود ورقہ اور خدیجہ حضرت کے بعثت سے پہلے حضرت کی نبوت پر ایمان لاچکے تھے دیکھو۔ حیات القلوب وغیرہ کتبِ تواریخ وسیر۔ مگر سوءِ فہمی اور ہٹ دھرمی کا علاج کیا ہے خداوندِ عالم فرماتا ہے۔ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ۔

قولہ ص ۳۹ دفعہ چہارم حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے الی آخرہ ہفواتہ

اقول اس کا جواب بغیر اس کے کچھہ نہین لعنت اللہ علی الکاذبین وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون - اس دفعہ مین بھی مخاطب نے اپنی تہذیب واصالت دکھلانے
کے لئے پانچ صفحے محض بے ہودہ گوئیون اور بدزبانیون سے بھر دئیے ہین اور بجز
افترا پردازی اور منہہ زوریون کے اس مین کوئی اور چیز نہین حضرت کی توہین مین
کوئی دقیقہ فرو گزاشت نکیا ہرچند بعض ناشایستہ الفاظ اُس کے عبرتِ اہلِ ایمان
کے لئے مین نے نقل کر دئیے ہین مگر اب میرا قلم نہین اُٹھتا جو اُسکے پوچ کلام کو
نقل کرون مثال اس مخاطب کی اُن لوگون سے ہی جنھون نے حضرتِ مریم پر زنا
کی تہمت لگائی تھی بلکہ مخاطب اُن سے بھی بڑھا چڑھا ہوا ہی اُنھون نے تو نادانستگی
سے ظاہر حال پر شبہ سے کچھہ کہدیا ہو مگر یہہ شخص حضرت کے مراتب سے آگاہ
ہو کر ایسی پوچ گوئی کرتا ہی - حق یہہ ہی کہ ان انوارِ الٰہی اور خاصانِ کبریائی کی نسبت
جنھین خدائے تعالی نے طاہر وطیب گردانا ہی اگر کچھہ کوئی بہتان کرے تو خود
وہ اپنی عاقبت خراب کریگا اور اپنا مقام جہنم مین بنائیگا مگر ان برگزیدگانِ خدا
کو کوئی عیب اور نقص نہین ہوتا -

قولہ ص ۴۳ دوم حالتِ بی بی سودہ یعنے سودہ -

اقول اس بیان مین بھی مخاطب نے اپنی ناہنجار عادت کے موافق کنایۃً
وصراحۃً حضرت کی شانِ اقدس مین بے ادبیان کی ہین اور ایک امر کے
سوا اور کوئی بات قابلِ جواب نہین - وہ یہہ ہی کہ ۸ سنہ ہجری مین بحالتِ
کبر سنی سودہ کو حضرت نے طلاق دی اور جب اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ
مین آپسے کچھہ طمع نہین رکھتی کوئی خواہش مجھے نہین رہی ہی لکن چاہتی ہون کہ

قیامت کے روز آپ کی ازواج مین سیر احشر ہو اور اپنی باری مین نے عائشہ کو بخشی - پس حضرت اُن کی طلاق کے قصد سے درگزرے یا رجوع فرمایا پس حضرت کی حمدلی اور مروت سے یہہ بات بعید تھی کہ کبرسنی مین انھین طلاق دین ہرچند پھر رجعت بھی کی ہو -

اس کا جواب یہہ ہر کہ طلاق دینے کی روایت بالکل ضعیف اور واہی ہے چنانچہ مدارج النبوہ کے صہ ۵۹۷ مین شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہین کہ قولِ صحیح آنست کہ ارادہ طلاقش کرد - اور ارادہ قلب سے علاقہ رکھتا ہر جس کا حال بجز خداوندِ عالم کے اور کوئی نہین جان سکتا ہان اسقدر ممکن ہر کہ بسبب بعض گستاخی یا نافرمانی کے حضرت نے تادیباً انہین طلاق دینے کو کہا ہو اور جب وہ تنبیہ ہوگئین اور معذرت کی حضرت نے اُن کی خطا کو معاف کیا یا اُن کے اعتقاد کا امتحان منظور ہو بہرحال اِس صورت مین کوئی اعتراض کا مقام نہین ہے -

قولہ صہ ۱۴۸ سوم عائشہ کا حال -

اقول اس بیان مین بھی مخاطب نے مثل اپنے نامہ اعمال کے متعدد صفحہ سیاہ کیے ہین اور مضحکہ اور یاوہ گوئی سے کئی ورقون کو بھردیا ہر اور جنمین دو امور کے سوائے اور کوئی مضمون لائقِ جواب نہین -

اوّل یہہ کہ آنحضرت کی خواستگاری پر حضرت ابوبکر کو کئی خلشے ہوے چنانچہ مخاطب کہتا ہر کہ "جب حضرت نے ابوبکر سے عائشہ کی خواستگاری کی تو اُنھون نے عرض کی کہ انہا صغیرۃ یعنے وہ تو بہت چھوٹی ہر"

اقول صغیرۃ کا ترجمہ (بہت چھوٹی ہر) کرنا مخاطب کی دروغگوئیون سے ہر

یا ایجاد خاص ہی ورنہ صغیرہ چھوٹی کو کہتے ہین چونکہ اُسوقت حضرت عائشہ کا سن سات برس کا تھا اس لئے شاید حضرتِ ابوبکر نے یہہ عذر کیا ہو مگر حضرت کو اُسوقت فقط نکاح منظور تھا جیساکہ وقوع مین آیا اور کم سنی مین فقط نکاح کرنا نہ شرعاً وعرفاً قبیح ہی نہ اُس ملک کے رسم و رواج کے خلاف۔ اور جو مخاطب نے مولوی سید امیر علیصاحب کے اِس قول پر کہ "وہ ان کے والد کو ہمیشہ سے یہہ آرزو تھی کہ اپنی دختر کو آپ کے عقد مین دیکر رشتۂ محبّت کو مضبوط کرین" اعتراض کیا ہی اور اُسکے خلاف مین یہہ عذر ابوبکر کا پیش کیا ہے بالکل بیجا ہے کیونکہ مذکورہ آرزو اپنے دلمین رکھنے مین اور اِس عذر مین کوئی تخالف نہین ہے ممکن ہے کہ حضرتِ ابوبکر کو منظور رہو کہ بعدِ بلوغ جس کی اقلِ مدت عورت کے لئے (باتفاقِ علماےِ اسلام) نو برس ہے شادی کردین اِس لئے پہلے کم سنی کا عذر کیا اور اور جب حضرت نے محض اس خیال سے کہ نکاح ہوجانے مین ایک نوع کی قرابت ہوجائیگی جو سبب ابوبکر کی زیادتیِ محبّت اور اطاعت کا ہوگا فقط نکاح کی درخواست کی تو اُنھون نے قبول کرلیا۔ چنانچہ جان ڈیون پورٹ کہتے ہین کہ "وہ حضرتِ خدیجہ کی وفات کے دو مہینے بعد آنحضرت نے بی بی سودہ سے نکاح کیا یہہ بیوہ تھین اور اُسی وقت حضرتِ عایشہ سے بھی شادی کی اس نکاح سے آپ کی بڑی غرض یہہ تھی کہ میری اور ابوبکر کی دوستی اور بھی مستحکم ہوجاے" ملخصاً دیکھو تائید الحمد ص ۳۲۔

قولہ ص ۴۸ دوسرا عذر۔ چونکہ شرفا اپنی زبان کا پاس کرتے ہین جسکو بہن کہتے ہین اُس کے ساتھ بہن کا برتاؤ کرتے ہین۔ اِس طرح ابوبکر نے حضرت

سے کہا کہ عائشہ آپ کی بھتیجی لگتی ہو آپ پر حرام ہے ۔

اقول عذر نہین کیا بلکہ حضرت ابوبکر کے دل مین یہہ خدشہ پیدا ہوا ۔ چنانچہ روضۃ الاحباب وقایع سال دہم بیان کیفیت نکاح عایشہ مین مذکور ہی "ابوبکر را دغدغہ بخاطر آمد کہ من با پیغمبر عقد اخوت بستہ ام آیا دختر برادر توان خواست خولہ نزد آن سرور آمد وصورت دغدغہ صدیق را بعرض آنسرور رسانید ۔ فرمود باز گرد و با وے بگو کہ میان من وتو اخوت اسلامی ست نہ نسبی و رضاعی کہ موجب حرمت نکاح دختر تو باشد " الخ

پس جب حضرت نے جواب باصواب دیا تو معلوم ہوا کہ یہہ شبہہ بیجا ہی ۔ اور مخاطب نے جو کہا کہ "شرفا جس کو بہن کہتے ہین اُس کے ساتھہ بہن کا برتاو کرتے ہین " محض فریب دہی عوام ہی جو کئی وجوہ سے باطل ہی ۔

اول یہہ کہ حضرت نے عایشہ کو کبھی بہن نہین کہا تھا جو یہہ مہمل اعتراض واقع ہو مگر مخاطب کی افترا پردازی کا کہان ٹھکانا ہی ۔ اور کسی شخص کو کسی نے بھائی کہا ہو تو اُس شخص کی بیٹی اس پر کسی مذہب مین حرام نہین ہوتی ۔

دوسرے یہہ کہ ہندوستان مین اور دوسرے ملکون مین عام دستور ہے کہ چچا ماموں اور پھپی خالا کی بیٹیون کو بہن کہتے ہین اور پھر اُن سے شادی کرتے ہین ۔ اور کسی مذہب کے رو سے یہہ شادی کرنا نہ حرام ہو جاتا ہی اور نہ شرافت کے خلاف ہی ۔ **تیسرے** یہہ کہ مسلمان سب آپس مین بھائی ہین پس اُخوت اسلامی کے سبب کیا ایک کی دختر دوسرے پر حرام ہو جائے گی ۔ ہرگز نہین ۔

چوتھے یہہ کہ حضرت ابراہیم نے اپنی زوجہ سارہ کو بہن کہا تھا دیکھو

توریت کتاب پیدایش باب ۱۲ آیت ۱۳ و ۱۹ پھر کیون حضرت ابراہیم نے اُن سے علاقۂ زوجیت باقی رکھا کیا مخاطب کے نزدیک حضرت ابراہیم شرفا مین داخل نہ تھے کیا آپ نے بدانست مخاطب فعل حرام کیا۔ معاذ اللہ۔ سچ ہے بسبب باطل کوشی کے آدمی کو اپنے دین و ایمان کا بھی خیال نہین رہتا جاہلانہ جو منھ مین آتا ہے کہہ جاتا ہے۔

قولہ ص ۴۹ تیسرا عذر وعدے کی وفا یہہ بڑا عذر تھا مگر حضرت کی نگاہ مین ہیچ تھا چنانچہ "در خاطر صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی عائشہ را برائے پسر خود خطبہ نمودہ بود و ابوبکر قبول کردہ و باوے وعدہ درمیان داشت" روضۃ الاحباب ص ۱۵۱

اقول نہایت افسوس ہے کہ مخاطب محض تضلیل عوام اور دنیا طلبی کے لئے اس قدر فریب دہی کا مرتکب ہوا ہے جس کی انتہا نہین۔ اوّل تو محض خدشات کو عذر کہتا ہے۔ ثانیاً اپنے مطلب کے موافق آدھی روایت تو نقل کی اور آدھی روایت کو جس سے یہہ خدشہ بالکل رفع ہو جاتا ہے تخدیعاً چھوڑ دیا۔

روضۃ الاحباب ذکر نکاح عائشہ مین مذکور ہے "باز در خاطر صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی عائشہ را برائے پسر خود خطبہ نمودہ بود و ابوبکر قبول کردہ و باوے وعدہ درمیان داشت و ہرگز خلف وعدہ نکردہ بود بدان سبب خولہ را گفت تو ہمین جا باش و خود بخانۂ مطعم رفت زن مطعم چون ابوبکر را از دور دید گفت اے ابوبکر امید آن داری کہ پسر ما را از دین ما برگردانی و مسلمان سازی و دختر خود بوے دہی این ہم نخواہد رسید ابوبکر از مطعم پرسید کہ

توھم چنین می گوئی ۔ گفت آری ۔ صدیق غنیمت دانستہ از آنجا بخانۂ خویش باز گشت وخولہ را گفت پیغمبر را بگوی تا تشریف فرماید“ الخ ۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جب خود مطعم اور اُسکی زوجہ نے اپنے بیٹے کی نسبت توڑ دالی ۔ اُسوقت ابوبکر نے عائشہ کا نکاح آنحضرت سے کر دیا مگر مخاطب نے از راہِ فریب اِس بیان کو اُڑا ہی دیا اور اتنا نہ سمجھا کہ آخر جب کوئی تحقیق کریگا اور اصل روایت دیکھے گا تو اُس کی فریب دہی اور تدلیس بالکل ظاہر ہو جائیگی ۔ مگر سچ ہے جب آدمی کو حیا اور دین کا بالکل خیال نہین رہتا تو پھر اُسکو پروا کسی چیز کی نہین رہتی ۔ اذالم تستحی فاصنع ماشئت ۔

دوسرا امر ۔ اب مخاطب اپنی دانست مین ایک بڑا اعتراض حضرت پر بسبب کم سنیِ حضرت عائشہ کر کے اپنے مضحکہ اور یاوہ گوئی کو انتہا کو پہونچاتا ہے چنانچہ کہتا ہے ۔

قولہ صفحہ ۵ مگر ۵۳ برس کے بڈہے کا ۹ برس کی لونڈیا بیاہنا کوئی عام مسلمان بھی جائز نہ رکھے گا ۔

(اور پھر کہتا ہے) یہان اصل اعتراض شادی کرنے پر نہین بلکہ صحبت کرنے پر ہے ۔ قرآن مین سنِ بلوغ کا بھی جس مین نکاح کرنا چاہئے ذکر ہے سورۂ نساء جلالین مین اِس کی تفسیر مین سنِ بلوغ موافقِ امامِ شافعی کے ۱۵ برس ہے ۔ بیضاوی نے بھی ۱۵ برس کو ایک حدیث کی بنا پر سنِ بلوغ تجویز کیا ہے ۔ مگر امامِ ابوحنیفہ ۱۸ برس کو سنِ بلوغ تجویز فرماتے ہین ۔

اقول کئی وجوہ سے باطل اور منقوض ہے **اول** یہہ کہ ہر چند بعض روایت مین بتصریح وارد ہوئی ہے کہ زفافِ حضرت عائشہ کا اُن کے نو برس کے سن مین

واقع ہوا ہے مگر حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ سن تھا۔ کیونکہ نکاح اُنکا مکہ معظمہ مین سال دھم بعثت مین واقع ہوا ہے دیکھو مدارج النبوۃ وقایع سالِ دہم اور اسوقت اُنکا سن (۷) برس کا تھا چنانچہ خود مخاطب نے اپنی کتاب کے صفحہ (۵۴) مین لکھا ہے ''وہ نکاح کے وقت عائشہ کی عمرے سال کی تھی ابھی تو فتنہ مین کچھ دن مین قیامت ہون گی'' اور تیرھوین سالِ بعثت مین حضرت نے ہجرت فرمائی۔ اور سالِ دوم ہجری مین انکا زفاف واقع ہوا دیکھو مدارج النبوہ ص ۵۹۸ حالاتِ حضرتِ عائشہ پس اس حساب سے گیارہ برس کی عمر ہوتی ہے۔ نہ نو برس کی۔ اور حضرت کا سن ہرچند ۵۳ برس کا تھا مگر اِس سن مین جسطرح جملہ اہلِ عرب بلکہ تمام گرم ملکون والے علی العموم جوان ہوتے ہین حضرت بھی جوان تھے۔ پس اِس عمر مین حضرتِ عائشہ سے آپ کا نکاح کرنا کوئی تعجب کی بات نہین ہان نہایت تعجب خیز امر تو یہہ ہے کہ حضرتِ داؤد جس زمانہ مین بہت بڈھے اور کہن سال تھے ایک نہایت خوبصورت اور جوان عورت سے محض اپنی بغل گرم کرنے کے لئے نکاح کیا مگر صحبت نکرسکے۔ دیکھو سلاطین کی پہلی کتاب باب آیت ا تا ہم اگر مخاطب اپنے پیغمبر داؤد کی اس حرکت پر مضحکہ کرے تو سزاوار بھی ہے مگر ہمارے حضرت کے نکاح پر کسیطرح نکتہ چینی نہین کرسکتا۔

دوسرے یہہ کہ ہم نے تسلیم کیا کہ بوقتِ زفاف حضرتِ عائشہ کی عمر نو برس کی تھی مگر نو برس کی عورت سے زفاف کرنا نہ عرفاً و رواجاً ممنوع ہے اور نہ شرعاً۔

لکن اول پس اس لئے کہ عرب کی لڑکیان بعض نو برس کی عمر مین جوان ہوجاتی ہین

ہین چنانچہ ملکِ عرب مین جو رہا ہے اور وہان کی حالات سے واقف ہی اُس پر یہہ
بات صاف ظاہر ہے ہین اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک بڑے محقق عیسائی کی شہادت
پیش کرتا ہون۔ مونصاحب جغرافیۂ مدنی کی رو سے لکھتے ہین کہ "وہ گرم ملکون مین۔
عورتین آٹھہ یا نو یا دس برس کی عمر مین شادی کے لایق ہوجاتی ہین" دیکھو تائید الحجہ
ص ۱۲۹ اور جان ڈیون پورٹ صاحب بھی اسی قول سے متفق ہین۔

اور دوسرا امر یعنے شرع کی مطابقت پس اولاً ظاہر ہی کہ خودِ آنحضرت شارع
ہین آپ ہی کے فعل اور قول سے فقہاے اسلام استنباطِ مسائل کرتے
ہین اور آپ ہی کے سب تابع ہین۔ نہ کہ آپ کسی فقیہہ کے تابع ہون۔ نہایت
تعجب کا مقام ہی کہ آنحضرت کے مقابلہ مین امام شافعی یا ابوحنیفہ کا قول پیش کیا جاتا ہی
شاید مخاطب یہہ سمجھا ہی کہ آنحضرت بھی شافعی صاحب یا ابوحنیفہ صاحب کے مقلد
ہین افسوس ہی ایسی فہم پر۔

اور ثانیاً جو مخاطب نے کہا ہی کہ "وہ قرآن مین بھی سنِ بلوغ کا ذکر ہی" پس محض
بے فہمی یا جھوٹ اور عام فریبی ہی۔ کیونکہ خدا تعالی نے فرمایا ہی "وابتلوا
الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح" سورۂ نساء یعنے آزماؤ یتیمونکو یہانتک کہ جب
پہونچین نکاح کو۔ اِس آیۂ شریفہ مین لفظ بلوغ کا اشارہ فرمایا ہی سنِ بلوغ کا
ذکر نہین ہے مگر مخاطب کی دروغ گوئی کا کہان ٹھکانا ہی اور جو مخاطب نے ۱۵
برس یا ۱۸ برس کا ذکر سنِ بلوغ کے لئے باختلافِ علما بیان کیا ہی اُس مین بھی
محض تدلیس اور فریب دہیِ عوام ہی یا جہل اور سوءِ فہمی اور عدمِ وقفیت کا سبب
ہی کیونکہ وہ اقوال جو مخاطب نے ذکر کئے ہین قطعاً اکثر مدتِ بلوغ کے ہین اور

اقلِ مدتِ بلوغ عورت کے لئے باتفاقِ جمیعِ علماے اہل اسلام نوبرس ہی کسی عالم نے اس مین اختلاف نہین کیا یعنے کسی نے یہہ نہین کہا ہی کہ اقلِ مدتِ بلوغ نوبرس سے زیادہ ہی ہان بعض نے نوبرس سے بھی کم کو اقلِ مدتِ بلوغ قرار دیا ہی اور وہ ضعیف ہی۔ چنانچہ جامع الرموز کے صـ۳۶ بیانِ حیض مین مذکور ہی ''والبالغة مابلغت سنًّا لو اقرت ببلوغها فیه صدقت وهو تسع سنین علی الاصح'' یعنے بالغہ وہ عورت ہی جو ایسے سن کو پہونچے جس مین اُس کے بلوغ کا اقرار مان لیا جاے اور وہ نوبرس ہین بمذہبِ اصح۔

اور ایضاً جامع الرموز کے صـ۵۸۸ ذکرِ سنِ بلوغ مین مسطور ہی ''وادنی مدتہ لها ای للجاریة تسع من سنین'' یعنے کم سے کم مدتِ بلوغ عورت کے لئے نوبرس ہین۔

اور شرحِ وقایہ کے باب الحیض مین مذکور ہے ''امراة بالغة ای بنت تسع سنین'' زنِ بالغہ یعنے نوبرس کی عورت اور اسی کتاب کے فصلِ بلوغ مین ہے صـ۳۱۷ ''وادنی مدتہ له اثنا عشرة سنة ولها تسع سنین'' یعنے اقلّ مدّتِ بلوغ مرد کے لئے بارہ برس ہین اور عورت کے لئے نوبرس اسیطرح تمام کتبِ فقہیہ اور کتبِ احادیث وتفاسیر مین مرقوم ہے پس یہان مخاطب کی فریب دہی پر غور کرنا چاہئے کہ کسطرح امرِ حق کو پوشیدہ کر دیا ہے اور محض تلبیساً اکثر مدتِ بلوغ کا تو ذکر کیا اور اقلِ مدّت کو ترک کر دیا۔ کیا ایسے ہی فریب اور دروغ بیانی پر اپنی کتاب کے ممتنع الجواب ہونے کا دعوی کرتا ہی اور انا ولاغیری کا دم بھرتا ہی۔ افسوس ہزار افسوس۔

بہرحال بتصریح فقہا سے بھی اظہر من الشمس ہر کہ نو برس کی عمر مین عورت بالغ اور جوان ہو سکتی ہی جس عمر مین شادی کرنا ہرگز قابل تعریض نہین ہے۔

قولہ صہ ۵۲ عائشہ رضؓ پر الزام زنا۔ سورۂ نور مین وارد ہوا ہی وہ جو لوگ لائے ہین یہہ بہتان تمھین مین ایک جماعت ہین یعنے سلمان خلفاء راشدین کے رشتہ دار حضرت کے صحابیون مین طبقہ اولی والے تفسیر حسینی والا اُنمین سے پانچ کے نام بتاتا ہی وو عبداللہ بن ابی کہ پیشوائے منافقان است زیدؓ بن رفاعہ حسانؓ ابن ثابت شاعر مسطحؓ بن اثاثہ پسر خالۂ ابوبکر صدیق رضؓ حمنہ بنت جحش خواہر ام المومنین زینب کے قصہ اس کا حسینی و مدارج مین یون لکھا ہی کہ غزوۂ مریسیع مین عائشہ حضرت کے ساتھ تھین جب غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے۔ ایک منزل پر عائشہ قضاے حاجت کے لئے گئین لوٹین تو معلوم ہوا کہ ایک ہار اُنکا گم ہوگیا پس وہ اُس کے ڈہونڈنے کو پھرین اِس اثنا مین لشکر حضرت کا کوچ کرگیا عائشہ کے ہودج کو لوگون نے شتر پر رکھا اُنکو یہہ خیال تھا عائشہ اس مین بیٹھین ہین مگر عائشہ بالکل تنہا رہگئین لہذا اُس منزل پر رات بسر کی دوسرے روز ایک سپاہی لشکری نوجوان صفوان بن معطل کے ہمراہ لشکر محمد صاحب مین پہونچین

اقول۔ مدارج النبوہ و تفسیر حسینی مین صفوان بن معطل کے وصف مین نوجوان کی لفظ نہین ہے۔ یہہ مخاطب کی تحریف ہے۔ بہرحال جب خدا تعالی پر اور اُس کے پیغمبرون پر لوگ جھوٹے اتہام کرنے سے باز نہ آئے تو حضرت عائشہ بیچاری کس حساب مین ہین۔ قیل ان الالہ ذوولد ÷ قیل ان الرسول قد کہنا ÷ مانجی اللہ والرسول معا من لسان الوری فکیف انا ÷ کم فہم لوگ خدا کو صاحب اولاد کہتے ہین مروجہ توریت مین خدا کی طرف بشریت کے افعال منسوب کئے گئے ہین خدا اور یعقوب سے کشتی لڑوائی

ہی خداے تعالی کو دو فاحشہ عورتون کا شوہر ٹھہرایا ہے۔ داؤد اور لوط پیغمبرونکو زانی بنایا ہے بے عقل لوگ حضرتِ مریم کو خدا کی جورو کہتے ہین گروہ یہود حضرتِ مریم پر زنا کا الزام لگاتے ہین مخالفینِ اسلام حضرتِ محمد مصطفےٰ صلعم کو ساحر وگنہگار ٹھہراتے ہین۔ اگر بعض منافقین اور اُن کی پیروی سے بعض مستضعف مسلمان بھی حضرتِ عائشہ پر تہمت زنا کی کرین تو کچھہ عجب نہین ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جب حضرتِ عائشہ اپنے گم شدہ ہار کی تلاش مین لشکر سے چھوٹ گئین اور صفوان بن معطل نے جو ہمیشہ لشکر کے پیچھے حضرت کے حکم سے رہتا تھا اُنھین اپنے اونٹ پر سوار کرا کر لشکر مین پہنچا دیا تو اُسوقت عبد اللہ بن اُبی کو جو ایک بڑا منافق اور ہمیشہ اہل اسلام اور آنحضرت کی عداوت مین رہتا تھا ایک اچھا حیلہ ملا۔ جس سے اُس نے حضرتِ عائشہ کو زنا سے متہم کر دیا اور چونکہ وہ صاحبِ دولت اور ایک سربرآوردہ آدمی تھا اس لئے اُس کی اتباع کرکے چند بے عقل مسلمان بھی بہک گئے اور اُس کی ترغیب سے اتہام مین اُس کے ساتھہ شریک ہوگئے مگر ہرگز کسی طرح کا ثبوت نہ پہونچا سکے بالآخر متہمین نے اپنے کردار کی سزا پائی اب مخاطب بھی اِس اتہام مین عبد اللہ بن ابی کی شرکت دینا چاہتا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

قولہ ص ۵۳ رات بھر عائشہ کا گم رہنا اور ایک نوجوان کے ساتھہ لشکر کے عقب مین پہونچنا اور قضاے حاجت اور گم شدگی عقد کی وجہ سے لشکر سے چھٹ جانا اور کسی کو خبر نہونا اور پھر لوگون کا خالی اور پر ہودجین تمیز نکرنا حضرت کی کبر سنی اور جورو کا بارہ برس کی عمر کا ہونا یہہ سب ایسے قرینے تھے کہ لوگون کو یہہ خیال کرنا پڑا کہ عائشہ صفوان بن معطل کے ساتھہ مرتکبِ زنا ہوئی۔

اقول جتنی باتین مخاطب نے بیان کی ہین اسمین سے کوئی بات ایسی نہین جس سے زناکا ثبوت ہوسکے۔ مین منصفین اور اہلِ دانش و فہم سے پوچھتا ہون اگر اسوقت کوئی آپ کے آگے ایسا مقدمہ پیش کرے یعنے ایک عورت صالحہ محصنہ رات کو حسبِ اتفاق ایک لشکر سے چھوٹ کر جنگل مین رہجاے اور صبح کو ایک سپاہی کے ہمراہ جو وہ بھی مرد نیک فاضل و عابد ہو (مدارج النبوہ صفحہ ۲۲۱) لشکر مین پہنچے اور عورت جوان بھی ہو اور اُس کا شوہر ایک مردِ بزرگ سن رسیدہ ہو۔ اور اس عورت کی پاکدامنی اور نیک روی سے سب لوگ واقف ہون۔ پھر چند آدمی اُس عورت پر زنا کی تہمت لگائین اور کوئی ثبوت نہ پیش کرین تو آپ لوگ کیا اُس عورت پر امرِ متہم کو ثابت ٹھراکر قابلِ سزا جانین گے یا اُن اتہام کرنیوالون کو بارتکاب جرمِ ازالہ حیثیتِ عرفی و توہین کے سزا دین گے۔ مین یقین کرتا ہون کہ کوئی عاقل اور منصف بجز اس کے کہ اُن متہمین کو اس نالایق فعل یعنے جھوٹے الزام کی لایق سزا دے اور کوئی فیصلہ نکریگا۔ اور بفرضِ محال اگر کوئی اس کے خلاف مین فیصلہ کرے تو جتنی عیسائی عورتین دنیا مین ہین اور وہ اپنی ملک و مذہب کے رسم ورواج کے موافق غیر مردون کے ساتھ اکثر تنہا رہ سکتی ہین اور رہتی ہین سب زنا کے الزام مین گرفتار ہوجائین اور بفقط غیر مرد کے ساتھ تنہا رہنے کو وجہ ثبوت زنا کے لئے ٹھراکر حاکم اُسے سزا دیدیگا پس اگر ایسا ہو تو تمام دنیا عیسائی محصنہ عورتون سے خالی ہوجائیگی۔ مگر کوئی منصف اور ذیعقل انسان اس فیصلہ کو کہ وہ عین ظلم ہے ہرگز جایز نہ رکھیگا۔ پھر کیون مخاطبِ متعصب ناحق کو بک بک کرتا ہی اور مقبولانِ بارگاہِ ازلی کی نسبت مضحکہ کرکے اپنی عاقبت کو برباد دیتا ہی۔ اور یہہ امر بھی قابل

لحاظ ہو کہ درحقیقت صفوان بن معطل عنین تھا چنانچہ مدارج النبوہ صفحہ ۲۲۴ مین مرقوم
ہے وہ قسطلانی شارح بخاری میگوید کہ بہ تحقیق روایت کردہ شدہ است کہ وے
حصور بود وآلت کارگر نداشت مگر مثل ریشہ،، اسی لئے خود صفوان نے کہا ہے
کہ مین نے کسی عورت سے مقاربت نہین کی ہے۔ مدارج صفحہ ۲۲۴ مین مسطور
ہے وہ صفوان بن معطل میگفت سبحان اللہ سوگند بخدائے کہ ذات مین در دست اوست
برنداشتہ ام کردہ ہیچ زنی را یعنے جماع نکردہ ام با ہیچ زنی،،

قولہ صفحہ ۵۴ مسلمانون کی ایک جماعت کا عائشہ کی نسبت اسطرح کا خیال ہونا
تمام قرینے اِس قسم کے تھے کہ خود حضرت بھی اپنی پیاری بیوی سے بدظن ہوئے
اور کامل ایک ماہ تک بول چال بند کرکے فکرِ طلاقِ عائشہ مین رہے۔

اقول قابلِ نظر ہے کئی وجوہ سے **اول** یہہ کہ مسلمانون کی ایک جماعت سے
مراد غیرِ منافقین ہین تو وہ تین یا چار ہی شخص تھے جنکا ذکر پہلے ہو چکا۔ اور باقی منافقین
اور قرآن شریف مین جو عصبۃ منکم وارد ہوا ہے ہر چند عصبہ کے معنی بتصریح صاحب
مدارج ایسے گروہ کے ہین جس مین دس یا دس سے زیادہ آدمی ہون۔ مگر منکم سے
مراد کل پکے مسلمان نہین ہین۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہین جو بظاہر اسلام مین داخل تھے
جنمین مسلمان اور منافقین دونون شریک ہین۔ چونکہ منافقین مسلمانون کے ساتھ
رہتے تھے اور بظاہر تمام احکام مین شریک اسلئے خداوندِ عالم نے سب کو ملا کر
منکم ارشاد فرمایا اس طرح سے اور مقامات پر بھی قرآن مین وارد ہوا ہے جسکو
قرآن شریف پڑھنے والے اور تفسیر جاننے والے جانتے ہین۔ پس لفظ عصبۃ منکم
سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ تہمت کرنے والے مسلمان تین یا چار سے زیادہ تھے

ان

ہان منافقین البتہ زیادہ تھے چنانچہ مدارج النبوہ صفحہ ۲۱۹ مین مسطور ہے کہ "وے بناگاہ گذر ایشان (یعنے گذر عائشہ بہمراہی صفوان) بمنزل گاہ اہل نفاق افتاد کہ عبداللہ بن ابی منافق و موافقان و توابعان او در آنجا نزول کردہ بودند پس درازکردند اہل افک زبان را" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائً اہل افک یہی منافق تھے اور چند مستضعف یا کم فہم مسلمانون نے بھی اِن کی متابعت کی۔ اور امامیہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تہمت کرنے والے منافق ہی تھے۔

حیات القلوب صفحہ ۳۹۵ مین اس قصہ کے بیان مین مذکور ہے "وے پس عبداللہ بن ابی وگروہے از منافقان گمانہاے ناسزا بردند" اور منافقین کی متابعت کرکے چند مسلمان بھی اس افک مین شریک ہوے ہون تو کچھہ عجب نہین۔ اس لئے کہ تمام مسلمان معصوم نہ تھے اور ہر غیر معصوم سے لغزشین ہو جاتی ہین۔ شیطان ہر آدمی کے لئے عدو مبین ہے اور ہمیشہ تاک مین رہتا ہے ذراسی غفلت مین گمراہ کر دیتا ہے علاوہ اسپر حُب دنیا اور طمع مال بہت بُری شئی ہے ممکن ہے کہ عبداللہ بن اُبی منافق نے کہ صاحب دولت کثیر تھا۔ آنحضرت کی عداوت سے چند دنیا طلب مسلمانون کو طمع دلاکر بہکا دیا ہو۔

دوسرے یہہ کہ مخاطب نے جو کہا ہے کہ "وہ حضرت بھی بدظن ہوئے" وہ غلط ہے کیونکہ کوئی وجہ ظاہر ایسی نہین ہے جس سے ثابت ہو کہ حضرت نے ظن بد کیا تھا اور حضرت کی کم التفاتی جو چند روز تک عائشہ کی نسبت مین رہی اُسکی دلیل گردانی جائے تو غیر مسلّم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت نے اس واسطے کم التفاتی کی ہو کہ۔ عائشہ کیون ایک گمشدہ ہار کے لئے اپنا اونٹ چھوڑکر چلی گیئن اور کیون عقل سے کام نہ لیا جس سے منافقین کو اتہام کا موقع نہ ملتا۔ اور نیز ہو سکتا ہے کہ حضرت کی چند روزہ

کم التفاتی اس لئے ہو کہ تا عائشہ اپنی برائت یا اور لوگ جو عائشہ کے حال سے واقف تھے
عائشہ کی برائت با دلیل ظاہر کرین جس سے تہمین کی زبانین بند ہون۔

قولہ ص ۵۴ حضرت علی نے ضمناً حضرت کو یہی صلاح دی کہ آپ عائشہ کو طلاق
دیجئے اور اُس کی جگہہ اور نکاح کیجئے (ایضاً قولہ) علی نے سکوتِ سخن شناس کیا

اقول محض مکر اور عام فریبی ہو کہ مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کے آدہی روایت بیان
کی اور آدہی کو چھوڑ دیا۔ فی الحقیقت حضرت علی نے نہ محض طلاق کی مشورت دی نہ
سکوت کیا۔ ہم اِس مقام پر ایک صیحح روایت سنی کی اور ایک معتبر روایت شیعہ
کی نقل کرتے ہین جس سے دروغ بیانی و فریبِ مخاطب ظاہر ہو۔

مدارج النبوہ ص ۲۲۰ مین شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین وو علی گفت یا رسول اللہ
تنگ نہ ساختہ است خدا تعالی بر تو زنان را غیرِ عائشہ بسیار اند و بپرس جاریہ یعنے
بریرہ را کہ خدمتِ عائشہ رامیکرد تا راست بگوید یعنے احوالِ عائشہ را پس طلبید
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ را و فرمود اے بریرہ آیا دیدۂ تو از عائشہ چیزی
کہ در شک انداز د ترا۔ گفت بریرہ کہ سوگند بآن خدائی کہ فرستادہ است ترا بحق ندیدم
بر عائشہ امری را زیادہ از آن کہ وے دختری ست خرد سال" اور حیات القلوب
ص ۳۹۶ مین علامہ مجلسی لکھتے ہین کہ حضرتِ امیر نے بعدِ کلام اول کے کہا وو
واگر خواہی احوالِ او را از کنیز او معلوم کن چون حضرت کنیزِ او را طلبید او شہادت
بر برائتِ او داد"

دونون عبارتون کا حاصل ایک ہو۔ عقلا سمجھہ سکتے ہین کہ اِس جواب مین حضرتِ
امیر کی محض رائے طلاق نہین ہے ظاہر ہے کہ جب آپ نے دیکھا کہ آنحضرت اِس

مقدمہ مین متفکر ہین تو جواب کہ مقتضاے شریعت تھی وہ عرض کی یعنے کہا کہ فکر کا کوئی مقام نہین اگر آپ چاہین تو بغیر تحقیق ان کے عوض مین دوسرا نکاح کر سکتے ہین۔ اور اگر تحقیق منظور ہو تو عائشہ کا حال اُن کی کنیز سے پوچھئے۔ اگر حضرت علی فقط اتنا کہدیتے کہ عائشہ اِس تہمت سے بری ہین تو اس سے حضرت علی کا محض حسن ظن ثابت ہوتا۔ مگر متہمین کے نزدیک اِس قول سے حضرت عائشہ کی برائت ظاہر نہ ہوتی۔ اِس لئے آپ نے ایک ایسی معقول وجہ برائت پیش کی جس سے بالکل اطمینان دوست و دشمن ہو جاے۔ یعنے کنیز سے دریافت کرنے کو عرض کیا۔

یہہ امر قرین قیاس ہو کہ اکثر ملکہ ہمیشہ بی بیون کے حال سے اُنکی کنیزین پوری طرح واقف ہوتی ہین اور اُن کا رویہ جیسا ہو وہ کنیزون سے کسی طرح پوشیدہ نہین رہتا۔ اسیطرح حضرت امیر نے خیال فرمایا کہ چونکہ بریرہ عائشہ کی حالات سے واقف ہو اور وہ مسلمان بھی ہے اور آنحضرت کو پیغمبر جانتی ہے اِس لئے آپ کے روبرو ہرگز جھوٹ نہ کہیگی۔ پس جب بریرہ عائشہ کی اصل حالت یعنے پاکدامنی اور نیک روی جس سے وہ قطعاً متصف تھین بیان کر دیگی تو علاوہ آنحضرت کی فکر دفع ہونے کے منافقین کی زبان بھی بند ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بریرہ نے عائشہ کی پاکدامنی قسمیہ بیان کر دی۔ پس اِس سے صاف ظاہر ہو کہ جو مخاطب نے ص ۵۶ مین کہا ہو

"وہ حضرت علی۔ اس معاملہ کو ناگفتہ بہ سمجھکر طلاق کی صلاح دیرہے ہین اور الزام زنا کی تصدیق فرماتے ہین۔"

سراسر جھوٹ اور بالکل حضرت امیر پر افترا ہے۔ القصہ بلحاظ اس کے کہ کسی کو کوئی شک باقی نہ رہے اور متہمین کی دروغ گوئی سب پر ظاہر ہو اور آنحضرت

سے یہہ منقصت بالکل دفع ہوجائے خداوندِعالم نے کئی آیتیں حضرتِ عائشہ کی برائت مین اور متہمین کی مذمت مین نازل فرمائین۔

قولہ نقلِ کفر کفر نباشد خداکو بہی اطمینان اس کے بعد ہوا بقول چندین مدت خدائی کر دی جھٹ آسمان سے آیت نازل کی کہ عایشہ پاک ہے اور مسلمان جھوٹے۔

اقول عجب مہمل عبارت ہے جسکے معنی ندارد اگر مطلب یہہ ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت نے کہا ہے کہ "وہ خداکو اطمینان اس کے بعد ہوا" اور اس قول کو مخاطب نقل کرکے نقلِ کفر کفر نباشد کہتا ہے تو صریح کذب اور بہتان ہے۔ اور اگر خود اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے تو پھر نقلِ کفر کہنا بیجا۔ خود ہی تو کفر بکتا ہے نقل کس کی کرتا ہے۔ اور یہہ جو کہا ہے کہ "وہ مسلمان جھوٹے" تو فہم کا قصور ہے بلکہ منافقین جو بظاہر مسلمان کہلاتے ہین وہ جھوٹے ہین اور اُن کے پیرو۔ نہ کہ مسلمان۔ اور در پردہ یہہ جو طعن ہے کہ خدا نے کیون اتنے دنون کے بعد یہہ آیتین نازل فرمائین پہلے ہی کیون نہین عائشہ کی برائت ظاہر کر دی۔ تو اس کے جواب کئی وجوہ سے دئیے جاتے ہین۔

اول یہہ کہ خداے تعالی نے منافقین پر ختمِ حجت فرمائی کہ وہ ایسا نہ کہین کہ اگر کچھہ مدت ہمکو ملتی تو ہم وجہ ثبوت پیش کرتے۔ پس جب ایک مہینے تک وہ امرِ متہم کو ثابت نہ کر سکے اُسوقت اُن کی مذمت اور عائشہ کی برائت نازل کی گئی۔

دوسرے یہہ کہ آنحضرت نے اس مدت تک اِس مقدمہ کو کہ وہ آپ کے خانگی امور سے متعلق تھا فوراً خدا سے رجوع نکیا بلکہ بظاہر شرع اسکی تحقیقات فرماتے رہے اور جب موافق شرع حضرتِ عائشہ امرِ متہم سے بری ہوین تو خدا نے بھی اُس کی تصدیق فرمائی۔ **تیسرے** یہہ کہ منظورِ خداوندِعالم یہہ تھا کہ سب پر ظاہر کرے کہ آنحضرت

اپنے امورِ خانگی مین خصوصاً بمقامِ عرض و آبرو مین بھی تابعِ شریعت ہین کہ اول تحقیق بحسب شریعت ظاہر کرتے ہین اور پھر منتظر نزولِ وحی رہتے ہین۔ اِن وجوہ کے سوائے ممکن ہی کہ اور بھی مصلحتین خدائے تعالی کی اِس تانی و تاخیر مین ہون۔

قولہ ص ۵۸ اتمام کا ثبوت ایسا تھا اور وجوہ الزام کا بیان ایسا مسکت کہ ایک ماہ تک حضرت کے لب پر مہر لگی رہے اور علی نے سکوت کیا اور محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے مستدعی تھے۔ اِس سے بڑھکر ثبوت ہم آپکو کیا دین۔

اقول محض جہالت اور عناد ہی جو باعث ایسی یاوہ گوئی اور دروغ بیانی کا ہی۔ اے منصفو تمھین انصاف سے کہدو کہ ایک ماہ تک حضرت کے خاموش رہنے مین کیا اتہام کا ثبوت ہو سکتا ہی۔ کیا وہ مہمل شبہات جو پہلے مخاطب نے ذکر کئے ہین اِس الزام کو ثابت کر سکتے ہین۔ کیا اُن شبہات اور توہمات کو کوئی عاقل وجوہِ ثبوت کہہ سکتا ہی۔ ہرگز نہین۔ کوئی عاقل ایسا انصاف نہ کریگا اور کسی منصف کی عقل مین یہہ بات نہ آئیگی۔ اگر فقط شبہات اور توہمات سے ایسے امرِ عظیم کو کوئی ثابت سمجھے تو ایسے شخص کو کوئی منصف اور عاقل نہ کہیگا اور اُس سے زیادہ کوئی ظلم دنیا مین نہوگا۔ مگر مخاطب کو کون کہے جس شخص کو انصاف اور ایمان کا ذرہ بھر پاس نہو اُس سے ایسی باتین کچھ بعید نہین۔ اور جو مخاطب نے کہا ہی کہ وہ محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے مستدعی تھے" محض فریب ہی۔ کیونکہ آنحضرت مطلقاً توبہ کے مستدعی نہین ہوئے۔ بلکہ شرط لگائی کہ اگر تم سے کوئی خطا صادر ہوئی ہے تو خدا سے طلبِ آمرزش کرو۔ اور یہہ شرط خود دلالت کرتی ہے کہ حضرت کے نزدیک وہ گناہ ثابت نہ تھا۔ اور علاوہ اسپر اِس کلمہ مشروط سے پہلے حضرت نے جو

الفاظ فرماے ہین اُن سے صاف ظاہر ہی کہ حضرت کے نزدیک وہ الزام بالکل ثابت نہ تھا۔ مگر مخاطب نے فریبِ عوام کے لئے محض جھوٹ کا مرتکب ہوکر نہ شرطِ مذکور کا ذکر کیا نہ حضرت کے پورے کلام کی نقل کی۔ مدارج النبوہ صہ ۲۲۲ مین مرقوم ہی کہ حضرت نے فرمایا "اے عائشہ تیری طرف سے میرے پاس لوگون نے ایسی ایسی خبرین پہونچائی ہین پس اگر تو پاک اور بری ہی تو قریب ہی کہ خدا بھی تجھے پاک کرے اور پاکدامنی کی خبر دے اور اگر تجھسے یہہ گناہ سرزد ہوا ہی تو توبہ کر" انتہی ملخصاً پس یہہ کلام حضرت کا صاف دلالت کرتا ہی اِس امر پہ کہ حضرت کے نزدیک وہ الزام بالکل ثابت نہ تھا۔ اور جو کہا ہی کہ "علی نے سکوت کیا" پس محض بہتان ہے جسکا بیان پہلے ہوچکا۔

اور جو مخاطب نے حکیم نور الدین صاحب کی یہہ عبارت صہ ۵۲ مین نقل کی ہی کہ "عائشہ کا اتہام صرف اتہام ہی جس کا کوئی ثبوت نہین۔ اپنے گھر مین دیکھئے ایک کنواری کے رحم مین سے لڑکا پیدا ہوا۔ ایک متّہم ہوی اور اتہام لگانے والے وجوہ اتہام کے بیان سے عاجز آئے۔ اور دوسری متّہم ہوی اور کنوارے پن مین بقول عیسائیون کے لڑکا جن چکی پھر بدنامی سے بچ گئی اور روح القدس سے حاملہ کہلائی" فصل الخطاب صہ ۱۶۲

اور پھر جو اُس کے جواب مین حضرتِ مریم کی تنزیہ کے لئے صہ ۵۸ مین قرآن شریف کی آیتین پیش کی ہین وہ محض سوءفہمی ہی کیونکہ اہلِ اسلام حضرتِ مریم کو قطعاً پاک اور معصومہ جانتے ہین۔

حکیم نور الدین صاحب کا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہی کہ عیسائی اپنے مخالفین پر لغیے

یہود و مجوس اور بت پرستون پر حضرتِ مریم کی پاکیزگی اور عصمت کو کسی دلیلِ نقلی سے
ہرگز ثابت نہین کر سکتے ہان مسلمانون کی کتاب یعنے قرآن کا بدلیل معجزۂ فصاحت و
عدمِ امکانِ جواب و اخبارِ غیب وغیرہ کلام خدا ہونا یقینی ہر پس جو مطالب اسمین بیان
کئے گئے ہین وہ بھی یقینی ہین اور چونکہ حضرتِ مریم کی طہارت اور نزہت قرآن شریف
مین مذکور ہر لہذا ہمکو یقین ہر اور اپنے مخالفین کو بھی اُسی معجزہ قران وغیرہ سے ہم یقین
دلاتے ہین کہ حضرتِ مریم معصومہ اور طاہرہ تھین - لیکن جب تک کہ کوئی شخص اسلام
کا معتقد نہو تب تک حضرتِ مریم کی طہارت ثابت نہین کر سکتا - توریت و انجیل کے
ثبوت مین کوئی نشانی یا معجزہ نہین رکھا گیا علی الخصوص مروجہ بائبل ایسے غیر مہذب مضامین
پر مشتمل ہر جو کلامِ خدا یا نبی کے شایان نہین ہر علاوہ اور امور کے جو آیندہ بیان ہونگے
ایک مقام پر خدا کی (معاذ اللہ) دو فاحشہ جورؤنکا حال ایسے الفاظ مین لکھا ہر جس
کی نقل مین نہایت شرم آتی ہر - مگر واسطے عبرتِ ناظرین کے بطورِ خلاصہ اُسے نقل کرتا ہون

حزقی ایل نبی کہتے ہین کہ خدا کا کلام مجھے پہونچا اُس نے کہا کہ اے آدم زاد
دو عورتین تھین جو ایک ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوین اُنھون نے مصر مین زناکاری
کی وے اپنی جوانی مین یار باز ہوین وہان اُن کی چھاتیان ملی گئین اور وہان اُن کے
بکر کے پستان چھوئے گئے اُنمین کی بڑی کا نام اہولہ اور اُس کی بہن اہولبہ اور وے میرے
جورو ان ہوین اور اہولہ نے جن دنون مین وہ میری تھی چھنالا کرنے لگی اور اپنے یارون
پر یعنے اسوریون پر جو ہمسایہ تھے اور سب دلپسند جوان اور سوار تھے اور ارغوانی پوشاک
پہنے ہوئے تھے عاشق ہوئی اور اُن سب کے ساتھ چھنالا کیا اُسنے ہرگز اس زناکاری
کو جو مصر مین کی تھی نہ چھوڑا - اس لئے مین نے اُسے اُس کے یارون کے ہاتھ مین

کر دیا اُنھون نے اُسے تلوار سے مار ڈالا سو وہ عورتون کے درمیان انگشت نما ہوئی۔
اور اُس کی بہن اہولبہ نے یہہ سب کچھہ دیکھا پر وہ شہوت پرستی مین اُس سے بدتر
ہوئی اور اُس نے اپنی بہن کی زناکاری کی نسبت زیادہ زناکاری کی۔ تب جیسا میرا
جی اُس کی بہن سے ہٹ گیا تھا اُس سے بھی ہٹا تس پر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنون
کو یاد کر کے جب وہ مصر مین چھنالا کرتی تھی زناکاری پر زناکاری کی سو وہ پھر اپنے اُن
یارون پر مرنے لگی جن کا بدن گدہون کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑون کا سا انزال
تھا" الی آخرہ دیکھو کتاب حزقی ایل نبی باب ۲۳ اِس باب مین نہایت طولانی عبارت
مین یہہ قصہ لکھا ہوا ہے۔

بہرحال ذرا صاحبانِ فہم وحیا غور فرمائین کہ کیسے ناشایستہ الفاظ و مضامین سے یہہ
قصہ درج ہے اور کسطرح خداے پاک کو دو فاحشہ عورتون کا شوہر بنایا ہے پھر کس صراحت
کے ساتھہ اُن عورتون کی بدکاریون کو بیان کیا جس کو نقل کرتے ہوئے حیا دامنگیر
ہوتی ہے۔ طرہ اسپر یہہ ہے کہ اُسے خدا کی کتاب مانتے ہین اور اس کو مقدس کا لقب
دیتے ہین۔

اور بعض لوگ جو کہتے ہین کہ حزقی ایل پیغمبر نے دو قومون کو یعنے **سمرون و یروسلم**
کو خدا کی جورون سے استعارہ کر کے اُن کا حال بیان کیا ہے چنانچہ اسی کتاب کے
باب ۲۳ آیت ۴ مین مرقوم ہے کہ "وے اِن مین کی بڑی کا نام اہولہ اور اُس کی بہن اہولبہ
اور وے میری جوروان ہوین اور بیٹے اور بیٹیان جنین اُن کے یہہ نام اہولہ سمرون
اور اہولبہ یروسلم" **پس** اول تو جو کچھہ تفصیل اُن عورتون کے حال کی بیان
کی گئی ہے وہ کسی قوم یا ملک پر اصلا صادق نہین آتی جو کل استعارے صحیح ہوسکین اور

اور ثانیاً علی التنزل والتسلیم ایسے مضامین اور الفاظ ہرگز کلامِ الٰہی یا کلامِ نبی کے شایان نہین ہین پھر کیونکر وہ خدا یا پیغمبر سے منسوب ہو سکتے ہین۔

قولہ صد ۵۹ چہارم حفصہ کے حالات۔ ۰۰

اقول اِس بیان مین جو کچھہ امیر علیصاحب کی تحریر ہی یعنے وہ حفصہ کا شوہر غزوۂ بدر مین مارا گیا تھا اور آپ اپنے باپ کی طرح ایسی آتش مزاج تھین کہ اُن کے خواستگارون کو اُن سے عقد کرنے کی جراٗت نہوتی تھی اُن کے والد اُن کے اتنی مدت بیوہ رہنے سے عاجز آ گئے تھے اور پہلے حضرتِ ابوبکر بعد از آن عثمان کو پیامِ عقد بھیجا مگر دونون صاحبون نے نہ قبول کیا اُسوقت حضرت عمر کو ایسا طیش آیا کہ تمام مسلمانون کو باہمی جنگ و جدال کا اندیشہ ہوا جب یہہ نوبت پہونچی اُسوقت آنحضرت نے پدرِ حفصہ کے غیظ کو فرو کرنے کے لئے اِن سے عقد کیا؟؟ اِس کا اکثر مضمون کتبِ صحاح وغیرہ سے مستنبط ہی۔

اور مخاطب نے جو امیر علی صاحب کی تحریر کی بنا بر اپنی عادت کے موافق مضحکہ اور طعن کیا ہے لایقِ جواب نہین۔ حضرت نے جو حفصہ سے نکاح کیا تالیفِ قلب کے لئے تھا۔ جس کا خیال حضرت کو اکثر رہا کرتا تھا۔

قولہ صد ۶۱ اُمِ حبیبہ امِ سلمہ زینب ملقب بہ اُمِ المساکین (سید امیر علیصاحب کہتے ہین) اِن تین ازواج سے جو بیوائین تھین آپنے اسواسطے نکاح کیا کہ مشرکین کی عداوت سے اِن کا کوئی والی وارث نہ باقی رہا تھا اور اُن کے اعزا انکا تکفل نہ کر سکتے تھے؟؟ یہہ بالکل غلط ہی انمین ایک تو امِ حبیبہ ہی جو ابوسفیان کا بیٹی ہی جو بیسیون بیواؤن کو پال سکنے کی مقدرت رکھتا تھا۔ مگر نہین امِ حبیبہ حبش مین تھین حضرت

نے اُسکو حبش سے بلا کر عین اُسوقت جبکہ اُس کا باپ آپ سے جنگ کو رہا تھا اُس سے نکاح کیا۔ ایک غرض اُس سے شاید یہہ بھی تھی کہ ابوسفیان کو نیچا دکھلائین اور یہہ بھی امید ہوگی کہ اب وہ مجھے اپنا داماد سمجھکر دشمنی ترک کر دے۔

اقول ہرچند ابوسفیان کو مقدرت تھی مگر چونکہ ام حبیبہ مسلمان ہوگئی تھین اسلئے ابوسفیان اسلام کی عداوت سے ہرگز انکا متکفل نہین ہوسکتا تھا اور نہ ام حبیبہ اُس کے تکفل کو قبول کرسکتی تھین پس سید امیر علی صاحب کا قول نہایت درست ہے اور نیز وجہ قوی یہان یہہ تھی کہ حضرت کو خیال تھا کہ ابوسفیان جو ایک بڑا دشمن حضرت کا اور تمام مسلمانون کا ہے بسبب اس نکاح کے عداوت سے باز آے اور لڑائی سے دست بردار ہو جو طرفین کی جانون کی حفاظت کا سبب ہے۔ جس کا خود مخاطب معترف ہے۔ پس ایسی وجہ کو جو عقلا کے نزدیک نہایت ضروری اور عین مصلحت ہے تعریضاً بیان کرنا بجز عداوت یا سوء فہمی کے اور کسی چیز پر حمل نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۶۳ ششم۔ دوسری عورت اُم سلمہ کا بھی ایسا ہی حال ہے کہ وہ ہرگز بے والی وارث نہ تھین۔

اقول سید امیر علی صاحب کہتے ہین کہ ان کا کوئی والی وارث نہ تھا اور اگر کوئی ہو بھی تو اُنکی پرورش کا تکفل نکرتا تھا۔ اور مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ اُن کا والی وارث تھا۔ اب بار ثبوت مخاطب کے ذمہ ہے کیونکہ مخاطب مدعی اور مثبت ہے اور دو امرونکا ثبوت چاہیے ایک تو والی وارث ہونے کا دوسرے تکفل کرنے کا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ مخاطب سے یہہ ممکن نہین اسلئے کہ اگر کسی والی وارث کا پتا مخاطب کو ملتا تو مثل ابوسفیان کے یہان اُس کا بھی نام لکھدیتا۔ اور جب کسی والی وارث

اور تکفل کا ثبوت نہین ہو تو امیر علی صاحب ہی سچے ہین۔

قولہ صـ ۶۴ ہفتم۔ ام المساکین اس عورت کا حال اسقدر ہو کہ یہہ حضرت کے ساتھہ تین یا چار ماہ رہکر مرگئی اس کی نسبت مشہور ہو کہ اس نے اپنا نفس حضرت کو یون ہی فی سبیل اللہ بخشدیا تھا۔

اقول پھر تمہارا کیا اجارہ ہو جس سے برا لگتا ہو۔

قولہ صـ ۶۴ ہشتم زینب بنت جحش۔

اقول جاننا چاہیے کہ زینب بنت جحش کی حالات کے بیان مین مخاطب نے بہت طول دیا ہو اور آنحضرت کی نسبت جنکی ذات مقدس معائب سے بری تھی سخت نالایق الزام لگائے ہین اور دشنام دہی اور پوچ گوئی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ہم اس کے الزامات کے جواب قوی وجہون سے منصفین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرین گے انشاء اللہ تعالی۔

قولہ صـ ۶۴ شہوت ایک دیو ہو جب یہہ خبیث کسی کے سر چڑہتا ہو تو پھر حیا و ننگ و ناموس کیسا اس کی پاک زندگی پر بڑے بڑے دہبے لگا دیتا ہو جنپر دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق بنتا ہو۔ اس فصل مین ہم جو حالات آنحضرت کے لکھین گے وہ اس مقولہ کی ایک زندہ عبرت بخش نظیر ہین۔

اقول تعالی جنابہ عن ذالک علواً کبیرا۔ ہمین بے انتہا افسوس مخاطب کے حال پر آتا ہو اور نہایت حیرت ہوتی ہو کہ اس نے کیون اسقدر جناب رسالتماب صلعم کی عداوت مین کمر باندہی ہو اور کیون اتنی ناحق کوشی کرتا ہو۔ ہان سچ ہو دنیا بہت بری چیز ہو جب محبت زر و مال کی اور طمع جاہ و حشم کی اور حرص ملک و دولت کی آدمی کے

دلمین پیدا ہو جاتی ہی تو پھر اُسے نہ اپنی عاقبت کا کچھ خیال رہتا ہی اور نہ ایمان کا پاس
لذتہاے فانی اور خواہشہاے نفسانی کے استیعاب کی غرض سے ضلالت کے
پردے آنکھون پر پڑ جاتے ہین پھر اُسے حق و باطل کچھہ سوجھتا نہین۔ اسی دنیا و اہل دنیا
کی محبت مین لوگون نے بہت سے پیغمبرون کو شہید کر ڈالا ایک زن زانیہ کی خوشنودی
کے لئے یحیی پیغمبر کا سر کاٹا گیا زکریا مار ڈالے گئے جتنی برائیان جہان مین واقع
ہوئی ہین اکثر دنیا کی محبت مین واقع ہوئی ہین ہمارا مخاطب چند روزہ عیش زندگانی
اور ناپایدار دنیا کی حرص و ہوا مین اسقدر مغرور ہو گیا ہی کہ اُسے کچھہ بھی اندیشہ عاقبت
نرہا متاع قلیل فانی کے عوض مین دولت باقیہ دین کو بیچ ڈالا۔ اتنے بہتان تو کسی
کافر نے نہ کئے ہون گے جتنی باطل تہمتین مخاطب نے محض قساوت قلبی سے
آنحضرت کی شان اقدس مین کی ہین اور اُن تہمتون کا باطل ہونا اور ان الزامون کا
جھوٹا ہونا اسقدر ظاہر و باہر ہے کہ خود محققین عیسائی اس کے معترف ہین چنانچہ
جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب اپولوجی فار محمد کے دیباچہ کے شروع مین کہتے ہین
وہ اس کتاب کی تصنیف سے میری غرض یہہ ہی کہ آنحضرت کے وقایع عمری پر جو
جھوٹے الزامات اور بے انصافانہ بہتان ہوئے ہین انکو رفع کرون اور یہہ ثابت
کرون کہ آپ فی الحقیقت خلق اللہ کے بڑے مربی اور نفع رسان تھے۔ وہ
مصنف جنھون نے تعصب مذہبی کے سبب سے اس محی عبادت واحد مطلق کے
شہرہ پر داغ لگایا ہی اُنھون نے یہی نہین ظاہر کیا کہ ہم نامنصف اور اُس عدل سے
خالی ہین جس کی اتباع کے واسطے حضرت عیسی نے اسقدر شد و مد سے تاکید فرمائی
ہی بلکہ اُنھون نے اپنی راے مین بھی غلطی کی ہی" الخ دیکھو تائید المحمد مطبوعہ ۱۸۹۱ عیسوی

مطبع اسلامیہ پریس لاہور صـ ۱ اس عبارت سے چند فائدے حاصل ہوتے ہین
اوّل یہہ کہ آنحضرت پر آپ کے مخالفین نے جتنے بہتان کئے ہین سب بے انصافانہ
ہین اور جتنے الزام لگائے ہین سب جھوٹے ہین۔ دوسرے یہہ کہ آپ حقیقت مین
خلق اللہ کے بڑے مربّی اور نفع رسان تھے تیسرے یہہ کہ آپ کی ذات پر جنھون نے
اعتراض کیا ہی وہ سب متعصّب اور نامنصف ہین اور محض تعصب کی راہ سے اعتراض
کیا ہی چوتھے یہہ کہ آنحضرت پر اعتراض کرنے والے حضرتِ عیسی کی مخالفت کرتے
ہین پانچوین یہہ کہ اِن اعتراضون مین سب نے اپنی رائے مین غلطی کی ہی۔ پس بندہ
کہتا ہی کہ ان جھوٹے الزامات اور باطل بہتانات کی بہت سخت سزا بروزِ بازپرس
منتقمِ حقیقی تمام معترضین کو جن مین مخاطب بھی شریک ہی کیا نہ دیگا۔ وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون۔

اے مخاطب تم ہمارے حضرت پر طعن کرنے کے لئے لکھتے ہو کہ "شہوت ایک
دیو ہی جب یہہ کسیکے سر چڑہتا ہی تو وہ دنیا مین رسوا اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق
بنتا ہی" اور پھر کہتے ہو کہ معاذ اللہ "آنحضرت اس مقولہ کی ایک عبرت بخش نظیر
ہین" حالانکہ آنحضرت کی ذاتِ مقدس بیشک وشبہہ ان عیوب سے بالکل پاک
تھی اور آپ نے جو زینب سے نکاح کیا تھا وہ بعد طلاقِ شوہرِ اوّل اور محض حکم خدا
سے کیا تھا جس کا بیان آیندہ عنقریب آتا ہی انشاء اللہ تعالی مگر نہین معلوم تم اپنے
پیغمبر داؤد کی نسبت مین کیا کہتے ہو مین سمجھتا ہون کہ ضرور انکو تم دنیا مین رسوا اور
آخرت مین عذابِ الیم کا مستحق جانتے ہوگے کیونکہ بنصِ توریت جسکی تفصیل عنقریب
آتی ہی داؤد نے اوریا کی جورو سے زنائے محصنہ کیا اور اوریا کو ایک پکّا دیندار تھا

اپنا زنا چھپانے کے لئے ناحق قتل کرڈالا۔

اور ایضاً لوطؑ پیغمبر کو بھی عذاب الیم کا مستحق سمجھتے ہوگے کیونکہ اُنھون نے بنص توریت کہ اس کا بیان عنقریب آتا ہی اپنی دو بیٹیون سے زنا کیا اعاذنا اللہ من ہذا الاعتقاد پس جب ان پیغمبرون کو عذاب الیم کا مستحق سمجھنا تمھارے مذہبی اعتقاد مین داخل ہی تو حیف ہی ایسے مذہب و اعتقاد پر۔

قولہ ص ۶۴ دفعہ اول زید بن محمد۔ الخ

اقول اس دفعہ مین مخاطب نے کچھہ ابتدائی حال زید ابن حارثہ کا لکھا ہی اور اُنکو آنحضرت کا تبنّی ثابت کرنے مین کوشش کی ہی ہرچند اِس مین بہت گفتگو کی گنجایش ہی مگر ہم علی التنزل تسلیم کرکے کہتے ہین کہ یہہ تبنیت قبل اسلام کی تھی جسکو اسلام نے علی العموم منسوخ اور باطل کردیا۔ جس کا پھر کچھہ اعتبار اسلام مین نہین رہا۔ اور سورۂ ن مین جہان خداوند عالم نے زنانِ محرمہ کا ذکر کیا ہی ارشاد فرمایا ہی ”وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم“ یعنے اُن بیٹون کی بی بیان تم پر حرام ہین جو تمھاری صُلب سے ہین اِس سے ظاہر ہی کہ جو فرزند صلبی نہین یعنے متبنی ان کی عورتین حرام نہین ہین۔

قولہ ص ۶۸ فقرۂ الذین من اصلابکم نکاح زینب کے بعد ملحق کیا گیا ہی چنانچہ حسینی مین ہی ”چون حضرت رسالت زینب را بعقد نکاح درآورد مشرکان عرب سرزنش کردند کہ زن پسر خود را خواستہ این آیت فرود آمد۔

اقول کئی وجوہ سے باطل ہی اول یہہ کہ مخاطب کا دعوی ہی کہ ”فقرۂ الذین من اصلابکم بعد ملحق کیا گیا ہی“ جس سے ظاہر ہی کہ فقرۂ وحلائل ابنائکم پہلے نازل

نازل ہوچکا تھا اور اپنے دعوی کے ثبوت پر صاحب تفسیر حسینی کا وہ قول پیش کیا ہی جس سے صاف عیان ہی کہ وہ پوری آیت بعد نکاح زینب نازل ہوئی ہی۔ پس ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مخاطب کے دعوے کو دلیل سے اور دلیل کو دعوے سے کوئی نسبت نہین ہی حیف ہی ایسی بیفہمیون اور دعوی ہاے باطلہ پر۔ دوسرے یہہ کہ صاحب تفسیر حسینی کا یہہ قول بہی چونکہ دراصل موافق حدیث صحیح کے نہین اس لئے ہرگز لائق اعتنا نہین تیسرے یہہ کہ اس قول پر کل مفسرین کا اتفاق بہی نہین علاوہ اس پر معلوم ہی کہ یہہ آیہ شریفہ سورۂ نسا مین ہی اور شان نزول دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ سورہ قبل نکاح زینب نازل ہوا ہی اور جو آیت متضمن نکاح زینب ہی وہ سورۂ احزاب مین ہی اور سورۂ احزاب سورۂ نسا کے بعد نازل ہوا ہی اور تاریخ سے ثابت ہی کہ زینب کا نکاح آنحضرت سے ۵ھ ہجری مین واقع ہوا پس سورۂ نسا کی آیت کیونکر بعد نکاح زینب نازل ہوسکتی ہی۔ اور ہم نے جو کہا ہی کہ سورۂ نسا، زینب کے نکاح سے اور سورۂ احزاب سے پہلے نازل ہوا ہی یہہ امر علاوہ اس پر کہ آیتون کی شان نزول اور ان سورتون کے قصون کی تاریخ دیکہنے سے اور قول مفسرین سے ظاہر ہی مخاطب کے اعتراف سے بہی ثابت ہی دیکہو امہات المومنین صفحہ ۱۲۹ – چوتہے یہہ کہ ہرچند دعوی الحاق بالکل بے دلیل اور لغو ہی جس پر ہرگز اعتنا نہین ہوسکتی مگر ہم بخاطر ناظرین اس کے بطلان کو تفصیل سے ثابت کرتے ہین – پس کہتے ہین کہ دو حال سے خالی نہین یا یہہ الحاق خود آنحضرت نے اپنی طرف سے فرمایا ہی یا آپ کے بعد آپ کے صحابہ نے صورت اول باطل ہی بایں وجہ کہ آپ پیغمبر اور معصوم تہے اور جو پیغمبر ہو وہ ہرگز کلام خدا مین اپنی طرف سے الحاق اور خدا پر افترا نہین کرسکتا۔ اگر کوئی کہے کہ یہہ دلیل

اُس شخص کے لئے تسکین بخش ہی جو حضرت کو پیغمبر برحق جانتا ہو مخالفین کیونکر اس دلیل کو تسلیم کرین گے۔ تو ہم کہین گے کہ پہلے گفتگو آنحضرت کی نبوت اور حقیت کے ثبوت مین کرنا چاہئے الحاق اور عدمِ الحاق کی بحث بے فائدہ ہی اور آنحضرت کی نبوت بشاراتِ انبیاے سابق اور معجزاتِ متواترہ جس کا یقین ہر صاحبِ عقل کو کرنا لازم ہی اور معجزۂ قرآن اور دلیلِ عقلی سے ثابت ہی علاوہ اس پر جسوقت جو آیت نازل ہوتی تھی آنحضرت صحابہ کو سنا دیتے تھے اور وہ اُسی وقت اُس آیت کو لکھ لیتے تھے یا یاد کر لیتے تھے پس جب وہ آیت جس مین زنانِ محرّمہ کا ذکر ہی نازل ہو چکی اور لوگون نے اُسے یاد کر لیا یا لکھ لیا۔ اور پھر ایک مدّت کے بعد ایک فقرہ حضرت اُسمین الحاق کرتے تو اُسی وقت سب کو معلوم ہو جاتا اور وہ ضرور باعثِ شبہ صحابہ ہوتا اور صحابہ اعتراض کرتے اور اُس کا ذکر کتابون مین درج ہوتا۔ جب یہہ امر واقع نہوا تو معلوم ہوا کہ دعویٰ الحاق باطل ہی۔

اور صورتِ ثانی باطل ہی باین وجہ کہ تواتر اور اتفاق اہلِ اسلام سے یہہ بات ثابت ہی کہ قرانِ شریف مین کوئی لفظ کسی آدمی کا بڑہایا ہوا نہین ہی یہہ امر قطعی ہی کہ موجودہ قرآن منزل من اللہ ہی۔ اور متواتر ہی۔ اِس سے ظاہر ہے کہ دعوے الحاق صحابہ بھی باطل ہے۔

پانچوین یہہ کہ جب آیہ وما جعل ادعیائکم ابنائکم۔ بعد نکاحِ زینب نازل نہوا تو پھر الحاق کی کیا ضرورت تھی۔

چھٹی یہہ کہ چار صورتون سے خالی نہین یا یہہ کہ پوری وہ آیت جس مین زنانِ محرّمہ کا ذکر ہو قبل از نکاحِ زینب نازل ہوئی ہے۔ یا بعدِ نکاحِ زینب۔ یا محض حلائل

ابنائکم الذین من اصلابکم بعد نکاح نازل ہوا ہی یا فقط الذین من اصلابکم بعد نکاح نازل ہوا ہے
صورت اول ہماری حجت ہی۔ اور صورت ثانی غلط ہی کیونکہ سورہ نسا قبل از طلاق
و نکاح زینب نازل ہوا ہی اور کوئی ضرورت نہ تھی کہ جو آیت بعد نازل ہوئی ہو وہ
پہلے سورہ مین داخل کیجائے جس طرح سے کہ آیۂ وما جعل ادعیائکم ابنائکم سورہ احزاب مین
ہے اُسی طرح وہ آیت بھی اُسی سورہ مین رہ سکتی تھی۔ اور علی التنزل اگر فرض کیا جائے
کہ وہ آیۂ شریفہ بعد نکاح نازل ہوا۔ تب بھی کوئی تعریض کا مقام نہین اِس لئے کہ جب
خداوند عالم نے چاہا کہ متبنی کی زنِ مطلقہ کی حرمت باطل فرمادے تو پہلے آنحضرت کو زینب
سے نکاح کا حکم دیا اور پھر زنانِ محرمہ کے ساتھہ فرزندِ صلبی کی زوجہ کی حرمت بیان فرمائی
اور صورت ثالث مثل صورتِ ثانی کے ہی علاوہ اس پر مخاطب کا یہہ دعوی ہی کہ فقط
فقرۂ الذین من اصلابکم بعد ملحق کیا ہی نہ حلائل ابنائکم اس صورت مین صورتِ ثالث
بالکل باطل ہوگئی۔ اور صورتِ چہارم وجہِ اول و چہارم و پنجم سے باطل ہی۔ فافہم ولا
تکن من الغافلین۔

قولہ صـ ۶۸ حضرت نے اِس آیت کے قبل۔ تبنیت کی۔ اور اس کے قبل
زینب کو لے لیا الخ۔

اقول کئی وجوہ سے منقوض ہی۔ اوّل یہہ کہ تبنیت بعثت سے پہلے کی تھی جسکو
حضرت نے اپنی شریعت اور دلیلِ قطعی عقلی سے توڑدیا۔ اور شریعت مین حضرت کا
قول اور فعل دونون حجت ہین بشرطیکہ کسی فعل کا آپکے خصایص سے ہونا بدلیلِ خارج
ثابت نہو۔ ہم نہایت حیرت کرتے ہین مخاطب کی عقل پر کہ وہ طریقۂ استدلال سے
بالکل واقف نہین۔ آیا استدلال مسلّمات خصم سے چاہئے۔ یا اپنے خیالات اور

اُس شخص کے لئے تسکین بخش ہی جو حضرت کو پیغمبرِ برحق جانتا ہو مخالفین کیونکر اس دلیل کو تسلیم کرین گے ۔ تو ہم کہین مگے کہ پہلے گفتگو آنحضرت کی نبوت اور حقیت کے ثبوت مین کرنا چاہیے الحاق اور عدمِ الحاق کی بحث بے فائدہ ہی اور آنحضرت کی نبوت بشاراتِ انبیاے سابق اور معجزاتِ متواترہ جس کا یقین ہر صاحبِ عقل کو کرنا لازم ہی اور معجزۂ قرآن اور دلیلِ عقلی سے ثابت ہی علاوہ اس پر جسوقت جو آیت نازل ہوتی تھی آنحضرت صحابہ کو سنا دیتے تھے اور وہ اُسی وقت اُس آیت کو لکھ لیتے تھے یا یاد کر لیتے تھے پس جب وہ آیت جس مین زنانِ محرمہ کا ذکر ہی نازل ہو چکی اور لوگون نے اُسے یاد کر لیا یا لکھ لیا ۔ اور پھر ایک مدت کے بعد ایک فقرہ حضرت اُسمین الحاق کرتے تو اُسی وقت سب کو معلوم ہو جاتا اور وہ ضرور باعثِ شبہہ صحابہ ہوتا اور صحابہ اعتراض کرتے اور اُس کا ذکر کتابون مین درج ہوتا ۔ جب یہہ امر واقع نہوا تو معلوم ہوا کہ دعوی الحاق باطل ہی ۔

اور صورتِ ثانی باطل ہی باین وجہ کہ تواتر اور اتفاق اہلِ اسلام سے یہہ بات ثابت ہی کہ قرانِ شریف مین کوئی لفظ کسی آدمی کا بڑہایا ہوا نہین ہی یہہ امر قطعی ہی کہ موجودہ قرآن منزل من اللہ ہی ۔ اور متواتر ہی ۔ اِس سے ظاہر ہے کہ دعوے الحاق صحابہ بھی باطل ہے ۔

پانچوین یہہ کہ جب آیہ وما جعل ادعیائکم ابنائکم ۔ بعد نکاحِ زینب نازل نہوا تو پھر الحاق کی کیا ضرورت تھی ۔

چھٹی یہہ کہ چار صورتون سے خالی نہین یا یہہ کہ پوری وہ آیت جس مین زنانِ محرمہ کا ذکر ہی قبل از نکاحِ زینب نازل ہوئی ہے ۔ یا بعد نکاحِ زینب ۔ یا محض حلائل

ابنائکم الذین من اصلابکم بعد نکاح نازل ہوا ہی یا فقط الذین من اصلابکم بعد نکاح نازل ہوا ہے
صورت اول ہماری حجت ہی۔ اور صورتِ ثانی غلط ہی کیونکہ سورہ نسا قبل از طلاق
ونکاحِ زینب نازل ہوا ہی اور کوئی ضرورت نہ تھی کہ جو آیت بعد نازل ہوئی ہو وہ
پہلے سورہ مین داخل کیجاے جس طرح سے کہ آیۂ وما جعل ادعیائکم ابنائکم سورہ احزاب مین
ہے اُسی طرح وہ آیت بھی اُسی سورہ مین رہ سکتی تھی۔ اور علی التنزل اگر فرض کیا جاے
کہ وہ آیۂ شریفہ بعد نکاح نازل ہوا۔ تب بھی کوئی تعریض کا مقام نہین اِس لئے کہ جب
خداوندِ عالم نے چاہا کہ تبنی کی زنِ مطلقہ کی حرمت باطل فرمادے تو پہلے آنحضرت کو زینب
سے نکاح کا حکم دیا اور پھر زنانِ محرمہ کے ساتھہ فرزندِ صلبی کی زوجہ کی حرمت بیان فرمائی
اور صورت ثالث مثل صورتِ ثانی کے ہی علاوہ اس پر مخاطب کا یہہ دعوی ہی کہ فقط
فقرۂ الذین من اصلابکم بعد ملحق کیا ہی نہ حلائل ابنائکم اِس صورت مین صورتِ ثالث
بالکل باطل ہوگئی۔ اور صورتِ چہارم وجہِ اول وچہارم وپنجم سے باطل ہی۔ فافہم ولا
تکن من الغافلین۔

قولہ صـ ٦٨ حضرت نے اِس آیت کے قبل۔ تبنیت کی۔ اور اِس کے قبل
زینب کو لے لیا الخ۔

اقول کئی وجوہ سے منقوض ہی۔ اول یہہ کہ تبنیت بعثت سے پہلے کی تھی جسکو
حضرت نے اپنی شریعت اور دلیلِ قطعی عقلی سے توڑ دیا۔ اور شریعت مین حضرت کا
قول اور فعل دونون حجت ہین بشرطیکہ کسی فعل کا آپکے خصائص سے ہونا بدلیلِ خارج
ثابت نہو۔ ہم نہایت حیرت کرتے ہین مخاطب کی عقل پر کہ وہ طریقۂ استدلال سے
بالکل واقف نہین۔ آیا استدلال مسلمات خصم سے چاہیے۔ یا اپنے خیالات اور

توہمات سے - اگر مخاطب کو علم نہ تھا تو ضرور تھا کہ ساحتِ مناظرہ مین ہرگز قدم نہ رکھتا علمِ مناظرہ مین یہہ بات مسلّمہ ہی کہ ہر معترض کو اپنے اعتراض پر اور ہر مدعی کو اپنے دعوی پر مسلّماتِ خصم سے دلیل لانا لازم ہی ورنہ اعتراض اور دعوی اِس کا واہی اور باطل ہوگا - مانحن فیہ مین ہمارا مسلّم یہہ امر ہی کہ نکاح زینب کا آنحضرت سے موافق حکم خداوندِ عالم تھا اور یہ فعل حضرت کا مبطلِ رسمِ جاہلیت تھا -

دوسرے یہہ کہ ہم نے سابق مین ثابت کر دیا ہی کہ آیۂ و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم - نکاحِ زینب سے پہلے نازل ہوچکا تھا -

تیسرے یہہ کہ خود خداوندِ عالم نے اِس رسمِ جاہلیت کو توڑنے کے لئے اول حضرت کو زینب سے نکاح کا حکم دیا چنانچہ فرمایا ہی "فلما قضی زید منہا وطراً زوجنا کہا" یعنے جب زید زینب سے اپنی غرض پوری کر چکا یعنے طلاق دیچکا تو ہمنے اُس کا نکاح تجھہ سے کر دیا اور اُسکے پہلے فرما چکا تھا یا (علی الاختلاف) بعد فرمایا وما جعل ادعیاکم ابناکم یعنے تمھارے تبنی تمھارے بیٹے نہین ہین - اس سے رسمِ تبنیت کا بطلان صاف ظاہر کر دیا گیا پس جب حضرت نے بمتابعتِ آیۂ شریفہ بحکم خدا زینب سے نکاح کیا ہرچند پہلی[۱] آیت کے بعد نہ سہی دوسری[۲] آیت کے بعد سہی - اسمین کسیطرح کی تعریض نہین ہوسکتی -

۱ جب تبنیت کو رسم و عادت قرار دیا گیا ۱۲
۲ جب حضرت زینب سے نکاح کا ذکر ہے ۱۲

قولہ ص ۶۸ پس رسمِ عرب اور اپنی شریعت کے موافق بھی وہ (یعنے حضرت) ملزم ٹھہرتے ہین -

اقول - جو رسمِ عرب کہ خلافِ منشاء خداوندِ عالم ہو اور خلافِ عقل ہو اور اس مین کئی نقصان موجود ہون جن کا ذکر عنقریب آتا ہی اور خدائے تعالی عند الموقع

والمقام

والمقام اسے باطل کردے اور اُس کے خلاف کا حکم دے تو اُس نامعقول رسم کی پابندی پر زور دینا بالکل یاوہ گوئی ہی اور جب بعدِ نزولِ آیہ وسوافقِ حکمِ خدا حضرت نے نکاح کیا تو اُس کو آپ کی شریعت کے خلاف کہنا جھک مارنا ہی۔

قولہ ص ۶۸ دفعہ دوم زید و زینب کی ناچاقی (مولوی امیر علی صاحب کہتے ہین) کہ وہ اِس بی بی کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ میری شادی ایک آزاد کردہ غلام کے ساتھ کردی الغرض دونون مین باہم ملال اتنا بڑا کہ ایک کو دوسرے سے نفرت ہوگئی'' یہہ غلط ہی کیونکہ جو کچھ تامل زینب کو تھا تجویزِ نکاح کے وقت تھا جب حکمِ خدا زینب نے سنا تو کہا کہ جب خدا تعالی کی ایسی مرضی ہی تو مجھے انکار نہین پس کتنی بے انصافی ہی کہ زینب کو باوجود اِس فرمان برداری کے یہہ مسلمان باغی بتائین۔ ملخصاً۔

اقول مولوی سید امیر علی صاحب زید کے نکاح کے بعد کا حال بیان کرتے ہین اور مخاطب نکاح سے پہلے کا ع برین عقل و دانش بباید گریست۔

یہہ تو مسلّم امر ہی کہ پہلے پہل زینب زید کے نکاح سے ناراض تھین اور جب خدا کا حکم حضرت کے ذریعہ سے پہونچا۔ راضی ہوگئین۔ مگر چونکہ حقیقت مین زید آزاد کردہ غلام تھے ہرچند بعد مین آنحضرت کے تبنی کہلاتے تھے مگر بسبب تبنی کہلانے کے وہ جو ایک غلامی کا نام آگیا تھا نہین مٹتا تھا اور شریف خاندان کی آزاد عورتون کو غلام سے نکاح کرنا اُسوقت بہت بُرا معلوم ہوتا تھا ہرچند خدا و رسول کے حکم سے زینب زید سے راضی ہوگئین۔ مگر روا جا ممکن نہین کہ معاشرت شبانہ روزی مین زینب زید پر ایک آدہ طعن نکرتی ہون بہرحال اکثر کتب معتبرہ مین ہے کہ زید و زینب کے درمیان ناچاقی ہوگئی تھی چنانچہ مدارج النبوہ ص ۶۰۸ مین

مذکور ہی وہ پس میانِ زید و زینب ناسازگاری پیدا شد و از زینب کج خلقی نسبت بزید ظاہر شدن گرفت تا بغایتی کہ زید تنگ آمد و نزدِ آنسرور رفت و از زینب شکایت کرد و گفت یا رسول اللہ میخواہم کہ زینب را طلاق دہم کہ با من بسیار تندخوئی می کند و زبانش بر من دراز گشتہ ''

اب بندہ مولوی امیر علیصاحب کے قول کی تائید پر اور اس الزام کے بطلان پر ایک بڑے محقق عیسائی عالم کی شہادت پیش کرتا ہی۔ **جان** ڈیون پورٹ کہتے ہین کہ وہ اِس مقام پر آنحضرت کے اُس الزام کا لکھنا اور ابطال ضرور ہی جو مخالفین تعصب مذہب کے باعث آپ پر لگاتے ہین وہ الزام یہہ ہی کہ حضرت نے اپنے پسر تبنی کی زوجۂ مطلقہ کے ساتھہ ناجائز نکاح کیا۔

حقیقتِ حال یہہ ہی کہ اسلام کے رواج سے پہلے اہلِ عرب کی رسم یہہ تھی کہ اگر کوئی آدمی اتفاقاً اپنی جورو کو مان کہہ اُٹھتا تو اُسوقت سے پھر اُس کے ساتھہ مقاربت نکرتا یا اگر کوئی آدمی اتفاقاً کسی لڑکے کو بیٹا کہہ بیٹھتا تو وہ لڑکا اُس کے صلبی لڑکے کے حکم مین ہو جاتا۔ مگر چونکہ اِن دونون رسمون کو قرآن شریف نے منسوخ کر دیا تھا لہذا اگر کوئی آدمی اپنی جورو کو مان کہہ اُٹھتا یا اپنے پسر خواندہ کی زوجۂ مطلقہ سے نکاح کر لیتا تو کچھہ مضائقہ نہ تھا۔ آنحضرت مسماۃِ زینب سے زمانہ دوشیزگی مین بہت محبت رکھتے تھے اور زید پر بھی ایسے ہی مہربان تھے لہذا آپنے تجویز فرمایا کہ اِن دونون کی شادی ہو جاے چونکہ شادی کے بعد انمین موافقت نہوئی۔ زید نے طلاق دینے کا ارادہ کیا حضرت نے بہت سمجھایا مگر اُس نے نہ مانا آپ نے اُسوقت دیکھا کہ یہہ الزام مجھہ پر ہوگا کہ مین نے اِس سے شادی کر دی تھی اور آپ کو زینب کی گریہ و زاری

اور مصیبت پر بھی رحم آیا۔ چونکہ اور کچھ عوض آپ کے قبضہ مین نہ تھا آپ نے زید کے طلاق کے بعد خود شادی کر لی۔" تائید المجمد صن ۳۰ و ۳۱ اس عبارت سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہین۔ اول یہہ کہ زینب سے نکاح کرنے کا الزام محض تعصب کی وجہہ سے ہی جو قابلِ اعتنا نہین اور باطل ہی دوسرے یہہ کہ رسم تبنیت کو قرآن شریف نے منسوخ کر دیا تھا۔ تیسرے یہہ کہ زید و زینب مین شادی کے بعد موافقت نہونیکی وجہ سے زید نے طلاق دی۔ علاوہ اسکے اگر محض رغبتِ خاطر سے آپ زینب کے ساتھ نکاح کرتے تو قبل از عقدِ زید ہی کر سکتے جس مین کئی باتین ایسی حاصل تھین جو بعدِ عقدِ زید حاصل نہین تھین۔ اول یہہ کہ وہ باکرہ تھین دوسرے یہہ کہ وہ زید سے ناراض تھین اور آپ سے نکاح کرنے کے لئے راضی تھین۔ تیسرے یہہ کہ یہہ امر رسمِ عرب کے خلاف بھی نہ تھا جس سے کسی کے طعن کا خوف ہو۔ پس باوجود اِن اُمور کے نکاح نہ کرنا بہت قوی دلیل ہی اس امر پر کہ آنحضرت کا نفسِ قدسی لوث شہوت سے بالکل پاک تھا۔ پس بیان سے مخاطب کے قول کا بطلان پوری طرح سے ظاہر ہو گیا۔

قولہ صنے زید خود کہہ رہا ہی کہ زینب سے کوئی قصور نہین ہوا۔

اقول زید نے جو کہا کہ "زینب سے کوئی قصور نہین ہوا" اور مدارج النبوہ سے جو قول ابھی نقل کیا گیا ہی جس سے ظاہر ہی کہ زید نے حضرت سے زینب کی شکایت کی تھی۔ اِن دونو کلامون مین زید کے کچھہ تعارض نہین ہی۔ اس لئے کہ زید کے کلام مین قصور سے مراد امرِ خلافِ عصمت ہی کہ وہ ہرگز زینب سے وقوع مین نہین آیا جس کی شکایت زید کو نہین ہی مگر تندخوئی اور شوہر سے بے اعتنائی اور کج بحثی اور عدمِ اطاعت بسببِ غرورِ حسن و شرافتِ خاندانِ زینب اور غلامیِ زید کے ممکن ہی جس کی شکایت

زید نے آنحضرت سے کی۔

قولہ ص۷ - جو قصور تھا وہ حضرت کا تھا۔ الخ

اقول اے مخاطب تمکو تو کچھہ عاقبت کا خیال نہین ہی اب تم جو چاہو کہو اِن کے جواب مین ہم بغیر خاموشی کے کچھہ نہین کہتے۔

قولہ ص۷ سید صاحب فرماتے ہین وہ شاید زید کی نفرت کا باعث زیادہ تر یہہ ہوا تھا کہ زینب نے چند کلمات کو جو آنحضرت کی زبانِ مبارک پر اُس وقت جاری ہوے تھے جب آپ کی نظر اُنپر اتفاقاً پڑگئی تھی۔ ایسی طرز سے مکرر کہا کہ اُس کو کچھہ عورتین ہی خوب جانتے ہین تفصیل اِس کی یہہ ہی کہ ایک مرتبہ آنحضرت کسی ضرورت سے زید کے مکان پر تشریف لیگئے اور زینب کے چہرہ کو بے نقاب دیکھکر وہ کلمات فرمائے تھے جو فی زمانا ہر ایک مسلمان کسی خوبصورت تصویر یا لعبت کو دیکھکر بے اختیار کہنے لگتا ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ آنحضرت نے تو یہہ کلمات صرف تعریف کی راہ سے فرمائے تھے مگر زینب کو غرور ایسا دامنگیر ہوا کہ اِس آیت کو اُنھون نے متواتر اپنے شوہر کے سامنے پڑہا اِس سے زید کو خواہ مخواہ اور زیادہ ملال ہوا (ملخصاً) اگر یہہ سچ ہی تو زید غضب کا نادان اور احمق تھا الخ۔

اقول - جو کچھہ مولوی امیر علی صاحب نے کہا ہی اگر وہ درست ہو تو ظاہرا کچھہ نقصان نہین اور مخاطب کی تعریض کا جواب عنقریب آتا ہی۔

قولہ ص۱۱ دفعہ سوم حضرت وعشقِ زینب۔ ابنِ بابویہ و دیگران بسند ہاے معتبر از حضرت امام رضا روایت کردہ اند کہ حضرت رسول روزی براے کارے بخانہ زید بن حارثہ رفت و چون داخلِ خانہ زید شد زینب زن

او را دید کہ غسل میکند پس حضرت فرمود کہ سبحان اللہ الذی خلقک چون زید بخانہ برگشت زنش خبر داد کہ رسولِ خدا آمد و چنین سخنی گفت و رفت زید گمان کرد کہ حضرت این سخن را برای این گفتہ است کہ حسنِ او حضرت را خوش آمدہ حیات القلوب ۔

پس حکیم نورالدین صاحب کا یہہ فرمانا کہ "وہ معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت نہین دیا" محض حیلہ ہی ہم حضرت کو مجنون یا فرہاد نہین بتاتے ہم صرف یہہ کہتے ہین کہ زینب حضرت کے دلمین بس گیئن اور زینب بھی سمجھہ گئی اور زید بھی ۔

اقول اس روایت سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کی نظر زینب پر اتفاقیہ پڑگئی اور جس طرح سے ہر مسلمان کسی اچھی شئی کو دیکھکر بے اختیار تسبیح خدا مین مشغول ہوتا ہی اسی طرح حضرت نے سبحان اللہ فرمایا جس سے بجز اس کے کہ حضرت نے خدائے تعالی کی تعریف و توصیف کی اور کوئی بات معلوم نہین ہوتی پس حکیم نورالدین صاحب کا فرمانا بہت بجا ہی کہ "وہ معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت نہین دیا" اور نہ اس کا کوئی ثبوت دیسکتے ہین کہ زینب حضرت کے دل مین بس گئی تھین ۔ اور متعصبانہ اتہام قابل اعتنا نہین ۔

اور وہ جو مخاطب نے کہا کہ وہ زینب بھی سمجھہ گئی اور زید بھی ۔

پس منقوض ہی باین وجہ کہ زینب پر بھی اس امر کے سمجھنے کا بہتان ہی محض اُنھون نے تذکرۃً مزید سے حضرت کا کلام بیان کیا ۔ یا غرورِ حسن سے اور فخراً ۔ مگر اس بیان کرنے سے ثبوتِ فہمِ عشق ہرگز نہین ہوسکتا ۔ اور کج فہمی کا علاج نہین اور زید جو سمجھا کہ زینب کا حسن حضرت کو اچھا معلوم ہوا ہی اُس کی دو معنی ہین اول یہہ کہ جسطرح اچھی چیز کو بذاتہٖ ہر شخص اچھا جانتا ہی اسی طرح حضرت نے انکو اچھا جانا اور سبحان اللہ

فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ خدا کی نادر قدرت اور عجیب صنعت ہی جس نے ایسے ایسے حسین پیدا کئے ہین تو یہہ مسلّم ہو سکتا ہی اور اس مین کچھہ عیب نہین۔ دوسرے یہہ کہ جیسے کسی اچھی چیز کو کوئی شخص اپنے لئے پسند اور منظورِ نظر کرلیتا ہی اسی طرح حضرت نے زینب کو (معاذ اللہ) پسند فرمایا تو لا نسلّم۔ اور علی التنزل والتسلیم زید کے فہم کا قصور ہی حضرت نے زینب کو ہرگز اپنے لئے پسند اور منظورِ نظر نہین فرمایا۔ بہرحال اگر زید بھی موافق فہمِ مخاطب کے سمجھا ہو تو اس سمجھنے سے حضرت پر کیونکر اعتراض ہو سکتا ہی زید پر اعتراض کرنا چاہئے کہ غلط سمجھا۔

قولہ صہ زید اہل زبان مین اور حضرت کے صحابی اشارون کنایون سے ماہر

اقول حضرت کے کلام مین نہ کوئی کنایہ تھا نہ اشارہ اور نہ کوئی ایسی لغت آپنے فرمائی جس کی معنی ہم نہ سمجھین اور زید سمجھ گئے اور صحابہ کا محاورہ عام عرب کے محاورے سے کوئی علیحدہ بھی نہ تھا جسکو فقط صحابہ سمجھین اور دوسرے لوگ نہ سمجھین

قولہ صہ آخر پیشتر بھی تو انکو (حضرت نے) دیکھا تھا پس آج اِس تحسین و آفرین کا کیا سبب ہے۔

اقول اِس کے کئی جواب ہین اوّل یہہ کہ آج کی خصوصیت کا دعوی بے وجہ ہی کیونکہ ممکن ہی کہ اول بھی کبھی زینب کو دیکھکر حضرت نے کلماتِ تعریف و توصیف خداوند عالم ادا کئے ہون۔ مگر چونکہ یہہ امور جزیات سے ہین اس لئے کسی نے انکو نقل نہین کیا اور عدمِ نقل سے عدمِ وقوعِ شئی پر دال نہین۔ دوسرے یہہ کہ ہمنے مانا کہ پہلے کبھی حضرت نے زینب کو دیکھکر یہہ الفاظ نہین فرمائے مگر وجہ اُس کی یہہ ہی کہ زینب حضرت کی پھپی کی بیٹی تھین بچپن سے برابر دیکھتے رہتے اور جس کو کوئی ہمیشہ دیکھتا رہتا ہی

اُن کے حسن پر چنداں تعجب اُسے نہین آتا۔ اب چونکہ زینب کا نکاح زید سے ہوکر ایک مدت گزری اور بعد ایک مدت کے اتفاقی نظر حضرت کی اُن پر پڑگئی اُس وقت از راہِ تعجب تعریف و توصیف خدا فرمائی۔ تیسرے یہہ کہ جب سے کہ خداوند عالم کا حکم ہوا کہ عورتین اپنے کو غیر مردون سے چھپائین۔ آنحضرت نے زینب کو نہ دیکھا تھا اب جو اتفاقیہ نظر پڑگئی آپنے فرمایا وہ سبحان اللہ الذی خلقک و تبارک اللہ احسن الخالقین۔ اِس مین کوئی تبعّد نہین۔

اور یہہ تمام وجوہ اصل قصّہ کی صحّت پر مبنی تھے ورنہ اکثر علماے اہلِ سنّت نے بسبب اِسکے کہ یہہ قصّہ کتبِ صحاح مین درج نہین اور اسناد اس کے ضعیف ہین اِس کا انکار کیا ہی۔

اور امامیہ کے اصول سے بھی اِس روایت کی بنا پر حضرت پر اعتراض نہین ہوسکتا کئی وجوہ سے اوّل یہہ کہ یہہ روایت احاد سے ہی جو ہرگز قطعی الصدور نہین۔ دوسرے یہہ کہ اسناد اِس قصّہ کے صحیح بھی نہین ہین اور معلوم ہی کہ سند معتبر سندِ صحیح بلکہ سندِ حسن سے بھی کم رتبہ ہی تیسرے یہہ کہ اِس روایت کے خلاف مین اور روایتین وارد ہوی ہین چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان کی جلد سوم صہ ۴۰ مین مرقوم ہی کہ وہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلعم زید کے گھر کسی کام کے واسطے گئے اُسوقت زید گھر مین نہ تھا لیکن زینب زوجہ اُسکی خوشبو پیستی تھی حضرت کی نظر زینب پر جا پڑی اُسوقت فرمایا۔ سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین ملخصاً۔ یہہ روایت امام جعفر صادق سے مروی ہی۔ اور اسی جلد کے صہ ۶۴ مین لکھا ہی وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث مین اِس طرح سے ہی کہ رسولِ خدا صلعم نے زید سے زینب کا نکاح کیا

پس وہ زید کے پاس رہی بعد اُس کے اُن دونون مین نزاع واقع ہوا اور اپنا جھگڑا رسولِ خدا کے پاس لائے رسولِ خدا کی نظر زینب پر پڑی تو نہایت تعجب کیا۔ زید نے کہا کہ اگر حضرت حکم دیوین تو مین اسکو طلاق دیدون اسواسطے کہ اِس مین تکبر بہت ہے اور اپنی زبان سے مجھکو نہایت ایذا دیتی ہے۔ ملخصاً اِن روایتون کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ کسقدر اُنمین اختلاف ہے۔ کسی روایت مین ہے کہ حضرت نے زینب کو نہاتے ہوئے دیکھا کسی مین لکھا ہے کہ خوشبو پیستے ہوے دیکھا۔ ایک روایت مین ہے کہ حضرت کسی ضرورت کو خود تشریف لے گئے تھے۔ دوسرے روایت مین اِن مضامین کا پتا ہی نہین بلکہ اِس مین ہے کہ بسبب وقوعِ نزاع ابتداءً خود زینب و زید حضرت کے پاس آئے اور درحقیقت یہہ اختلاف ائمہ علیہم السلام کے اقوال مین نہین ہے بلکہ راویون کی غلطی یا سہو سے ہے بہرحال باوجود اختلافِ روایات کیونکر ایک ہی روایت کی صحت متعین ہوسکتی ہے جس کی بنا پر اعتراض صحیح ہوسکے۔

قولہ ص۳۷ کچھہ دن بعد تو آپ زینب کے وجود سے بھی انکار کر جائین گے

اقول افسوس ہے کہ ہمارا مخاطب ابھی تک تواتر اور احاد سے بھی واقف نہین۔ زینب کا وجود تواتر سے ثابت ہے جس کا انکار نہین ہوسکتا اور وہ قصہ من قبیلِ احاد ہے پس اِس کے انکار سے انکارِ زینب کیونکر مستلزم ہوسکتا ہے۔

قولہ ص۳۷ یہہ قصہ عیسائیون نے نہین گھڑا ہے اہلِ بیت علیہم السلام امام رضا اِس کے راوی ہین اور آپ سے زیادہ حامیِ اسلام سید امیر علی بھی اس سے انکار نہین کرسکتے۔

اقول امامِ رضا علیہ السلام کا راوی ہونا باسنادِ احاد مروی ہے یعنے امام

امام رضا علیہ السلام تک جو سند پہنچی ہے وہ متواتر نہین بلکہ احاد سے ہے۔ اور اگر مولوی امیر علی صاحب نے اس کی صحت کو تسلیم کرکے جواب دیا ہے تو اس سے اصل قصہ کا قطعی الوقوع ہونا ثابت نہین ہوتا جیسا کہ ہم نے بھی تسلیم کرکے جواب دیا ہے۔

قولہ صنع جب خدا نے محمد صاحب کو بتا دیا کہ زینب تمھاری جورو ازل مین ہو چکی مگر درمیان مین زید کی جورو کس ازلی غلطی سے ہو گئی کہ حضرت پر داغ لگ گیا۔

اقول محض تمھارے فہم کی غلطی ہے جو غلط سمجھتے ہو ورنہ کوئی غلطی نہین کیونکہ خدا کے علم مین یہہ بھی تھا کہ زینب پہلے زید کی جورو بنے اور پھر زید کے طلاق دینے کے بعد آنحضرت کی ازواج مین داخل ہو۔ اسی امر سے خدا نے بذریعہ وحی حضرت کو اطلاع دی تھی۔ اور ہرگز کوئی داغ حضرت کو نہین لگا مگر آپ کے مخالفین کے سینے بسبب عداوت و دنیا طلبی کے تاریکی ضلالت سے سیاہ ہو گئے ہین۔

اور جو مخاطب نے عبد الرحمن الصفوری الشافعی کی نزہت المجالس کے جزو ثانی سے یہہ عبارت پیش کی ہے۔ فقال (ای رسول اللہ) سبحان اللہ مقلب القلوب وکان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای امراۃ واعجبتہ حرمت علی زوجہا وحرم علی زوجہا امساکہا الخ

پس منقوض ہے باین وجہ کہ نہ نزہت المجالس کتب صحاح و معتبرہ مین داخل ہے اور نہ یہہ روایت بسند حدیث صحیح سے ہے پھر کیون کر اُس کا اعتبار کیا جائیگا اور معلوم ہے کہ جب محققین اہل اسلام نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر بے انتہا حدیثین وضع کی گئی ہین تو اُنھون نے کئی طریقے حدیث کی تحقیق مین
نکالے جس سے حدیث صحیح اور موضوع مین فرق ہوجاے اور مقرر کر دیا کہ اعتقادات
مین دلیل قطعی چاہیے کہ وہ بجز نصِ قرآن یا احادیثِ متواترہ کے نہین ہوسکتی اور
اعتقادات کے سواے اور امور حدیث صحیح سے بھی ثابت ہوسکتے ہین۔ اہلِ سنّت
کے پاس کتب احادیث کے کئی طبقے ہین۔ پہلے طبقہ مین کتب حدیث کے تین
کتابین ہین۔ مؤطّا و صحیح بخاری و صحیح مسلم اِن کتابون کی کل حدیثین مقبول اور
صحیح ہین۔

طبقۂ ثانی مین بھی تین کتابین ہین۔ جامعِ ترمذی و سُنن ابوداؤد اور سنن نسائی
اور بعض علما مسند احمد حنبل کو بھی اسی طبقہ مین شریک کرتے ہین اِن کتابون کی
حدیثین ہرچند طبقہ اولی کے برابر نہین مگر اُن کے قریب ہین۔

طبقہ ثالثہ مین کئی کتابین ہین جن مین صحیح اور حسن اور ضعیف سبھی قسم کی حدیثین
موجود ہین مسندِ شافعی سُنن ابن ماجہ مسند دارمی مسند ابویعلی موصلی مصنّف
عبدالرزّاق مصنّف ابوبکر بن ابی شیبہ مسند عبد ابن حمید مسند ابوداؤد طیالسی
سُنن دارقطنی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم کتب بیہقی کتب طحاوی تصانیف
طبرانی۔ یہ کتابین علماے اہلِ سنّت کے نزدیک معتبر ہین دیکھو عجالہ نافعہ صفحہ ۵ و ۶ و ۷
مصنفہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور رسالہ فیما یجب حفظہ للنّاس مین دوسری
ترتیب سے اِن کتابون کو بیان کیا ہے اور بعض کتابین اور زیادہ کی ہین چنانچہ
کہتے ہین کہ کتب احادیث ایک تو اُس رتبہ کی ہین جن مین فقط صحیح صحیح حدیثین
ہین۔ جیسے مؤطا صحیح بخاری صحیح مسلم صحیح ابن حبان۔ صحیح حاکم مختار ضیائی

مقدوسی صحیح ابن خزیمہ صحیح ابی عوانہ صحیح ابن سکن منتقی ابن جارود۔

دوسری اس رتبہ کی ہین جن مین ایسی حدیثین ہین جو اخذ کی صلاحیت رکھتی ہین جیسے سنن ابی داؤد جامع ترمذی مسند احمد صحیح نسائی تیسرے رتبہ کی وہ کتابین ہین جن مین ہر نوع کی حدیثین ہین حسن صالح منکر جیسے سنن ابن ماجہ مسند طیالسی زیادات ابن احمد ابن حنبل مسند عبد الرزاق۔ مسند سعید ابن منصور مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ مسند ابو یعلی موصلی مسند بزار مسند ابن جریر تہذیب الآثار اور تفسیر القران ابن جریر تاریخ و تفسیر ابن مردویہ اور ایسی ہی باقی تفسیرین اور طبرانی کے تینون معجم کبیر واوسط وصغیر سنن دارقطنی غرائب دارقطنی حلیہ ابی نعیم سنن بیہقی اور شعب الایمان بیہقی انکے سوائے اور کتابون مین کل حدیثین ضعیف یا موضوع ہین۔

اور امامیہ کے نزدیک بھی احادیث کے کئی اقسام ہین اور علما اور اُنکی مصنفہ کتابون مین اعتبار اور عدم اعتبار موجود ہی جو کتب رجال دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی۔

بہر حال عبد الرحمن الصفوری کی نزہت المجالس فریقین کے کتب معتبرہ مین ہرگز داخل نہین ہے اور نہ روایت مذکورہ کسی طریقے صحت کو پہنچی ہی۔ پھر کسیطرح نزہت المجالس کی روایت سے اہل اسلام پر استدلال نہین ہو سکتا۔ اور جو روایت مذکورہ مین حضرت کے اس خاصہ کا ذکر ہی کہ جب حضرت کو کوئی عورت نظر آئے اور اُسے آپ پسند فرمائین تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہی پس لایق تسلیم نہین ہی اس وجہ سے کہ اس امر کا حضرت کی خصائص سے ہونا نہ قرآن کی نص سے ثابت ہی نہ احادیث صحیحہ سے کوئی دلیل اُس کے

ثبوت پر قایم نہین ہر پھر وہ ہرگز قابلِ اعتبار نہین اور اسیطرح فقرہ مقلب القلوب اِس روایت مین صحیح و ثابت نہین ہر۔

قولہ صہ دفعۂ چہارم اخفاےِ عشق۔ حضرت محض زبان سے کہتے تھے کہ طلاق مت دے حالانکہ دل سے چاہتے تھے کہ طلاق ہو جاے اور طلاق سے خوش تھے یہ قرآن کی نص سے بھی ثابت ہر وہ جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک چیز اللہ اُسکو کھولا چاہتا ہر اور ڈرتا تھا لوگون سے " احزاب ع ۵ ۔

اقول محض افترا و بہتان ہر نہ حضرت کسی پر عاشق ہوے نہ کسی عشق کو چھپایا اور نہ زینب کے طلاق دینے سے دلمین خوش تھے اور محض زبان سے طلاق کو منع کرنا اور دل سے چاہنا کہ طلاق ہو جاے ہرگز قرآن سے ثابت نہین ہر مگر کج فہمی اور اعتساف کا علاج نہین۔ خداے تعالی نے قران شریف مین جو فرمایا ہر وہ اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس " (احزاب) یعنے جسوقت کہ تو کہتا تھا اُس شخص سے جس پر خدا نے انعام کیا ہر اور تو نے انعام کیا ہر کہ اپنی زوجہ کو روک رکھہ اور خدا سے ڈر۔ اور چھپاتا تھا اپنے دل مین اُس چیز کو جسے خدا ظاہر کرنیوالا ہر اور ڈرتا تھا آدمیون سے۔ اس آیہ شریفہ سے ہرگز یہہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت جو زبان سے کہتے تھے اُس کا خلاف دل مین چاہتے تھے یا حضرت نے معاذ اللہ عشق زینب کو دل مین چھپایا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو خداوند عالم اِس طرح فرماتا

"وتخفی فی نفسک خلافہ" یا اس طرح فرماتا "وترید خلافہ" یعنے تو زبان سے جو کہتا تھا اُس کے خلاف کو دلمین چھپاتا تھا یا جو بات کہتا تھا اُس کے خلاف کا ارادہ رکھتا تھا یا یون فرماتا "وتخفی فی نفسک عشقھا" یعنے اپنے دلمین زینب کے عشق کو چھپاتا تھا۔ اس صورت مین دعوی مخاطب صحیح ہوسکتا پس جب خدا نے ویسا نہین فرمایا بلکہ فرمایا کہ تو ایک ایسی بات دلمین چھپاتا تھا جسکو خدا ظاہر کرنے والا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضرت جو بات دل مین چھپاتے تھے وہ کوئی اور ہی بات تھی جس سے حضرت کے ظاہر و باطن مین ہرگز مخالفت ثابت نہین ہوسکتی۔

اور وہ بات یہہ تھی جو حیات القلوب ص۲۷۵ مین مروی ہے کہ "چون حقتعالی عدد زنان آنحضرت را در دنیا و آخرت و ناھلے ایشان را بآنحضرت وحی کردہ بود و زینب در میان آنھا بود اینمعنی در خاطر شریف حضرت بود و بزید و دیگری اظہار ننمود از ترس آنکہ مردم گویند کہ محمد مولاے خود میگوید کہ زن تو بعد ازین زوجۂ من خواہد بود در روایت دیگر ترسید از آنکہ منافقان گویند کہ زنی کہ در خانۂ مرد دیگر است میگوید کہ از زنان من است و از مادرہاے مومنانست و آنحضرت را عیب کنند باین لہذا حق تعالے فرستاد کہ پنہان میکنی در نفس خود آنچہ را کہ خدا ظاہر کنندہ آنست و می ترسی از مردم" انتہی اور یہہ روایت اسی روایت کا بقیہ ہے جو امام رضاؑ سے منقول ہے اور جس سے مخاطب نے استدلال کیا ہے اور یہہ معلوم ہے کہ نصف روایت سے استدلال صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ پوری روایت کو ہم نے تسلیم کیا ہے نہ آدہی کو۔ اور اس مین شک نہین ہے کہ امام رضا علیہ السلام وہ شخص ہین جن پر خدا کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور وہ مؤید من عند اللہ ہین۔ پس جب حضرت نے

بعض آدمیون کے خوف سے اِس امر کو چھپایا کہ موافق وحی کے زینب آپکی بیوی ہونیوالی ہین اور اُسوقت زید کو طلاق سے منع کیا تو اِس سے کوئی آدمی نہین کہہ سکتا کہ حضرت فقط زبان سے منع کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ طلاق ہو جاے اور طلاق سے خوش تھے مگر ناحق کوشی اور کجفہمی کا کیا چارہ ہے۔

قولہ ص ۲۶ مفسرین نے فقرہ "وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ" کے معنی عشقِ زینب بتائے ہین چنانچہ جلالین مین ہے "من محبتہا وان لو فارقہا زید تزوجتہا"

اقول منقوض ہے دو وجہون سے اوّل یہہ کہ یہہ معنی مؤید حدیث صحیح سے نہین ہین پھر اُس کا کچھ اعتبار نہین۔ دوسرے یہہ کہ اس معنی و تفسیر پر کل مفسرین کا اتفاق نہین بلکہ اس کے قائل اکثر بھی نہین ہین پس بعض مفسرین کے قول سے جو مرکب خطا و نسیان سے ہین آنحضرت پر ہرگز اعتراض نہین ہو سکتا اور اُس آیہٗ شریفہ کی تفسیر مین (من محبتہا) لکھنا بیشک خطا اور غلطی صاحبِ تفسیرِ جلالین کی ہے اور قطعاً وہ لفظ باطل ہے۔ اِس امر پر ہر شخص کو ہمیشہ عمل اور ضرور اس کا خیال و لحاظ چاہئے کہ آنحضرت ہرگز کسی مفسّر کی راے کے تابع نہین ہین بلکہ آپ تابعِ خدا و کلامِ خدا تھے اور کلامِ خدا سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آپ نے زینب کی محبّت کو دل مین چھپایا تھا پس اگر کسی کو آپ پر اعتراض کرنا منظور ہو تو وہ نصِ قرآن یا احادیث متواترہ اور اقلاً حدیثِ صحیح متفق علیہ سے متمسّک ہو کر اعتراض کرے جو قابلِ جواب و لحاظ ہوگا ورنہ خود معترض کی نادانی و سوءِ فہمی ظاہر ہوگی اور اعتراض اُس کا عقلا کے نزدیک ہرگز قابلِ لحاظ اور لایقِ اعتبار نہوگا۔

اور مدارج النبوہ کی اس عبارت سے جو مخاطب نے استدلال کیا ہے کہ

وہ خاطرِ مبارکش می خواست کہ زید او را طلاق دہد ص ۶۰۸" پس کئی وجوہ سے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

اولًا یہہ کہ یہہ قول۔ امام رضاؑ کے کلام سے جو سابق مین نقل کیا گیا ہی مخالف ہی اور اہلِ اسلام مین حضرت امامِ رضاؑ کا قول بیشک اور اقوال سے معتبر تر ہی۔

دوسرے یہہ کہ یہہ قول بعض مورخین اور بعض مفسرین نے اپنی رائے سے بیان کیا ہی نصِ قرآن سے یہہ امر ثابت نہین ہوتا اور نہ کوئی حدیثِ صحیح اس کی موید ہی اور معلوم ہی کہ کسی ایک مورخ یا مفسر کی رائے سے آنحضرت پر ہرگز اعتراض نہین ہو سکتا علی الخصوص اس صورت مین کہ دوسرا قول موثق اور صحیح اس کے مقابل مین منقول ہو اور دوسرا احتمالِ قوی اس کے خلاف مین موجود ہو واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

تیسرے یہہ کہ اگر اس قول کی صحت کو فرض بھی کرلین تو کوئی ہرج نہین اور حضرت کی محبت زینب کے ساتھہ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ چونکہ آن حضرت کو خدائے تعالی نے خبر دی تھی کہ زینب آپ کے ازواج سے ہوگی دیکھو مدارج النبوہ ص ۶۰۸ اور حضرت کا یہہ ارادہ ہو کہ بعد طلاق زینب خود اُن سے موافق حکمِ خدا کے نکاح کرکے رسمِ جاہلیت کو بالکلیہ باطل فرمادین لکن بخیال طعنِ مخالفین اس امر کو ظاہر کرنے مین خوف فرماتے تھے یا یہہ خیال فرماتے تھے کہ ایسا نہو کہ اہلِ ایمان بھی اس امر سے شک و تردد مین پڑجائین دیکھو مدارج النبوۃ ص ۶۰۸ تو اس صورت مین کون سے اعتراض کا محل ہی۔

قولہ ص ۷۷ پس حکیم صاحب کا یہہ فرمانا کہ وہ اگرلے پالک کی جورو

سے شادی منع ہر تو اُس کا ثبوت توریت یا انجیل یا شرعِ محمدی (قرآن) سے

یا دلایلِ عقلیہ سے دیا ہوتا" بالکل باطل ہر۔

اقول تمہارا قول بالکل باطل ہر اور حکیم صاحب کا فرمانا نہایت درست اور

بہت بجا ہر جس کا جواب تم سے اور تمہارے امثال سے قیامت تک نہین ہو سکتا

کیونکہ تبنی کی جورو سے شادی کرنا توریت سے ممنوع ہر نہ انجیل سے نہ قرآن سے

اور نہ اُس کی مناہی پر کوئی دلیلِ عقلی دلالت کرتی ہر پس ایامِ جاہلیت کی ایسی رسم

جو توریت و انجیل کی مخالف ہو اور حضرتِ ابراہیم کی شریعت بھی اِس کے مطابق

نہو اور کوئی وجہ عقلی بھی اِس کے حُسن پر دلالت نکرتی ہو ہرگز مستوجبِ عمل نہین ہر

اور اُس کی مخالفت پر کسیطرح کی تعریض نہین ہو سکتی۔

علاوہ اِسکے آیۂ حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم کے مفہوم سے جو سورۂ نساء مین ہے

اور اِس قصہ سے پیشتر نازل ہوا ہے اور ادعوہم لاباءہم کی نص سے وہ رسمِ

جاہلیت منسوخ اور باطل بھی ہو گئی۔ اور حکمِ خداوند عالم (و زوجنکہا) سے

حضرت پر زینب حلال ہو گئین۔ اور یہہ عذر کہ وہ دونون پہلی آیتین نکاحِ زینب

کے بعد نازل ہوئی ہین اگر فرض بھی کیا جاے تو بیجا ہر ان آیتون کے پہلے

یا بعد نازل ہونیمین کوئی حرج نہین اسلئے کہ عقدِ زینب آنحضرت سے جو ہوا وہ

خاص حکمِ خدا سے جو قرآن مین سورۂ احزاب مین و زوجنکہا صریح موجود ہر اور

محض رسمِ جاہلیت کے باطل کرنے کے لئے ہوا۔ اگر اِس نکاح سے پہلے حکمِ

بطلانِ رسمِ جاہلیت نازل ہوتا اور اُس کے بعد نکاح ہوتا تو جو متعصب معترض

اب اعتراض کرتا ہر وہ تب بھی اعتراض کرتا اور کہتا کہ چونکہ زینب سے نکاح کرنا

منظور تھا اِس لئے حضرت نے پیش بندی کر کے پہلے ایک آیت اپنے مطلب کے موافق
نازل فرمائی ہی علاوہ اِسپر جو آیتین اور جو احکام خداوندِ عالم کے طرف سے نازل
ہوئے ہین وہ حسبِ موقع و مقام نازل ہوئے ہین قرآن پڑہنے والا اور اُسکی شان
نزول کو جاننے والا بخوبی سمجھ سکتا ہی کہ تمام آیتین قرآنِ شریف کی اسی طرح حسبِ
ضرورت و مناسب مقام نازل ہوئے ہین یعنے جب کوئی ایسا مقدمہ درپیش ہوتا
کہ اس کے متعلق کسی حکم کے نازل کرنے کی ضرورت ہوتی تو اُسوقت خدائے تعالی
بذریعۂ وحی خواہ وہ قرآن ہو یا غیر قران اُس حکم سے حضرت کو مطلع فرما دیتا تھا اور
حضرت اُسیوقت وہ حکم سب لوگون کو سنا دیتے تھے بے موقع اور بے ضرورت
کوئی حکم نازل نہین ہوا ہی پس اسی طرح جب زینب کو زید نے طلاق دیدی اور خدا کو
منظور ہوا کہ رسم زمانۂ جاہلیت کو جس مین قباحتِ عظیم موجود تھی جس کا عنقریب
ذکر آتا ہی باطل فرمادے اور متبنی کی مطلقہ سے نکاح جاری کرا دے تو حضرت کو
حکم دیا کہ تم زینب سے نکاح کرلو اور بیان فرمادیا کہ تبنیت کوئی شئی نہین ہی۔
اگر منصف مزاج آدمی جو تعصب نہ رکھتا ہو وہ غور کرے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ
اِس مین کسی طرح کی برائی نہ تھی اور کوئی نکتہ چینی کا مقام نہین ہی مگر کج فہمونکو حق
بات کہان سوجھتی ہے۔

قولہ صہ ۷ اُس شریعت کے رو سے جس مین حضرت نے کبھی کوئی مضرت
ملکی یا اخلاقی نہین دیکھی تھی بلکہ جس کے حسن کے قائل ہوکر خود اُسکو برتا اُسی شریعت
کی رو سے زینب محمد صاحب پر حرام تھی۔ الی آخر ہفواتہ۔

اقول سراسر باطل و منقوص ہی کئی وجوہ سے اوّل یہہ کہ وہ رسمِ جاہلیت

یعنے رسمِ تبنیت جو توریت اور انجیل اور منشاء خداوند عالم کے خلاف تھی باقی رکھنے کے قابل اور واجب التعمیل ہرگز نہ تھی اور کوئی عاقل اسے شریعت نہین کہہ سکتا اور نہ اُسکی مخالفت سے کوئی اعتراض ہوسکتا ہی اور حضرت نے جو زید کو متبنی کیا تھا وہ زمانہ بعثت سے پہلے کا امر تھا حضرت پر اُسوقت وحی نہین آتی تھی حضرت نے بسبب زید کی محبّت کے انکو زبان سے فرزند کہدیا تھا جسکی رعایت رسمِ جاہلیت کے موافق نہ شرعاً واجب تھی نہ عقلاً۔

دوسری یہہ کہ اس رسم مین ایک عظیم ملکی اور تمدنی مضرّت اور شرعی وعقلی قباحت موجود تھی یعنے ایک بالکل اجنبی شخص جو (عمر سے مثلاً) کسی قسم کی قرابت نہین رکھتا محض زبان سے بیٹا کہدینے سے عمر کے کل مال کا وارث ہوجاے اور اقربا عمر کے محروم رہجائین یا عمر کی اولادِ صلبی کے ساتھہ وہ اجنبی شخص میراث مین شریک ہوجاے اور انھین نقصان پہنچائے اور ایضاً عمر کے نسبت دائرہ محلّلہ عورتون کا خلافِ منشاء خداوندِ عالم تنگ ہوجاے اور خلاف شرائع انبیا متبنی کی زوجہ اور بیٹی اور بہن وغیرہ عورتین عمر پر حرام ہوجائین اسیطرح متبنی پر اُسکی زوجہ اور بیٹیان اور بہنین وغیرہ محللہ عورتین حرام ہون جن کی حرمت کسی نبی کی شریعت مین بیان نہین کی گئی ہو اور بالکل وہ خداے تعالی کے منشاء کے خلاف ہو۔ اور ایضاً عقل خود حاکم ہی اس امر پر کہ بیٹا وہی ہوگا جو صلب سے کسی کے پیدا ہو اسیطرح اور قرابتدار اور باپ بھی وہی ہوگا جس کے صلب سے بیٹا پیدا ہوا ہی پس غیر کو بیٹا یا باپ یا بیٹی یا مان وغیرہ کہدینے سے ہرگز حقیقۃً یہہ لوگ مان اور باپ اور بیٹا بیٹی نہین ہوسکتے اور اس کا التزام خلاف ہی

پھر کیونکر اُسکی تعمیل واجب اور مخالفت حرام ہوگی بلکہ قضیہ منعکس ہی یعنے جو امر مخالف حق ہو اُسکی تعمیل غیر جائز اور مخالفت لازم ہوگی ۔

قولہ صـ ۷۷ دفعہ پنجم سچ تو یہہ ہی کہ یہہ غیرت و اطاعت کسی صحابی کے دل مین ہو سکتی تھی کہ زید ہی کی جورو لیجاے اور زید ہی سے کہا جاے کہ جاؤ بیٹا زینب کو ہمارا پیام دے آو الی آخرہ ۔

اقول اس مین رواج ملک و قانونِ عقل و شریعت کے اعتبار سے کوئی بیغیرتی کی بات نہ تھی جو عورت مطلقہ ہوجاے اور عدہ گذر جاے تو پھر وہ عورت شوہر اول کی نسبت بالکل مثل غیر کے ہو جاتی ہی پس اگر وہ شخص اپنے آقا اور محسن کے حکم سے اُس کا پیام نکاح اُس عورت کے پاس لیجاے تو کوئی بیغیرتی کی حرکت نہین ہی بیغیرتی کی حرکات عقلا کے نزدیک تو وہ مین جو مخاطب اور مخاطب کے ہم شہرون مین برابر جاری ہین یعنے اگر کوئی بالکل اجنبی شخص کسی کی جورو کا ہاتھ پکڑ کر خلوت مین چلا جاے تو شوہر صاحب دیکھتے رہجاتے ہین اور چون نہین کر سکتے اگر اسی کوئی بیغیرتی کہے تو سزاوار ہی ۔

قولہ صـ ۷۸ ڈسکوی صاحب نے ایک اور حیلہ تجویز کیا ہی آپ فرماتے ہین کہ "آنحضرت کو خاصکر یہہ فکر تھی کہ اگر زید نے زینب کو چھوڑ ہی دیا تو مین اسکی تلافی اور زینب کی دلجوئی کیونکر کر سکونگا زینب اور اُن کے لواحق کو جو معاملہ کے سر انجام نہونے سے ایک گونہ صدمہ لاحق ہوگیا تھا اُسکی تلافی کے خیال سے آنحضرت کا ارادہ ہوا کہ زینب سے خود نکاح کر لین" دیکھو قاضی جی شہر کے اندیشہ سے دُبلے ہین کوئی اپنی جورو کو طلاق دے آپ کو فکر دامنگیر

ہو کہ اِس سے نکاح کون کریگا۔ الخ۔

اقول اگر حسبِ قولِ مولوی فیروز الدین صاحب ڈسکوی حضرت نے زینب اور اُن کے لواحق کی دلجوئی کا خیال کیا ہو تو کچھ عجب نہین ہو اور قولِ مخاطب باطل ہو اسلئے کہ زینب سے حضرت کو بسببِ قرابتِ قریبہ ہونے کے ایک قوی تعلق تھا۔ اور پہلے زید کا نکاح بھی زینب سے حضرت کے حکم سے ہوا تھا۔ اور زید حضرت کے آزاد کردہ غلام بھی تھے پس اِن قوی تعلقات سے حضرت کو زینب اور اُن کے لواحق کی دلجوئی اور تلافی کی ضرورت تھی اور بسبب اس کے کہ حضرت کے حکم سے زید کا نکاح زینب سے ہوا تھا اور زید حضرت کے غلام تھے اور اُنھون نے زینب کو پھر طلاق دیدی اس لئے اسکی جوابدہی اور رعایت حضرت کے ذمہ تھی پس وہ قاضی کی مثل جو بالکل بے تعلق اشخاص کے لئے موضوع ہو یہان وارد کرنا مخاطب کے خللِ دماغ اور انتشارِ حواس پر دلالت کرتا ہو۔

قولہ صـ۸۷ اور ایسی عورت جو اپنے شوہر کا دم ناک مین کرتی تھی وہ کس رعایت کی مستحق تھی۔ ملخصاً۔

اقول زید سے زینب کی ناچاقی جو بیان کی گئی ہو وہ زید کی غلامی اور زینب کی عالی خاندان اور حسین ہونے کے سبب سے تھی۔ نہ یہ کہ زینب بالطبع بدمزاج تھین۔ اے کرسچنو تمھاری عقل کہان چھپ رہی ہے اور تم کیون ایسے کجفہم نبگئے ہو جو ادنی ادنی بات مین کج بحثی کرتے ہو ذرا محبتِ مالِ دنیائے فانی کو کم کر کے عقل کو نزدیک لاؤ اور اُس سے استمداد کرو۔ ورنہ تمھارے ایسے واہی خیالون اور مزخرف حیلون سے

کچھ نہین ہوتا حق بھی کہین پوشیدہ ہوتا ہی اور آفتاب بھی کہین خاک ڈالے سے چھپ جاتا ہی نہین ہرگز نہین جو بات حق ہی وہ صاف ظاہر ہو جاتی ہی اور تمھاری عداوت اور سوء فہمی بھی سب پر روشن ہو جاتی ہی۔

قولہ ص ۹۷ یہہ سب بے صبری تھی حضرت کی جو اُن کے عشق نے اُن سے کرائی چنانچہ لکھا ہی کہ محمد صاحب نے زینب سے نکاح بھی نہین کیا نکوئی شاہد ہوا زینب کو معلوم بھی نہ تھا کہ یکایک اُس کے گھر مین گھسے اور اُس سے مقاربت کر لی چنانچہ مروی ہی کہ حضرت زینب کے گھر تشریف لے گئے درحالیکہ وہ سر برہنہ تھی۔ عرض کی بے گواہ یا رسول اللہ فرمایا اللہ المزوج وجبرئیل الشاہد۔ (الی آخر ہفواتہ)

اقول دو وجہون سے منقوض ہی اول یہہ کہ کتاب حیات القلوب کے ص ۴۷ مین مذکور ہی کہ "چون حضرت رسول زینب را بنکاح خود درآورد بسیار او را دوست داشت و او را ولیمہ کرد و اصحاب خود را بولیمہ طلب نمود" الخ اور تفسیر حقانی کی چھٹی جلد ص ۷ مین مرقوم ہی "کہ بخاری اور ترمذی اور احمد وغیرہ نے روایت کی ہی (الی ان قال) پھر اُس سے (یعنے زینب سے) رسول اللہ نے نکاح کر لیا اور اُس کا ایسا ولیمہ کیا جو کسی بیوی کا ولیمہ نہین کیا" ان تینون روایتون سے ظاہر ہی کہ برسم معہود زمین پر حضرت نے زینب سے نکاح کیا تھا پھر اب انکی مخالف روایت کے غیر صحیح ہونے مین کون سا شک باقی ہی اور جب وہ خبر غیر صحیح ہی تو اُس سے مخاطب کو اپنے اعتراض پر استدلال بیجا ہی دوسرے یہہ علی التنزل و فرض صحت روایت وہ امر بھی حضرت کے خصائص

سے ہوگا یعنے جب خدا نے خود فرما دیا (زوجنا کہا) تو حضرت نے موافق وحیِ خداوند اعادہ تزویج زینب پر ضرور رکھا تھا۔

مگر قولِ مخاطب کہ (یکایک اسکے گھر میں گھسے اور اُس سے مقاربت کر لی) کسقدر جھوٹ اور افترا ہی اہلِ تتبع جانتے ہین کہ کسی کتاب مین کسی مورخ یا محدث یا مفسر نے نہین لکھا ہی کہ حضرت نے زینب کے مکان مین تشریف لاتے ہی اُن سے مقاربت فرمائی بلکہ ظاہر ہی کہ زینب کے گھر مین تشریف لانے کے بعد ولیمہ تیار فرمایا اور تمام اصحاب کی دعوت کی گئی جب سب لوگ طعامِ ولیمہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے گھرون کو چلے گئے اُسوقت خلوت فرمائی چونکہ یہہ امر تمام کتابون سے معلوم ہوتا ہی اسلیئے بندہ نے کسی ایک کتاب کی عبارت یہان نقل نہین کی اگر کسی کو شک ہو تو وہ کتبِ حدیث و تفسیر و سیر ملاحظہ فرمائیے۔

پس افسوس ہی مخاطب سے کہ محض طمعِ دنیا کے لئے جھوٹ بولکر لوگونکو گمراہ کرتا ہی اور اپنا دین و ایمان برباد دیتا ہی۔

قولہ ہمتو یہی کہتے ہین کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا زنا کیا اور اُسکو حکمِ خدا بتلایا۔

اقول کَبُرَت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔

یہہ کلمہ عظیم ہی جو اُن کے منہ سے نکلتا ہی وہ نہین کہتے ہین مگر جھوٹ۔

یہہ بہتانِ عظیم جو مخاطب نے کیا ہی اور اس فعلِ شنیع کی نسبت (معاذ اللہ) ہمارے حضرت کی طرف لگائی ہی تعالی جنابہ عن ذالک علوا کبیرا ایسا امر نہین ہی جس کے لئے ہم فقط تحریری جواب پر اکتفا کرین بلکہ ہم اس کے شایستہ

پاداش

یاداش اور اُس کے لایق جواب کو خداوند قہار کے عدل کے حوالے کر دیتے ہین ۔
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔
نہایت حیرت یہہ ہی کہ مخاطب نے ہمارے حضرت کی طرف تو سراسر ایک جھوٹا الزام لگایا ہی اور محض عداوت سے ایک امر شنیع کا بہتان کیا ہی جس کا ثبوت ہرگز مخاطب نہین دیسکتا مگر مخاطب کی کتاب مین یعنے مجموعہ توریت و انجیل مروجہ مین جو بہت سے امورِ شنیعہ اور افعالِ قبیحہ کی نسبت انبیا بلکہ خدا کی طرف بصراحت تمام لگائی گئی ہی نہین معلوم اُس کا جواب مخاطب کیا دیتا ہی اور امثالِ مخاطب اِس مین کیا عذر پیش کرتے ہین ہم واسطے ملاحظۂ منصفین اور عبرتِ ذوی الافہام چند امور اُن مین سے نقل کرتے ہین ۔
اشموایل کی دوسری کتاب کے گیارھوین باب مین مرقوم ہی جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ وے ایک دن شام کو حضرتِ داوٗد اپنے فرش پر سے اُٹھے اور اپنے بام پر ٹہلنے لگے وہان سے انھین ایک عورت نظر آئی جو نہا رہی تھی اور نہایت خوبصورت تھی داوٗد نے اُس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجے معلوم ہوا کہ وہ عورت آوریا کی جورو ہی داوٗد نے اُس عورت کو بلوا بھیجا جب وہ عورت اُن کے پاس آئی داوٗد اُس سے ہم بستر ہوے اُس کے بعد وہ اپنے گھر چلی گئی اور اُسے داوٗد کا حمل رہگیا تب اُس عورت نے داوٗد کو اپنے حمل کی خبر بھیجی ۔ داوٗد نے اپنے لشکر کے سردار یوآب کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو میرے پاس بھیجدے ۔ یوآب نے اوریا کو داوٗد کے پاس بھیجدیا جب آوریا آیا تو داوٗد نے اُس سے پہلے خبر جنگ پوچھی اور بعد اُس کے کھانا پہنچنے

گھرجا۔ مگر اوریا داؤد کے گھر سے نکلکر اُنکی ڈیوڑھی پر خادمون کے ساتھ سو گیا اور اپنے گھر نگیا۔ یہہ خبر داؤد کو پہونچی تو اُنھون نے اوریا سے کہا کہ تو سفر سے آیا ہی اپنے گھر کیون نہین جاتا اوریا نے عرض کی کہ تمام بنی اسرائیل اور ہمارا سردار یواب جنگل مین ہین مین کیونکر اپنے گھر جاکر آرام کرون بہر حال اوریا وہین رہا دوسرے روز داؤد نے اوریا کو بلا کر مست کیا مگر پھر بھی وہ اپنے گھر نگیا اور وہین خادمون کے ساتھ سو گیا آخر داؤد نے یواب کو ایک خط لکھکر اوریا کے ہاتھ روانہ کیا اس خط کا مضمون یہہ تھا کہ عین جنگ کی گرمی کے وقت اوریا کو آگے کر کے تم لوگ پھر جاؤ تا اوریا مقتول ہوجاے پس یواب نے حسب تحریر داؤد اوریا کو ایسے مقام پر جہان دشمنون کے جنگی سپاہی تھے چھوڑ دیا دشمنون نے چڑہائی کی اور اوریا کو چند اور سپاہیون سمیت مار ڈالا۔ تب یواب نے ایک قاصد کی زبانی اوریا کے قتل ہونیکی خبر داؤد کے پاس کہلا بھیجی اوریا کی جورو اپنے شوہر کا مرنا سنکے سوگ مین بیٹھی اور جب سوگ کے دن گزر گئے تب داؤد نے اُسے اپنے گھر مین بلوا لیا اور اُسے اپنی جورو بنا لیا اور وہ اُس کے لئے بیٹا جنی" انتہی ملخصاً۔

دیکھو عیسائیون کے پیغمبر نے بصراحت کتاب مقدس زناے محصنہ کیا اور ایک نیکے دیندار مؤمن کو ناحق قتل کروا ڈالا مگر عیسائیون کے نزدیک انکی نبوت مین کسی طرح کا نقصان نہین ہوا وافضیحتاہ عجیب مذہب ہی اور عجیب پیغمبر ہین اور توریت کی کتاب پیدایش کے اُنیسوین باب مین آیت ۳۰ سے ۳۸ تک اسطرح لکھا ہی۔ اور لوط صغر سے اپنی دونون بیٹیون سمیت

نکلکر پہاڑ پر جا رہا کیونکہ صغر مین رہنے سے اُسے دہشت ہوئی اور وہ اور اُسکی
دونون بیٹیان ایک غار مین رہنے لگین۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ
ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے دستور کے
موافق ہمارے پاس اندر آوے ۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاوین اور اُس سے
ہم بستر ہووین تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین ۔ سو اُنھون نے اُسی رات
اپنے باپ کو مے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اُس نے
اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے
چھوٹی سے کہا کہ دیکھہ کل رات کو مین اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی آؤ آج رات بھی اسکو
مے پلاوین اور تو بھی جاکے اُس سے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین سو
اس رات بھی اُنھون نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی اُٹھہ کے اُس سے ہم بستر
ہوئی اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونون
بیٹیان اپنے باپ سے حاملہ ہوئین۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اُس کا نام موآب
رکھا وہ موآبیون کا جو اب تک ہین باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اُس کا
نام بن عمی رکھا وہ بنی عمون کا جو اب تک ہین باپ ہوا" انتہی۔

سبحان اللہ عجیب پیغمبر ہین کہ بیٹیون سے زنا کرتے ہین اور خبر نہین کہ کیا کیا ایسے پیغمبرون
کے اور اقوال اور افعال پر لوگ بہت اعتماد کرتے ہون گے اور اِن سے اچھی ہدایت
ہوتی ہوگی (معاذ اللہ) ۔

اب منصفین ذرا مخاطب کے خدا کا بھی حال سن لین کہ مروجہ توراۃ و انجیل نے اس
خدا کی کیا گت بنائی ہے اور کتنی قباحتین اُس سے منسوب کی ہین ۔

اول سبکو اعتقاد رکھنا فرض ہو کہ خدا واحد ہو اُس کا کوئی شریک* نہین مگر بائبل اس کے خلاف بتاتی ہو۔ کتابِ پیدایش باب ۳ آیت ۲۲ حضرت آدم کے حال مین مرقوم ہو ’’اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہوگیا‘‘ اور ۸۲ زبور کی آیت ۱ مین لکھا ہو۔ خدا خداؤنکی جماعت مین خدا کھڑا ہو الٰہونکے درمیان وہ عدالت کرتا ہو‘‘

ایسے مضامین مجموعہ کتب مقدسہ مین اور بھی ہین۔ اور ہمارے قرآن مین خدا تعالے کی صفت اسطرح لکھی ہو ’’اللہ لا الٰہ الّا ہو‘‘ یعنے اللہ وہ ہو جس کے سوا کوئی معبود نہین ہو۔

دوسرے ضرور ہو کہ خدا تعالیٰ سب چیزون پر قادر و توانا ہو اور کسی سے عاجز نہو مگر بائبل اس کے خلاف بیان کرتی ہو۔ چنانچہ قاضیون کی کتاب باب ۱ آیت ۱۹ مین مرقوم ہو ’’اور خداوند یہوداہ کے ساتھ تھا اور اُس نے کوہستانیون کو خارج کیا پر نشیب کے رہنے والون کو خارج نکر سکا کیونکہ اُن کے پاس لوہے کی رتھین تھین‘‘

اور کتابِ پیدایش مین باب ۳۲ آیت ۲۴ سے ۳۰ تک مرقوم ہو جس کا خلاصہ یہہ ہو کہ حضرت یعقوب سے خداے تعالیٰ رات بھر کشتی لڑتا رہا اور غالب نہو سکا اور قریبِ صبح یعقوب سے بولا کہ مجھے جانے دے کہ پو پھٹتی ہو اس عبارت سے ثابت ہوتا ہو کہ خدا کے لئے بھی مثل آدمیون کے جسم ہو کیونکہ کشتی لڑنا اور کہین آنا جانا مستلزم جسمانیت کا ہو۔ اور خدا تعالیٰ بالکل عاجز ہو کہ کشتی لڑنے مین یعقوب پر غالب نہو سکا بلکہ یعقوب سے مغلوب ہوگیا اور اس سے پناہ مانگی۔ ایسے

اور

امور مجموعہ کتب قدیمہ وجدیدہ مین بہت ہین۔ اور قرآن شریف مین خدا تعالی کی صفت

اسطرح لکھی ہی "قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء

وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر" یعنی تو کہہ اے

نبی کہ اے پروردگار مالک سلطنت کے تو سلطنت دیتا ہی جسے چاہتا ہی اور

سلطنت چھین لیتا ہی جس سے چاہتا ہی اور عزت دیتا ہی جسے چاہتا ہی اور ذلیل کرتا ہی جسکو چاہتا ہی

تیرے ہاتھہ مین سب خوبیان ہین تو ہر چیز پر قادر ہی۔

تیسرے سونا اور جاگنا انسانی صفتین ہین اور وہ خداے تعالی کے لایق

نہین مگر بائبل ان ناقص صفتون سے خدا کو موصوف کرتی ہی چنانچہ ساتوین

زبور کی چھٹی آیت اسطرح مرقوم ہی "اے خداوند اپنے قہر مین اُٹھہ اور میرے

دشمنون کے جوش وخروش کی مخالفت مین اپنے تئین بلند کر اور میرے لئے

جاگتا رہ" اور ۳۵ زبور کی ۲۳ آیت مین اسطرح لکھا ہی "اے میرے

خدا اے میرے رب اُٹھہ اور میرے انصاف کے لئے اور میرے فیصلہ کے

لئے جاگ" اور ۴۴ زبور کی ۲۳ آیت مین مرقوم ہی کہ "بیدار ہو کیون سو

رہتا ہی تو اے خداوند جاگ" اور ۷۸ زبور کی ۶۵ آیت مین اسطرح مرقوم ہی

"تب خداوند اُس شخص کی طرح جو نیند سے چونکے اور اُس پہلوان کے مانند

جو مے کی نشہ مین ہو اُٹھا اور جاگا" اسی طرح زبور کے اور مقامات مین خدا

کی طرف سونے اور جاگنے کی نسبت دیگئی ہی۔

اور کتاب یرمیاہ کے باب ۷ آیت ۱۳ مین خدا کہتا ہی "اور مین نے سویرے اُٹھہ

کے تمکو کہا اور کہتا ہی رہا پر تمنے نہ سنا" اور اسی باب کے آیت ۲۵ مین۔

خداے تعالی کی زبانی اس طرح مرقوم ہی "مین نے تمھارے پاس اپنے سارے نبیون کو بھیجا مین نے ہر روز سویرے اُٹھ کے اُنھین بھیجا ہی"

اور قرآن شریف مین خداے تعالی کی صفت اسطرح وارد ہی "الحی القیوم لاتاخذہ سنۃ ولا نوم" یعنے وہ زندہ ہی سبکا تھامنے والا ہی نہین لیتا ہی اُسکو اُونگنا اور نہ خواب۔ یعنے نہ وہ اُونگتا ہی اور نہ سوتا ہی۔

چوتھے خدا تعالی کے مانند کوئی شئے نہین ہی اور نہ وہ کسی شئے سے مثال دیا جاتا ہی مگر بائبل اُسے جانورون سے اور کم رتبہ چیزون سے تشبیہ دیتی ہے چنانچہ کتاب ایوب کے باب ۱۰ آیت ۱۶ مین خدا کی طرف اِس طرح خطاب کیا جاتا ہی "میری مصیبت کو دیکھ کہ وہ زیادہ ہوتی تو تو شیر کے مانند مجکو شکار کرتا اور پھر عجیب صورت مین ہو کے اپنے تئین مجھ پر ظاہر کرتا" اور نوحۂ یرمیاہ کے باب ۳ آیت ۱۰ مین خدا کی نسبت کہا گیا ہی "وہ میرے لئے ایسا ہوا جیسے بھالو جو گھات مین بیٹھا ہو اور جیسے شیر ببر جو چھپکے کمین گاہ مین لگا ہو" اور کتاب ہوسیع باب ۵ آیت ۱۴ مین خدا کی زبانی مرقوم ہی "مین افرائیم کے لئے شیر ببر کے مانند اور یہوداہ کے گھرانے کے لئے جوان سنگھ کے مانند ہونگا" اور اسی کتاب کے باب ۱۳ آیت ۷ و ۸ مین خدا کہتا ہی "اِس لئے مین اُن کے لئے شیر ببر کے مانند ہوا اُس تیندوا کے مانند جو راہ مین بیٹھا ہو مین اُن کے گھات مین لگا رہا۔ مین اُس ریچھ کے مانند جس کے بچے چھین لئے گئے ہون اُن سے دوچار ہوا اور اُن کے دل کے پردے کو پھاڑا اور شیرنی کی طرح اُنکو وہان نگل گیا" اور مکاشفات باب ۴ آیت ۳ مین خدا کی نسبت کہا گیا ہی

اور جو اُس پر بیٹھا تھا وہ دیکھنے مین سنگ یشم اور عقیق سا تھا" ان عبارتون سے ظاہر ہے کہ خدا تعالی کو شیر اور شیرنی اور ریچھہ اور تیندوے اور سنگ یشم اور عقیق سے جو ادنی مخلوق سے خدا کے ہین تشبیہہ دیگئی ہے۔ اور قرآن شریف مین خدا کی صفت اسطرح بیان کی گئی ہے لیس کمثلہ شئ یعنے خداے تعالی کے مانند کوئی شئ نہین ہے۔

پانچوین تھک جانا اور آرام کرنا صفت ناقص مخلوق کی ہے اللہ تعالی کی ذات اس عیب سے پاک ہے مگر بائبل اس عیب کو خدا تعالی سے منسوب کرتی ہے چنانچہ کتاب خروج کے باب ۳۱ آیت ۱۷ مین مرقوم ہے "اس لئے کہ چھہ دن مین خداوند نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ساتوین دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا" اور کتاب یسعیاہ کے باب اول آیت ۱۴ مین خدا کی زبانی لکھا ہے کہ "میرا جی تمھاری نئے چاند دن اور تمھاری عیدون سے بیزار ہے وے مجھپر ایک بوجھہ ہین مین اُن کے اُٹھانے سے تھک گیا" اور کتاب یسعیاہ کے باب ۴۳ آیت ۲۴ مین خدا کی زبانی لکھا ہے "تو نے مجھے اپنے ذبایح کی چربی سے سیر نکیا لیکن تو نے اپنے گناہون سے مجھے باربردار کیا اور اپنی خطاؤن سے مجھے تھکایا"

اور قرآن شریف مین اس بارہ مین خداے تعالی کی صفت اس طرح بیان کی گئی ہے "وسع کرسیہ السموات والارض ولا یودہ حفظھما" یعنے اُس کی کرسی مین آسمان اور زمین کی گنجایش ہے اور اُن کے تھامنے سے خدا تعالے تھکتا نہین۔ اور دوسرے مقام پر خدا نے اسطرح ارشاد فرمایا ہے "ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب" یعنے ہمنے

چھہ دنمین آسمان و زمین کو اور اُن چیزون کو جو انمین ہین پیدا کیا اور ہم کو کچھہ ماندگی نہ آئی۔

چھٹے پشیمان ہونا اور پچتانا ناقص العقل انسان کا کام ہی چونکہ ضرور ہی کہ خدا تعالیٰ امورِ آیندہ کا عالِم ہو اس سلئے کوئی فعل اُس سے ایسا صادر نہین ہوتا جس سے وہ پشیمان ہوئے اور پچتائے مگر بائبل خدا تعالیٰ کو اس عیب سے متصف کرتی ہی چنانچہ کتابِ پیدایش کے باب ۶ مین مرقوم ہی "تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا کہ مین انسانکو جسے مین نے پیدا کیا روی زمین پر سے مٹا ڈالونگا انسانکو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندون تک کیونکہ مین اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہون" اور کتابِ خروج کے باب ۳۲ آیت ۱۴ مین مسطور ہی "تب خداوند نے اُس بدی سے جو چاہا تھا کہ اپنے لوگون سے کرے پچتایا" اور کتاب ۲ سموئل کے باب ۲۴ آیت ۱۶ مین مرقوم ہے "اور جب فرشتے نے اپنا ہاتھہ بڑہایا کہ یروسلم کو فنا کرے تو خداوند بدی کرنے سے پچتایا" اور کتابِ یرمیاہ کے باب ۱۵ آیت ۶ مین لکھا ہی "خداوند کہتا ہی تو پیچھے پھر گئی اس سلئے مین تجھپر اپنا ہاتھہ بڑہاؤنگا اور تجھے برباد کرونگا پچتاتے پچتاتے مین تھک گیا"

اور سموایل کی پہلی کتاب کے باب ۱۵ آیت ۳۵ مین مرقوم ہی "اور خداوند بھی پچتایا کہ اُس نے ساؤل کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کیا" اسی طرح خدا تعالیٰ کے پچتانے کا حال بائبل کے اکثر مقامات مین لکھا ہی۔

اور قرآنِ شریف مین خدائے تعالیٰ کی صفت اسطرح بیان کی گئی ہے۔ و

وخلق کل شئ وہو بکل شئ علیم یعنے خدا نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز سے واقف وخبردار ہے۔

ساتوین ضرور ہے کہ خداے تعالی عادل ہو اور ظالم نہو۔ اور یہہ صریح ظلم ہے کہ گناہ کوئی کرے اور اُس کی سزا دوسرے کو دیجائے مگر بائبل خداے تعالی کو ایسے ظلم سے موصوف کرتی ہے چنانچہ گنتی کی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۱۸ مین مرقوم ہے ''وہ ہر حال بے گناہ نہ ٹھہرائیگا بلکہ باپ دادا اُون کے گناہون کا اُن کے لڑکونسے جو اُن کی تیسری چوتھی پشت ہین بدلہ لیتا ہے'' اسی طرح کتاب خروج کے باب ۳۴ آیت ۷ مین لکھا ہے اور سموائل کی کتاب دوم کے باب ۱۲ آیت ۱۱ مین حضرت داؤد کے بارہ مین مرقوم ہے ''اور خداوند یون فرماتا ہے کہ دیکھہ مین ایک آفت کو تیرے ہی گھر سے تجھہ پر اُٹھاؤن گا اور مین تیری جورؤن کو لیکے تیری آنکھون کے سامنے تیرے ہمسائے کو دونگا اور وہ اِس آفتاب کے سامنے تیری جورؤن کے ساتھہ ہم بستر ہوگا'' افسوس ہے کہ گناہ داؤد کرین اور اُس کے عوض مین اُن کی جورؤن کی عزت لیجائے اور ایسے مضامین کہ خدا نے کسی شخص کے گناہ پر دوسرون کو سزا دی ہے۔ بائبل مین اکثر مقامات پر مرقوم ہین اور اسی بنا پر حضرت داؤد نے ایک جگہہ عیسائیون کے خدا پر اعتراض بھی کیا ہے اور وہ اعتراض ظاہرا ٹھیک ہے چنانچہ سموائل کی کتاب دوم باب ۲۴ آیت ۱۷ مین مسطور ہے ''اور داؤد نے جب اُس فرشتے کو جو لوگون کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند کو کہا دیکھہ گناہ تو مین نے کیا اور بدی مجھہ سے ہوئی پر اُن بھیڑون کا کیا قصور ہے پس مجھی پر اور میرے باپ کے گھرانے پر اپنا ہاتھہ چلائیے'' اور سب سے زیادہ

بے انصافی اور ظلم یہہ ہی کہ تمام اہلِ دنیا کے گناہون کے عوض ایک بے گناہ کو
سزا دیگئی اور سب کے گناہون کا بوجہہ ایک معصوم کے سر پر رکہدیا یعنے مروجہ
انجیلی مسیح بے خطا اور بے قصور تمام گناہ گارون کے عوض نہایت ذلت اور
خواری سے یہودیون کے ہاتھہ مین گرفتار ہوکر قتل کئے گئے اور تین رات دن
سزاے جہنم مین مبتلا ہوئے دیکھو حل الاشکال مطبوعہ ۱۸۴۷ء عیسوی صفحہ ۱۰۶
سطر ۱۳۔ اور قرآن شریف مین خداے تعالیٰ نے اسطرح فرمایا ہی۔ لاتزر وازرۃ
وزر اخری یعنے ایک کا بوجہہ دوسرا نہین اٹھاتا۔ اور پھر فرماتا ہی۔ ان اللہ لیس
بظلام للعبید۔ یعنے خداے تعالیٰ بندون پر ظلم نہین کرتا۔

آٹھوین خداوند عالم ہر جگہہ حاضر و ناظر ہی اور کوئی چیز کسی وقت اُس سے پوشیدہ
نہین اور چلنا پھرنا اور اُترنا چڑہنا اُسکی ذات پر روا نہین مگر بائبل خداے پاک
کو برخلاف اسکے تمام عیوب سے منسوب کرتی ہی۔ چنانچہ کتاب پیدایش کے باب ۳
آیت ۸ و ۹ مین مرقوم ہی "اور اُنھون نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت
باغ مین پھرتا تھا سنی اور آدم اور اُسکی جورو نے آپ کو خداوند خدا کے سامنے
سے باغ کے درختون مین چھپایا تب خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور اُس سے
کہا کہ تو کہان ہی" اور کتاب پیدایش کے باب ۱۸ آیت ۲۰ و ۲۱ مین مذکور
ہی "پھر خداوند نے کہا اس لئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا اور
اُنکا جرم نہایت سنگین ہوگیا ہی۔ مین اب اُتر کے دیکھونگا کہ اُنھون نے سراسر
اُس چلانے کے مطابق جو مجھہ تک پہونچا۔ کیا ہی یا نہین اور اگر نہین تو مین دریافت
کرونگا" اور اسی کتاب کے باب ۱۱ آیت ۵ مین لکھا ہی کہ "اور خداوند

اُس شہر و برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے دیکھنے اُترا"

اور قرآن شریف مین خداے تعالی کی صفتین اس طرح مذکور ہین ؛ ہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر۔ یعنے تم جہان ہو خدا تمھارے ساتھ ہی اور تم جو کام کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہی۔

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه ونحن اقرب الیه من حبل الورید۔ یعنے ہمنے آدمی کو پیدا کیا اور جو آدمی کے دل مین خطرہ ہوتا ہی اُسے ہم جانتے ہین اور اُسکے طرف ہم رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہین۔ واللہ ما فی السموات وما فی الارض وکان اللہ بکل شیٔ محیطا۔ یعنے جو کچھ آسمان و زمین مین ہے وہ خدا کا مال ہی اور خداے تعالی ہر شیٔ پر محیط ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یعنے اُس کے پاس غیب کی کنجیان ہین اُنکو سواے خدا کے کوئی نہین جانتا اور جو کچھ صحرا و دریا مین ہی خداے تعالی اُسے جانتا ہی۔ اور کوئی پتا نہین گرتا مگر خداے تعالی اُسے جانتا ہی اور کوئی دانہ زمین کی تاریکی مین ایسا نہین ہی اور نہ کوئی ایسا خشک و تر ہی جسکا ذکر کتابِ مبین مین نہو۔ ہو اللہ فی السموات والارض یعلم سرکم وجهرکم ویعلم ما تکسبون۔ یعنے وہی خدا آسمان و زمین مین تمھارے ظاہر و باطن کو جانتا ہی اور جو تم کسب کرتے ہو اُس سے واقف ہی۔ ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

نوین خداے تعالی عالم ہی اور علم اُس کی صفتِ ذاتی اور ازلی اور ابدی ہونے کے سبب سے اُسپر سہو و نسیان جائز نہین ہی۔ اور اُسکو اپنا وعدہ

یا ارادہ تمام کرنے کے لئے علامت اور یاددہی کے اسباب ضرور نہین۔
مگر بائبل اس کے خلاف بیان کرتی ہو چنانچہ خداے تعالی نے بعد طوفان نوح
کے وعدہ کیا کہ پھر کوئی جاندار پانی کے طوفان سے ہلاک نہوگا اور اس عہد کی
یاددہی کے لئے یہہ علامت رکھی کہ مین اپنی کمان کو بدلی مین رکہتا ہون اور ایسا
ہوگا کہ جب مین زمین پر بادل لاؤن تو میری کمان بادل مین دکھلائی دیگی اور مین
اُسے دیکھکر اپنے عہد کو یاد کرونگا ملخصاً کتاب پیدایش باب ۹ آیت ۸ سے
۱۷ تک۔ اور دوسرے مقام پر اس طرح مرقوم ہو کہ خداے تعالی نے مصریون
کے پلوٹھے بچونکو مارنیکا ارادہ کیا اور مصری اور بنی اسرائیل کے گھر قریب
قریب تھے۔ اور یہہ بھی مقرر ہوا کہ خدا اپنی ذات سے آدہی رات کو نکل کے
مصر کے بیچون بیچ مصریون کے مارنے کے لئے جائے۔ اور اسلئے کہ مبادا
کہین بنی اسرائیل پر ہاتھہ نہ پڑجاے اور فرعونیون کے ساتھہ وہ نہ مرجائین۔
ایک نشانی یعنے یاددہی کا سامان تیار کیا گیا اس طرح سے کہ خدا نے کہا۔
بنی اسرائیل مین ہر ایک مرد ایک بھیڑ کا بچہ ذبح کرے اور اُس کے لہو کو لیکر
دروازے کے دہنے اور بائین اور اوپر کی چوکھٹ پر چھاپا مارین اس لئے کہ
وہ خون تمھارے اُن گھرون پر جہان تم ہو نشان ہوگا اور مین وہ لہو دیکھکر
تم سے درگزرونگا ملخصاً دیکھو کتاب خروج باب ۱۱ آیت ۴ و باب ۱۲
آیت ۴ تک۔ ایسے مضمون بائبل مین اور مقامات پر بھی ہین۔
دسوین خداے تعالی صادق ہو یعنے کلام اُس کا سچا ہو جھوٹ اُس کی
ذلت پر روا نہین مگر بائبل سے معلوم ہوتا ہو کہ معاذ اللہ وہ جھوٹا ہو۔ چنانچہ

کتاب

کتاب یرمیاہ کے باب ۱۵ آیت ۱۸ و ۱۹ مین مرقوم ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ "خدا نے یرمیاہ نبی سے وعدہ کیا کہ مین ایک حصین شہر تیرے دشمنون کے مقابل بناتا ہون کہ تیرے دشمن تیرے ساتھ لڑینگے لیکن تجھہ پر غالب نہون گے" مگر اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ وعدہ پورا نہوا بلکہ اس کے خلاف مین عمل ہوا چنانچہ خود یرمیاہ نبی خدا سے خلفِ وعدہ کی شکایت کرتے ہین "میرا غم کیون دائمی ہی اور میرا گھاؤ لاعلاج کہ صحت پذیر نہین تو میرے لئے سراسر دھوکے کی نہر سا ہوگیا ہی اُس پانی کے مانند جو نہین ٹھہرتا" دیکھو کتابِ یرمیاہ باب ۱۵ آیت ۱۸ اور دوسرے مقام پر یرمیاہ نبی کہتے ہین کہ "تب مین نے کہا ہاے اے خداوند خدا یقیناً تو نے اس قوم کو اور یروسلم کو یہہ کہکے دغا دی کہ تم سلامت رہوگے حالانکہ تلوار جان پر لگی ہی" دیکھو کتابِ یرمیاہ باب ۴ آیت ۱۰ اور کتابِ پیدایش کے باب ۲ آیت ۸ و ۹ مین مذکور ہی "اور خداوند خدا نے عدن مین پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اُسنے بنایا تھا وہان رکھا اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے مین خوشنما اور کھانے مین خوب تھا اور باغ کے بیچون بیچ حیات کے درخت اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے اُگایا" اور اسی باب کے آیت ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ مین مرقوم ہی "اور خداوند خدا نے آدم کو لیکر باغِ عدن مین رکھا کہ اُسکی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کی درخت سے نکھانا کیونکہ جس دن تو اُس سے کھائیگا تو ضرور مریگا" یہان سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرتِ آدم کو اُسی درخت کے کھانیکی

مناہی کی گئی تھی جس کا نام اسی باب کی آیت ۹ مین نیک و بد کی پہچان کا درخت ہی اور کہا گیا تھا کہ جس دن آدم اُسے کھائیگا اُسی روز مر جائیگا حالانکہ یہہ قول خدا کا صریح جھوٹا ہو گیا کیونکہ آدم نے اُس درخت سے کھایا اور اُس دن کیا کئی سو برس تک نہ مرے طرہ اسپر یہہ ہی کہ سانپ نے یعنے شیطان نے برخلاف خدا کے پیشین گوئی کی تھی اور اُسی کی بات سچ ہوئی اور مقابلہ مین شیطان کے معاذ اللہ خدا کی بات غلط نکلی۔ دیکھو کتاب پیدایش باب ۳ آیت ۲ تا ۵ "اور عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختون کا پھل ہم تو کھاتے ہین مگر اُس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچون بیچ ہی خدا نے کہا کہ تم اُس سے نکھانا اور نہ اُسے چھونا ایسا نہو کہ مرجاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے۔ بلکہ خدا جانتا ہی کہ جسدن اُسے کھاؤگے تمھاری آنکھین کھلجائینگی اور تم خدا کے مانند نیک و بد کے جاننے والے ہوؤگے" چنانچہ ایسا ہی ہوا دیکھو کتاب پیدایش باب ۳ آیت ۲۲ "اور خداوند خدا نے کہا کہ دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہو گیا" افسوس ہی کہ بائبل خدا ے تعالی کو تو جھوٹا اور شیطان کو سچا ٹھہراتی ہے۔ اور کتاب پیدایش کے باب ۴۶ آیت ۲ و ۳ و ۴ مین مرقوم ہی "اور خدا نے رات کو خواب مین اسرائیل سے باتین کین اور کہا اے یعقوب اے یعقوب وہ بولا مین حاضر ہون۔ اُس نے کہا مین خدا تیرے باپ کا خدا ہون مصر مین جاتے ہوئے مت ڈر کیونکہ مین تجھے وہان بڑے گروہ بناؤنگا مین تیرے ساتھ مصر کو جاؤنگا اور تجھے بیشک پھر لے آؤنگا" یہان بھی خدا ے تعالے نے معاذ اللہ یعقوب سے جھوٹا وعدہ کیا ہی اور وعدہ وفائی نکی کیونکہ یعقوب

یعقوب مصر جاکر پھر واپس نہ آئے اور وہین انتقال فرمایا دیکھو کتابِ پیدایش باب ۴۹
آیت ۳۳ اور بائبل مین اکثر مقامات پر لکھا ہی کہ خدا تعالے نے حضرت ابراہیم اور اسحق
اور یعقوب سے بارہا وعدہ کیا تھا کہ ملکِ کنعان وغیرہ بہت سے ملکون کو اُن کے
اور اُن کی اولاد کے قبض و تصرف مین کر دیگا ایسا کہ وہ ہمیشہ کے لئے مالک ہون
اور اِس عہد پر قسم بھی کھائی چنانچہ کتابِ پیدایش کے باب ۱۷ آیت ۸ مین مرقوم
ہی کہ خداے تعالی نے ابراہیم سے فرمایا ہی "اور مین تجھکو اور تیرے بعد تیری
نسل کو کنعان کا تمام ملک جس مین تو پردیسی ہی دیتا ہون کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہوئے
الخ اور اسی کتاب کے باب ۱۳ آیت ۱۵ مین مثل اسکے مرقوم ہی
اور اسی کتاب کے باب ۲۶ آیت ۳ مین لکھا ہی کہ خداے تعالی نے حضرت
اسحق سے خطاب کر کے فرمایا ہی "تو اِس ہی زمین مین بود و باش کر کہ مین تیرے
ساتھ ہونگا اور تجھے برکت بخشونگا کیونکہ مین تجھے اور تیری نسل کو یہہ سب ملک دونگا
اور مین اس قسم کو جو مین نے تیرے باپ ابرہام سے کی ہی وفا کرونگا" اسیطرح
اکثر مقامون پر مرقوم ہی۔ حالانکہ اس وعدہ کی وفا نہ ابراہیم کے بارہ مین ہوئی نہ اسحق
کے نہ یعقوب کے بارہ مین کیونکہ خود حضرت ابراہیم کو ایک مقبرہ کے موافق زمین
جناب سارہ کی قبر کے لئے ملک کنعان مین بہت خوشامد کرنے سے چار سو مثقال
قیمت پر میسر آئی دیکھو کتابِ پیدایش باب ۲۳ اور اسیطرح یعقوب نے ملکِ کنعان
مین بہت سا زر دیکر ایک کھیت مول لیا۔ دیکھو کتابِ پیدایش باب ۳۳ آیت ۱۹ و ۲۰
اِن عبارتون سے صاف ظاہر ہی کہ خداے تعالی نے اِن پیغمبرون کے بارہ مین
جو وعدے کئے تھے اُنکو وفا نکیا۔ بلکہ دوسرے مقام پر خود خداے تعالی اپنے

پہلے وعدے اور قسم کے خلاف کرنے پر اصرار کرتا ہی اور عہدِ سابق کے مخالف
دوسرا عہد کرتا ہی چنانچہ گنتی کی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۳۰ مین خدا کی زبانی مرقوم
ہی "تم بیشک اس زمین تک نہ پہونچو گے جسکی بابت مین نے قسم کھائی ہی کہ تمھین وہان
بساؤنگا" افسوس کا مقام ہی کہ خدائے تعالی پہلے ایک وعدہ کرے اور اُسپر
قسم بھی کھائے اور پھر اُسپر وفا نکرے اور خلافِ وعدہ اور قسم عمل مین لائے
اور عہدشکنی فرمائے اور دوسرے مرتبہ پہلے وعدہ کے خلاف مین پھر وعدہ کرے
اب نہین معلوم وعدہ ثانی کہانتک صحیح ہو سکتا ہی جب بسبب عہدشکنی اور
دروغ بیانی کے معاذاللہ خدا کا اعتبار ہی نرہا تو پھر اب ہزار وعدے کرے
کوئی کیونکر اُسے صحیح جانے کا اور لطف یہہ ہی کہ خود خدا عہدشکنی کا اقرار بھی
کرتا ہی چنانچہ گنتی کی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۳۴ کے آخر مین مسطور ہی کہ خدا تعالی
نے فرمایا "تب تم میری عہدشکنی کو جان لوگے"۔
ایسے مضامین بائبل مین بہت ہین جو خلافِ شانِ الوہیت اور باعثِ نقصِ
صفاتِ خدا وندِ عالم ہین۔
گیارہوین ضرور ہی کہ خدائے تعالی کسیکا بیٹا نہو اور نہ اُسکے لئے کوئی
فرزند ہو کیونکہ اگر خدا کے لئے کوئی اولاد ہوگی تو کئی عیب اُسکی ذات پر وارد
ہونگے یعنے چاہئے کہ خدا کے لئے جسم ہو اور اُسے مکان اور جہت ہو
اور اُسکو شہوت ہو اور اُسپر تغیر وارد ہو اور وہ مرکب ہو اور اُس کے لئے
جورو بھی ہو اور وہ محتاج بھی ہو اور یہہ سب اُمور محالاتِ عقلیہ سے ہین مگر انجیل
مروّج کئی مقام سے تصریح کرتی ہی کہ حضرتِ عیسی خدا کے بیٹے ہین اور عیسائی دعوی کرتے

کرتے ہین کہ یہہ بیٹا ہونا حقیقی ہی یعنے حضرت عیسیٰ حقیقۃً خدا کے بیٹے ہین ۔ اور یہہ
عقیدہ ایسا مشہور ہی کہ جس پر شاہد پیش کرنیکی ضرورت نہین ہی ۔ پس اس عقیدے سے
ظاہر ہی کہ جتنے عیب سابق مین بیان کیئے گئے اُن سب سے خدا موصوف
ہی ۔ تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً ۔

علاوہ اِس پر یہہ امر قطعاً ضروری ہی کہ باپ اور بیٹے کی جنس قریب ایک ہی ہو
اور دونون کی اجزاے اصلیہ اور مادّہ مین فرق نہو ۔ اور یہہ ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ
جنس حیوانی سے تھے اور محتاج تھے ان کے لئے جسم تھا وہ کھاتے پیتے تھے بہرحال
جتنے حوائج انسانی ہین سب اُن کے لئے ضروری تھے پس ضرور ہی کہ خدا بھی
ان تمام حوائج انسانی سے موصوف ہو یعنے اُس کے لئے جسم ہو وہ مرکب ہو
وہ محتاج ہو اور عقل حاکم ہی کہ جو شخص ایسا ہی یعنے اِن صفاتِ حادثہ سے موصوف
ہی وہ ہرگز خدا نہین ہی ۔

بارہوین ضرور ہی کہ خدا کے لئے کوئی جورو نہو مگر بائبل مین کئی طرح سے
ثابت ہوتا ہی کہ خدا کے لئے ایک کیا کئی جوروین ہین ۔

اول یہہ کہ کتاب حزقی ایل نبی کے باب ۲۳ مین وارد ہوا ہی کہ خدا کی دو جوروین
تھین اور وہ دونون فاحشہ وزانیہ تھین جنکا حال مختصراً سابق مین نقل کر دیا گیا ہی
اُنمین سے چھوٹی تو اسقدر فاحشہ تھی جسکے بیان مین کتاب مذکور کے باب ۲۳ آیت ۱۹ و ۲۰
مین مذکور ہی کہ ”جب وہ مصر کی زمین مین چھنالا کرتی تھی زناکاری پر زناکاری
کی سو وہ اپنے اُن یارون پر مرنے لگی جن کا بدن گدھون کا سا بدن اور جن کا
انزال گھوڑون کا سا انزال تھا“

دوسرے یہہ کہ جب عیسائی حضرتِ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہین اور انجیل
مین ایسا ہی لکھا ہی تو ضرور ہی کہ خدا کے لئے جورو بھی ہو کیونکہ بغیر جورو کے اولاد
نہین ہو سکتی اور متے کی انجیل کے باب ا آیت ۱۸ و ۱۹ مین مرقوم ہی "اب
یسوع کی پیدائش یون ہوئی کہ جب اُسکی مان مریم کی منگنی یوسف کے ساتھہ ہوئی
تو اُن کے اکھٹے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب
اُس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا اور نہ چاہا کہ اُسے تشہیر کرے ارادہ
کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے"
پس اگر یہان روح القدس سے مراد خود خدا ہی تو ہرچند مریم خدا کی مان ہوئین
کیونکہ خدا مریم کے پیٹ مین آیا اور اُن کے پیٹ سے پیدا ہوا مگر عیسیٰ خدا کے
بیٹے نہوئے بلکہ عین خدا ہوئے اور اگر روح القدس سے مراد ابن خدا ہی
تو مریم خدا کی جورو ہوین کیونکہ خدا کا بیٹا اُن کے شکم سے پیدا ہوا۔
تیرہوین ضرور ہی کہ خدا سب پر غالب ہو اور کسی سے عاجز اور مغلوب نہو
مگر عیسائیون کا خدا (یعنے حضرتِ مسیح) یہودیون سے عاجز ہو کر کبھی گھٹنے ٹیککر
کبھی منہہ کے بھل گر کے اپنی جان بچنے کی دعا مانگتا ہی اور یہودی اُسے گرفتار
کر کے کبھی منہہ پر تھوکتے ہین کبھی گھونسے لگاتے ہین کبھی طمانچہ مارتے ہین کبھی
اِس خدا کی مشکین باندھی جاتی ہین غرض کوئی کام بعزتی کا نہین جو اِس خدا کی
نسبت نہ کیا گیا ہو۔ دیکھو متے باب ۲۶۔
چودہوین ضرور ہی کہ خدا زندہ اور قایم ہو اور کوئی اُسے قتل نکر سکے
مگر عیسائیون کے خدا کو یہودیون نے صلیب پر چڑہا کر نہایت تکلیف سے مار ڈالا

ہرچند اُس نے بوقتِ قتل بہت چلاکر دعا مانگی مگر کچھ اثر نہوا آخر جان گئی دیکھو متی باب ۲۷۔

اب ہم تمام منصفین اور صاحبانِ عقل وفہم سے التماس کرتے ہین کہ از راہِ انصاف ارشاد فرمائین کہ جو خدا ایسا ہو کہ آدم کے بارہین کہے کہ وہ انسان نیک وبد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہو گیا "اور جو ایسا ضعیف القوا ہو کہ بسبب لوہے کی رتہین ہونے کے نشیب کے رہنے والونکو خارج نکرسکے اور جو یعقوب سے رات بہر کشتی لڑتا رہے اور پھر بھی اُسے نہ پٹک سکے بلکہ اُس سے مغلوب ہو جائے اور اُس سے پناہ مانگے اور جو کبھی سوئے اور کبھی جاگے اور کبھی نیند سے چونکے اور کبھی ریچھ کے مانند ہو اور کبھی تیندوے کی طرح اور کبھی بوجہ اُٹھانے سے تھک جائے اور کبھی آرام کرے اور کبھی تازہ دم ہو اور کبھی بدی کرنے سے پچتائے کبھی خود ظلم کرے کبھی ظلم اُٹھائے اور کبھی ٹھنڈے وقت باغ مین پھرتا رہے اور آدم کو ڈھونڈے اور کبھی آسمان سے سیر کرنے کے لئے زمین پر اُترے اور کبھی مصر کے بیچون بیچ مصریونکو مارنے کے لئے جائے اور جسکے کئی جوروین اور اولاد ہو۔ اور آخر ایک عورت کے پیٹ مین آکر اور خونِ حیض سے پرورش پاکر پیدا ہوا اور تمام عمر کھائے پیئے پاخانہ پیشاب کرے پھر دشمنون مین گرفتار ہو کر نہایت ذلت وخواری اور تکلیف سے مار ڈالا جائے آیا ایسا خدا معبودیت کی لیاقت اور الوہیت کی قابلیت رکھتا ہے اور ایسے شخص کو کوئی اپنا پروردگار کیا کہسکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قولہ صا ۸ دفعہ ششم زید بن حارثہ۔ اپنی جورو اُنکو مسلمانون پر حرام

کرنے کے لئے مسلمانون کی مائین بناتے ہین اور ابھی تک زید کو اپنا بیٹا بنا لئے رہے اب کہتے ہین کہ محمد باپ نہین کسیکا تمھارے مردون مین الخ

اقول حقیقت مین زید حضرت کے بیٹے نہ تھے اور تبنیت کو جو مخالفِ تورات و انجیل و عقل کے تھی اور جسمین قباحتِ عظیم تھے جسکو ہمنے سابق مین بیان کیا ہے خدا یتعالی کے حکم سے حضرت نے باطل فرما دیا اور حضرت کی ازواج کو جو حق تعالے نے مومنین پر حرام ٹھہرایا ہے وہ حضرت کی تعظیم و تکریم کے لئے تھا اِن دونون امرون مین کوئی قباحتِ عقلی و شرعی نہین جس سے کوئی اعتراض خدا یا پیغمبر پر کیا جاے اور یون ناحق کوشی اور عناد سے ہرزہ سرائی کرنا اپنی عاقبت کو برباد دینا ہے

قولہ ص۱۸ سید صاحب کا فرمانا بہت بیجا ہے وہ کہ اسپر مشرکین قریش نے بڑا غل مچایا حالانکہ خود انکا یہہ حال تھا کہ اپنی ماؤن اور خوشدامنون سے شادی کر لیتے تھے“

اور ڈاکٹر لیٹنر بھی وہی سناتے ہین وہ عرب کے بت پرست اپنے متوفی باپ کی عورتون کو بجز اپنی حقیقی مان کے اپنے حرم مین داخل کر لیتے تھے“

یہہ بھی جھوٹ ہے۔

اقول یہہ بھی جھوٹ ہے۔ اور سید صاحب اور ڈاکٹر صاحب بہت بجا فرماتے ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل کے صفحہ ۲۱۷ آیہ ولاتنکحوا ما نکح آباکم من النساء کے تحت مین مذکور ہے کان اہل الجاہلیہ ینکحون ازواج آبائہم۔ یعنے اہل جاہلیت اپنے باپ کی ازواج سے نکاح کر لیتے تھے اور اسی تفسیر مین اِس قول کی تائید پر ایک روایت بھی لکھی ہے اور دوسری کتب تفسیر وغیرہ مین بھی اِس کی تصریح موجود

ہے۔ پس قول صاحبِ تاریخ ابو الفدا کا جو اُس کے خلاف مین مخاطب نے پیش کیا ہے شاذ ہے۔ اور باقی مخاطب کی پوچگوئی اُسکو تبایان ہے جس کا جواب اہلِ تہذیب سے بعید ہے۔

قولہ ص۸۲ دفعہ ہفتم زید کی وفاداری سید امیر علی صاحب نے اپنی انگریزی کتاب کے حاشیہ مین ایک نئی بات یہہ بھی تحریر فرمائی ہے "کہ عنب سے بڑی معیار بنی کی پاکبازی کی یہہ ہے کہ زید نے اپنے آقا کے ساتھہ جانبازی مین کبھی کوتاہی نکی" اور حکیم صاحب رقم طراز ہین کہ وہ اگر اس عقد مین کوئی امر معیوب اور قادحِ نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا۔ ہم کہتے ہین کہ منکر ہو کر کس قاضی کے پاس فریاد کرتا۔ الخ

اقول کسی قاضی کے پاس فریاد کرنے کی ضرورت کیا تھی خود حضرت پر طعن کرتا اور اصحاب سے بیان کرتا کفارِ قریش کے روبرو شکایت لیجاتا اسلام سے دست بردار ہوتا۔ اور اقلاً جانبازی تو ضرور ترک کر دیتا جب ان مین سے کوئی امر واقع نہوا تو معلوم ہوا کہ سید صاحب اور حکیم صاحب کا قول بہت درست ہے ظاہر ہے کہ کفار قریش اور یہود وغیرہ اسوقت موجود تھے اور مثل مخاطب حضرت کے بہت بڑے دشمن تھے۔ اگر کوئی بات خلافِ پاکبازی ہوتی تو اُن کے روبرو بیشک ظاہر کر دیتا مگر چونکہ کوئی امر ایسا نہ تھا اس لئے کبھی کوئی شکایت زید نے نکی اور ہمیشہ جانبازی مین سعی کرتے رہے۔

قولہ ص۸۲ غلامی انسان کے دل پر برا اثر پیدا کرتی ہے طبعی آزادی حمیت وغیرت اِس سے بالکل دور ہوجاتی ہے اگر آقا اپنے غلام کی جورو چھین لے تو وہ

صبر کرتا ہی الخ

اقول یہہ بالکل جھوٹ ہی۔ غلامی سے اس قدر حمیت و غیرت کبھی نہین جاتی جیسا کہ مخاطب نے دعوی کیا ہی چونکہ مخاطب کا دعوی بلا دلیل ہی اس لئے باطل ہی اور اسکے ملکِ مشرق کے غلام خصوصاً اسلام مین ہرگز ایسے نہین ہین جو کوئی کام خلافِ غیرت کرسکین اور کوئی تعریض بے حمیتی کے بارے مین انپر ہوسکے بلکہ آقا اپنے غلامون سے بالکل برابری کا برتاؤ کرتے ہین اور ہر طرح کی رعایت انکے ساتھہ کی جاتی ہی۔ چنانچہ تمدن **عرب** مین ڈاکٹر لیبان صاحب نے ایک پوری فصل عرب کے غلامون کی حالات مین لکھی ہی اُس مین سے بعض عبارت بطور خلاصہ کے ہم یہان نقل کرتے ہین۔ وہ یہہ ہی "مجھے اسی قدر کہنا ہی کہ مسلمانون مین غلامون کی حالت اُس سے بالکل علیحدہ ہی جو عیسائیون مین تھی۔ مشرق مین غلامون کی حالت یورپ کے خانگی ملازمون سے بھی بہتر ہی۔ وہ ہمیشہ اپنے مالک کے خاندان کے جز سمجھے جاتے ہین اور جیسا ہمنے اوپر بیان کیا ہی وہ کبھی کبھی اپنے مالک کی بیٹی سے شادی بھی کر سکتے ہین اور اعلی درجہ پر پہونچ سکتے ہین مشرق مین لفظ غلام کے ساتھہ کسی قسم کا خیالِ حقارت شامل نہین ہی اور یہہ کہا جا سکتا ہی کہ بمقابل یورپ کے ملازمین کے مشرق کا غلام بہت زیادہ اپنے مالک کا ہمرتبہ ہی۔ موسیو آبو لکھتے ہین "ممالکِ اسلام مین غلامی اسقدر کم معیوب ہی کہ کل سلاطینِ قسطنطنیہ جو امیر المومنین ہین لونڈیون کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین اور اِس سبب سے اُنکی شجاعت مین کوئی فرق نہین آیا۔ اکثر اوقات مصر کے امرا غلامون کو لیکر پرورش اور تعلیم کرتے ہین اور اُس کے بعد اپنی کسی بیٹی سے

شادی کر کے اپنی کل جائداد کا مالک کر دیتے ہین۔ قاہرہ مین وزرا سپہ سالار حکامِ جلیل القدر اِس قسم کے نظر آتے ہین جو اپنے بچپنے مین آٹھ سو روپیہ سے بارہ سو روپیہ تک بکے ہین"

کل سیاح جنھون نے مشرقی غلامی کی رسم پر غور کی ہو اس بات کو مانتے ہین کہ اہلِ یورپ جو کچھ شور و غل غلامی کے خلاف مین مچاتے ہین یہہ بالکل بے بنیاد ہو اور نہ اُن کی نیت خالص ہو اس کا بڑا ثبوت یہہ ہو کہ مصر مین جہان غلام محض اپنے بیان پر غلامی کے بند سے چھوٹ سکتے ہین ہرگز وہ آزادی کی خواہش نہین کرتے۔

موسیو ایبرس اسی کا ذکر کر کے کہتے ہین "بیشک ہم اِس امر کو چھپا نہین سکتے کہ اسلامی ممالک مین لونڈی غلامون کی زندگی نہایت آسایش سے بسر ہوتی ہو"

موسیو دوژرانی قاہرہ کے مدرسۃ السنہ کے مُدیر لکھتے ہین "اِس وقت غلامون کو اسقدر آزادی حاصل ہو کہ بلا مزاحمت کے وہ جس طرح چاہین بسر کرین۔ لیکن اِس قانون سے وہ ہرگز فائدہ نہین اُٹھاتے وہ اپنی اطاعت کی حالت کو جس مین کچھہ ظلم نہین ہو اُس آزادی پر ترجیح دیتے ہین جس مین اُنھین انواع تکالیف کا سامنا ہو"

غلامون سے مصر ہی مین ایسی شفقت کا برتاؤ نہین کیا جاتا بلکہ کل ممالکِ اسلام مین اُن کے ساتھہ ایسا ہی سلوک ہوتا ہو۔ لیڈی بلنٹ ایک انگریزی بی بی اپنے سفر نجد مین ایک عرب کے ساتھہ اپنی گفتگو کا ذکر کر کے لکھتی ہین۔

"ایک چیز جو بالکل اُس کے سمجھہ مین نہین آتی تھی وہ یہہ تھی کہ دولتِ انگریزی

کو غلامون کی تجارت بند کر دینے سے کیا فائدہ ہی ہم نے کہا یہہ محض حمیتِ انسانی کا مقتضا ہی اسنے جواب دیا کہ یہہ سچ ہی لیکن غلامون کی تجارت مین کسی قسم کی کوئی بے رحمی نہین ہی۔ وہ باصرار کہتا تھا کس نے ہمین غلامون کے ساتھ بدسلوکی کرتے دیکھا ہی۔ فی الواقع ہم اُسے اپنے تجربہ سے کوئی مثال عربستان مین غلامون کے ساتھ بدسلوکی کی نہ بتلا سکے اور سچ یہہ ہی کہ عربون مین غلام نوکر نہین ہی بلکہ ایک لاڈلا بچہ ہی،، الخ

ک دیکھو تمدن عرب

اب غور کرنا چاہئے کہ عیسائی محققین کسقدر عرب کی غلامی کی توصیف و تعریف کرتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ عرب مین بلکہ کل اہل اسلام مین غلام ہونے کی وجہہ سے کسی طرح کی بے غرتی اور بےحمیتی کا فعل اُسنے صادر نہین ہوتا۔ اور علاوہ اُسپر حضرتِ زید بن حارث آزاد بھی ہو چکے تھے اور بسبب سبقتِ اسلام و ہجرت اور کثرتِ جہاد و قوتِ ایمان وغیرہ اوصافِ حسنہ کے دوسرے سلمانون مین ممتاز۔ اور آنحضرت کے بہت پیارے تھے پس اس سے ظاہر ہی کہ ادعای مخاطب کسقدر بے اصل اور مہمل ہی۔

قولہ صـ ۸۳ دفعہ ہشتم غیرتِ صحابہ کرام۔ حکیم صاحب نقلی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین وہ بڑے بڑے غیور جری صحابہ جو اسلام کے رکن تھے بہت جلد ہان اُسی دم ٹوٹ پھوٹ جاتے اگر آنحضرت کا یہہ فعل معیوب و قادحِ نبوت ہوتا،، اب ہمکو مجبوراً دکھلانا پڑا کہ حضرت محمد صاحب کے صحابہ کے دلمین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہ تھی چنانچہ مدینہ مین جو عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن الربیع مین حضرت نے برادری قایم کی تھی ایک دن سعد نے عبدالرحمٰن

عبدالرحمن سے کہا اے بھائی میرے پاس دولت بہت ہی مین ایک حصہ مین تیرے
ساتھہ شریک ہونگا اور دیکھہ میری دو جورو ین ہین انمین سے جسکو تو چاہے پسند کرلے
اور مین اسکو طلاق دیدونگا کہ تو اُسے جورو بنالے چنانچہ سعد نے طلاق دیدی اور
عبدالرحمن نے اُس سے نکاح کرلیا (اسکو میور صاحب نے بحوالہ کاتب الواقدی
اپنی جلد (۲) مین لکھا ہی) الخ۔

اقول کاتب الواقدی نہین معلوم کس کا نام ہی واقدی تو مشہور ہی مگر کاتب سے
مراد غیر معلوم۔ اور اگر مخاطب کاتب الواقدی تاریخ واقدی کو کہتا ہی تو ہم ہرچند
غلطیِ لفظ سے قطع نظر کرتے ہین مگر تاریخ واقدی مین سعد کا اپنی زوجہ کو طلاق دینا اور عبدالرحمن
کا اُسسے نکاح کرنا مذکور نہین ہے۔ **اور علی التنزل** ہمنے فرض بھی کیا کہ کسی نسخہ
مین تاریخ واقدی کے یہہ روایت مذکور ہو مگر وہ بالکل ضعیف اور غیر معتبر ہی کیونکہ خودِ
واقدی محققین علما کے نزدیک مجروح وضعیف ہی جس کی روایت کا اعتبار نہین
کیا جاتا **علاوہ** اس پر کتبِ صحاح ومعتبرہ مین اس روایت کے خلاف مین روایت
کی گئی ہے چنانچہ مدارج النبوہ کے صـ۲۷ مین شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہین ”و آوردہ
اند کہ یاران انصار کہ مواخات دادہ بود حضرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم او را باوے
گفت کہ من دو زن دارم و باغہاے متعدد۔ یک زن را برائے خاطرِ تو طلاق دہم
و باغہا مشترک باشد میانِ ما۔ گفت عبدالرحمن برکت دہاد ترا خدا تعالی در ازواج تو
و اموالِ تو و زیادہ گرداناد۔ مرا راہِ بازار نما دیگر حاجت نیست“ الخ اس روایت
مین اور اُس عبارت مین جو مخاطب نے نقل کی ہی دو عظیم مخالفتین موجود ہین۔
اوّل یہہ کہ مخاطب کے کلام مین مذکور ہی کہ سعد نے عبدالرحمن سے کہا کہ دو جورو ین

سے جسکو تو چاہے پسند کرلے اور یہہ مضمون اِس روایت مین نہین ہی۔ دوسرے یہہ کہ مخاطب کے کلام مین موجود ہے کہ سعد نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور عبدالرحمن نے اس سے نکاح کرلیا۔ اور وہ بالکل غلط ہی کیونکہ مدارج النبوہ کی روایت مین بصراحت مذکور ہی کہ عبدالرحمن نے سعد کو دعا دی اور کہا کہ مجھے تیرے مال مین اور عورتون مین کوئی حاجت نہین ہے اور پھر اُس روایت کے آخر مین مرقوم ہی کہ خود عبدالرحمن نے تجارت کی اور بہت سا فائدہ حاصل ہوا جس سے عبدالرحمن بہت بڑا مالدار ہوگیا اور چونکہ کتاب مدارج النبوہ بہ نسبت کتابِ واقدی کے زیادہ معتبر ہی جسکو محققین جانتے ہین علاوہ اِسیر جو روایت مدارج النبوہ مین مذکور ہی مثل اسکے صحیح بخاری کی کتاب النکاح مین اور دوسری کتبِ صحاح و معتبرہ مین موجود ہی اِس سے ثابت ہوگیا کہ روایتِ واقدی بالکل غلط اور بے اصل ہی۔ اگر کوئی کہے کہ سعد کا یہہ کہنا کہ "مین اپنی ایک زوجہ کو تیرے لئے طلاق دیدیتا ہون" یہہ قول بھی غیرت کی مخالفت پر دلالت کرتا ہی۔ تو غیر مسلم ہی کیونکہ ممکن ہی کہ سعد نے محض امتحاناً عبدالرحمن سے یہہ بات کہی ہو کہ دیکھئے یہہ شخص باوجود دعوی محبت اور برادری کے آیا اپنے دوست کی زوجہ سے اجتناب کرتا ہی یا نہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عبدالرحمن نے انکار کیا۔ پھر اسمین کسیطرح بے غیرتی کی حرکت نہین۔ **اور علی التنزل** اگر اِس روایت کی صحت بھی بجنسہٖ جیسے مخاطب نے نقل کیا ہی فرض کیجائے تو بھی مخاطب کا استدلال ناتمام اور باطل ہی دو وجہ سے اوّل یہہ کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک دوست کے جوشِ محبت مین اپنی ایک زوجہ کو طلاق دیکر اپنے دوست سے اِس کا نکاح کرادے تو بغیر جوشِ محبت اور نیز بسبب اس کے کہ طلاق دینے کے بعد عورت

بالکل غیر ہو جاتی ہی کوئی تعریض اس شخص پر نہین ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ دعوی مخاطب کا
صحابہ کی (معاذ اللہ) بے غیرتی علی العموم ہی اور عام کی حالت کے ثبوت پر خاص ایک
شخص کی عارضی کیفیت پیش کی ہی اور یہ ہرگز ممکن نہین کہ ایک شخص کے فعل سے کل
پر اُس کا حمل کیا جاوے یہہ استدلال نہین خللِ دماغ سمجھنا چاہیئے اگر ایک شخص اپنے
جوشِ محبت مین اپنی زوجہ کو طلاق دے تو ہرگز نہین ہو سکتا کہ اس کا حکم کل پر جاری
ہو۔ حمیت وغیرت ۔

حمیت وغیرت اور شجاعت عرب کی علی العموم اور حضرت کے اصحاب کی علی الخصوص
تمام مؤرخین کی مسلمہ ہی جس کے اہلِ یورپ بھی قائل ہین پس برخلاف تمام مؤرخین
کے دعوی کرنا اور ایک آدہ شخص کی حالت سے جو وہ بھی بروایتِ ضعیف مروی ہو
کل پر استدلال کرنا بجز بے عقلی کے اور کسی شئی پر حمل نہین کیا جا سکتا ۔

ڈاکٹر لی بان صاحب کی تمدنِ عرب انہی عربون کی توصیف مین بھری ہوئی ہی۔ اِس
کتاب کے صـ ۵۹ مین عربون کی تعریف مین مرقوم ہی وہ سخاوت کی عادت سے
وہ سپاہیانہ بہادری کا برتاؤ پیدا ہوا جس کے تمام یورپ کی اقوام نے تقلید کی
اور صـ ۵۸ مین مذکور ہی وہ وہی مردِ کارزار جس کے ہاتھ سے لوٹ کے اشتیاق
یا غیرت کے جوش مین شدید سے شدید بے رحمی کے افعال سرزد ہوتے ہین جس وقت
اپنے خیمہ مین بیٹھتا ہی تو ایک مہربان میزبان بنجاتا ہی اور اعلی تواضع سے پیش آتا ہی جو
کوئی مصیبت زدہ اُس کی پناہ مین آگیا یا جس نے اُس کی نیت پر بھروسہ کیا پھر
اُس کی مدارات دوستون کی سی نہین ہوتی بلکہ عزیزون اور قرابتدارون کی سی
بلکہ عربون کی شجاعت وغیرت ایک ایسی مسلمہ ہی جس کا انکار روی زمین پر کوئی

نہین کرسکتا۔ پھر انہین عربون کی نسبت بی غیرتی کا بہتان کرنا گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

اور کسیکو یہہ خیال ہوئے کہ یہہ اُن عربون کی صفات ہین جو اسلام سے پیشتر تھے کیونکہ اسلام کے آنے کے بعد بھی جو اوصاف عمدہ عربون کے تھے وہ بدستور قایم رہے بلکہ اور بڑھ گئے چنانچہ کتابِ تمدنِ عرب اسپر گواہ ہی۔

قولہ ص ۸۴ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے خطبہ مین حرمتِ خنزیر کے بابمین فرمایا تھا کہ وہ منجملہ جیوانات کے ایک یہی بڑا بےغیرت ہی۔ اور حیوانات اپنے مطلوب مادہ پر دوسرے حیوانات کا مقابلہ اور غیرت کرتے ہین۔ اس غیرت سے خالی ہی تو صرف یہی ایک حیوان ہی یہی وجہ ہی کہ جو لوگ اس جانور کا گوشت کھانے کے عادی ہین اُنمین وہ غیرت نہین ہوتی۔ ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھہ مین ہاتھہ ڈالکر خلوت مین لیجاے تو وہ غیرت نہین کرتا ص ۳۲۵ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۷ ا ۱ " مولوی صاحب کو شاید معلوم نہ تھا کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو اپنی جورو کا ہاتھہ پکڑا کر خلوت مین بھیجدیتے تھے۔

اقول ان ہذا البہتان عظیم۔ مولوی محمد حسین صاحب کے بیان کی صدق و راستی نے مخاطب کو آتشِ غیظ و غضب مین جلادیا اور اُن کے کلام حق نظام کی سنان نے اُس کے دل و جگر کو مجروح کردیا جس کی تاب نلاکر مخاطب مضطر ہو کر بیہودانہ دروغگوئی و افترا پردازی کا مرتکب ہوا ہی۔ ہم نے شروع مین ثابت کردیا ہی کہ عبدالرحمن کے ایک دوست نے (جوشِ محبت مین یا امتحاناً) عبدالرحمن سے کہا تھا کہ مین اپنی جورو کو طلاق دیتا ہون تاکہ تم نکاح کرلو مگر یہہ امر وقوعین

نہ آیا

نہ آیا اور عبدالرحمن نے اپنے دوست کی حرمت کا لحاظ کر کے نکاح سے انکار کیا پس
غور کرنے کا مقام ہے کہ کہان ایک گروہِ عظیم صحابہ مین سے محض ایک شخص کا بطور شاذ و نادر
قول کہ مین اپنی جورو کو طلاق دیتا ہون جو محبت کے جوش مین یا امتحاناً واقع ہوا ہو۔
اور کہان علی العموم ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھہ مین ہاتھہ ڈالکر خلوت مین لیجانا ۔
ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور منصفین مخاطب کی اس دروغگوئی کو بھی
خیال کرین کہ ایک شخص کے ایسے قول سے جو سابق مین بیان کیا گیا اور مثل
النادر کالمعدوم کے ہی کل صحابہ کو مرتکب ایک فعلِ شنیع کا کہتا ہی اگر مخاطب ۔
مغلوب الغیظ ہی جسے کچھہ حق و باطل سوجھتا نہین تو پھر علماے اسلام کے مقابلہ
مین آنا اور میدانِ مناظرہ مین قدم رکھنا کیا ضرور تھا اور اگر اسکو فقط آنحضرت
اور آپ کے اصحاب کو گالیان دینا ہی منظور تھا تو پھر دلیل اور حجت کی کیا حاجت
تھی ناظرین خوب سمجھہ سکتے ہین کہ اسکی کتاب مین شروع سے آخر تک اکثر دل آزار
الفاظ اور گالیان بھری ہوئی ہین پس مخاطب نے شاید یہہ خیال کیا ہی کہ میری
گالیون کا جواب کوئی مہذب مسلمان تو نہ دیگا اس لحاظ سے اگر مین اپنی کتاب کو
ممتنع الجواب سمجھون تو کچھہ بیجا نہین ہی ۔ مگر مخاطب اتنا نسمجھا کہ یہ دنیا ے دو روزہ
تو بہرحال گزر جائیگی مگر خدا کے روبرو مین کیونکر اُس کے مواخذہ سے بری ہو سکتا ہون
وہان تو اِن میری گالیون کی پاداش ضرور ملیگی ۔ اور اگر مین اُسوقت یالیتنی کنت
ترابا کہونگا تو کچھہ فائدہ نہوگا ۔

قولہ ص ۸۵ دفعہ نہم ازالۃ الشکوک ۔ مولوی فیروز الدین صاحب فرماتے
ہین وہ رسولِ خدا پہلے ہی کنوار پنے مین زینب کو بلا مزاحمت اپنے نکاح مین

لا سکتے تھے اگر حضرت زینب کے حسن کے خواستگار ہوتے" اس کا جواب ہم اس فصل کے دفعۂ سوم میں دیچکے ہیں۔

اقول ہم بھی اُسکو اسکے مقام پر رد کر چکے ہیں۔ پس مولوی فیروز الدین صاحب کا قول بہت درست ہے۔

قولہ صف ۸۵ حضرت اپنے نفس پر قادر نہ تھے جسوقت کوئی عورت اُن کے دل میں لس گئی فوراً چاہے کچھ ہی کیوں نہو۔ اُس سے مل بیٹھتے۔ اتفاقاً جو اُسکو غسل کرتے دیکھہ پایا آتشِ شہوت افروختہ ہوئی اور تابِ صبر باقی نرہی۔ ملخصاً

اقول ہزار افسوس کہ مخاطب کو جھوٹ بولنے سے اور اتہام کرنے سے شرم نہیں آتی۔ اوّل منصفین زینب ہی کے نکاح کی کیفیت دیکھیں کہ بہ تسلیمِ صحت روایت جب حضرت نے بلا قصد زینب کو زید کے مکان میں دیکھا اور نہیں معلوم اُسکے کتنے روز بعد زید نے طلاق دی اور پھر قطعاً بعد انقضاے مدتِ عدّہ کہ وہ تین مہینے ہیں حضرت نے زینب سے نکاح کیا اور پھر مخاطب کے کلام پر غور فرمائیں کہ کسقدر لغو اور مخاطب کی عداوت اور ضلالت کو ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ زینب کو غسل کرتے ہوئے دیکھنے کی روایت شیعوں کے نزدیک بھی مختلف فیہ ہے اور اہلِ سنّت کے پاس بھی پھر کیونکر وہ متعین ہوسکتی ہے علاوہ اسیر مجھے قطع حاصل ہے کہ اگر کوئی مخالف بھی اپنے تعصّب کو دور کرکے حضرت کے حالات پر انہیں عورتوں کے مقدمہ میں نظر ڈالے تو وہ یقین کرلیگا کہ حضرت اپنے نفس پر بہت بڑے قادر تھے اور اسقدر خلاف نفس فرماتے تھے کہ دوسرے شخص سے ہرچند وہ پیغمبر ہو نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک عورت سے جو وہ ایک

عالی خاندان اور بے انتہا حسین تھی حضرت نے نکاح کیا اور بوقت مقاربت اُس عورت نے کہا اعوذ باللہ منک پس اُسیوقت حضرت علیحدہ ہو گئے اور اُسے طلاق دیکر اُس کے گھر کو روانہ فرما دیا چنانچہ مدارج النبوہ کے صفحہ ۶۱۹ مین مرقوم ہی۔ "وہ اسما بنت النعمین۔ اتفاق است برآنکہ رسولِ خداؐ او را تزوّج کرد" اور پھر اُس کے طلاق کے اسباب مین ذکر کیا ہی "وہ آنحضرت ابو اسیدِ ساعدی را فرستاد تا اسما را بمدینہ آورد و از جمالِ او بمدینہ شہرت یافتہ بود و زنان تنفرجِ اُو آمدند و اُمہات المومنین زنی را آموختہ بودند کہ باوی بگوید کہ تو دختر ملوکی چون با تو خلوت کند بگو اعوذ باللہ منک کہ ترا بسیار دوست خواہد داشت (الی ان قال) چون آن سرور بخانہ درآمد و پردہ فروگذاشتند و خواست کہ باو مباشرت کند گفت اعوذ باللہ منک۔ حضرت از نزدِ او برجست و فرمود بمعاذی عظیم پناہ جستی برخیز و باہلِ خویش ملحق شو" اب منصفین غور فرمائین کہ حضرت نے اس قول سے کہ اُس عورت نے خدا کے ساتھہ پناہ مانگی نامِ خدا کی رعایت فرما کے اپنی ایک حلال عورت سے جو نہایت حسین بلکہ اجمل زنان تھی اُسیوقت کنارہ فرمایا۔ پس اُس مین اسقدر خلافِ نفس ہوا ہی جسکی انتہا نہین ہی اگر ایسی مثال کسی اور پیغمبر کی کوئی بتائے تو ہم جانین۔ باوجود ایسی حالت کے مخاطبِ متعصب کہتا ہی کہ حضرت اپنے نفس پر قادر نہ تھے۔ حیف ہی۔ اس فہم پر اور ہزار افسوس ایسے تعصب و عناد پر۔ یہہ قصہ حیات القلوب کے صفحہ ۵۶۸ اور دوسری اکثر کتابون مین بھی مسطور و مشہور ہی۔

قولہ صفحہ ۸۵ حکیم صاحب نے ایک عذر یہہ بیان کیا ہی کہ وہ قوم اور

ملک اور رسوم کے مخالف حضرت کو دو عظیم مشکلون کا سامنا پڑا ایک تو خدا کے قول وفعل کے مطابق تبنیت کا توڑنا۔

اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت مین سخت قابلِ ملامت تصور کرتے تھے نکاح کرنا مگر چونکہ عقلاً و شرعاً یہہ افعال معیوب نہ تھے اور ضرور تھا کہ مُصلح وہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو"

(ملخصاً فصل الخطاب صہ ۱۷۱)۔

اوّل تبنیت کا توڑنا۔ حضرت نے اس رسم کو خود اختیار کیا تھا۔ زینب کا نکاح ۵ھ ہجری مین ہوا اِس سے قبل ۱۸ سال آپ اس رسم کو اپنے زمانہ نبوت مین بھی برتتے رہے اور اس مین کوئی رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا۔ اگر یہہ خدا کے قول وفعل کے مطابق نہ تھا تو ۱۸ سال زمانہ نبوّت مین حضرت کیا کرتے رہے۔

اقول کئی وجوہ سے منقوض ہے اوّل یہہ کہ حضرت کے مبعوث ہونے کے بعد سے تا انتقال شریعت بتدریج جاری ومقرر کی گئی ہے ایک دم سے کل احکام نازل نہین کئے گئے۔ اور ہر حکم اُس کے موقع اور مقام کی مناسبت سے اور اُس کے وقت و ضرورت کے لحاظ سے صادر ہوتا رہا ہے چنانچہ جو لوگ شانِ نزول آیات اور تفصیلِ احکامِ شرع سے واقف ہین ان پر یہہ امر بخوبی ظاہر ہے۔ پس جو مخاطب نے تمادیِ ایام پر تعریض کی ہے اُس کی سوء فہمی پر دلالت کرتی ہے

دوسرے یہہ کہ رسم تبنیت موافقِ رواجِ زمانہ قبل از بعثت کے زید کے بارے مین حضرت ہی سے عمل مین آئی تھی۔ اور کسی مسلمان نے حضرت کے زمانے

مین کسیکو متبنی نہین کیا تھا اور نہ اِس کے کرنے کا قصد کیا تھا جسپر منا ہی کیجاتی۔
اور حضرت اور زید کی نسبت کوئی ایسا امر اِس مدت تک واقع نہین ہوا تھا
جسپر رسم جاہلیت کے احکام تبنیت جاری ہون جو شرع کے خلاف ہونے
سے اس کے ابطال پر کوئی حکم نازل کیا جاے یعنے ابھی تک کوئی ضرورت
رسم تبنیت کے توڑنے کی پیش نہین ہوئی تھی اور اُس کے مخالف حکم نازل ہونے
کا کوئی موقع نہین آیا تھا اور بیموقع وسبے ضرورت کوئی حکم نازل نہین ہوسکتا۔
اور اِس بیان سے یہہ بھی ظاہر ہو کہ مخاطب کا وہ قول کہ ۱۸ سال تک آپ
اِس رسم کو اپنے زمانۂ نبوت مین بھی برتتے رہے " کسقدر لغو اور باطل
ہو مخاطب کوئی ایک ہی ایسا امر بتاوے جو حضرت سے عمل مین آیا ہو اور وہ رسم
تبنیت کے مطابق ہو اور یون بیہودہ گوئی قابلِ اعتنا نہین ہے۔

تیسرے یہہ کہ اِس رسمِ تبنیت مین کئی عیب اور نقصانِ شرعی اور تمدنی اور
عقلی موجود مین جنکو ہمنے سابق مین بیان کر دیا ہو اور یہہ رسم بالکل توریت و انجیل
کے خلاف ہو اور کسی نبی کی شریعت مین اسکی کوئی رعایت نہین رکھی گئی ہے
پس غور کرنا چاہیے کہ باوجود اِن تمام امور کے کسقدر مخاطب بے انصافی اور
ہٹ دہرمی کرتا ہے اور جہل یا تجاہل سے بیباکانہ کہتا ہو کہ وہ اس رسم مین کوئی
رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا "

قولہ صـ ۸۶ کیا صرف یہہ کہدینا کہ خدا حکم کرتا ہو کہ متبنّی اصلی بیٹا نہین
اور تبنیت شرعاً ناجائز ہو اس رسم کے مٹانے کے لیے کافی نہ تھا۔ کیا ضرور
تھا کہ تبنیت کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے متبنّی کی جورو چھینی جاے الخ ملخصاً

اقول زبان سے کہکر اس پر عمل کرنے مین اس حکم کی زیادہ تاکید متصور تھی اور خصوص ایسے امر مین جس کا زمانہ جاہلیت مین برابر رواج ہو عملی تاکید کی نہایت ضرورت ہوتی ہی اس کے ثبوت مین ہم ایک صحیح قصہ بیان کرتے ہین کتاب حیات القلوب کے صفحہ ۲۸۴ بیان صلح حدیبیہ مین مذکور ہے "پس حضرت اصحاب خود را فرمود کہ شتران نحر کنید و سرہاے خود را بتراشید صحابہ امتناع کردند و گفتند چگونہ نحر کنیم و سر بتراشیم و ہنوز طواف خانہ و سعی میان صفا و مروہ نکردہ ایم پس حضرت از امتناع ایشان غمگین شد و این واقعہ را بام سلمہ شکایت کرد ام سلمہ گفت یا رسول اللہ تو شتران خود را نحر کن و سر بتراش و چون تو کردی آنہا نیز خواہند کرد آنجناب راے ام المومنین را صواب دانستہ خود شتر ان نحر کرد و سر بتراشید پس آنہا نیز شتران را نحر کردند" الخ یہہ روایت مدارج النبوہ کے صفحہ ۲۹۱ مین اور دوسری کتب احادیث و سیر مین موجود ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقام پر کسی حکم کی تعمیل کے لئے عملی تاکید بھی ضروری ہوتی ہی چونکہ ایک عام دستور اور رواج کے موافق یہہ عمل تھا کہ حاجی بغیر طواف خانہ کعبہ کے اونٹون کو نحر نہین کرتے تھے اور سر نہین منڈہاتے تھے اس لئے باوجود حکم حضرت کے لوگ اس کے تعمیل مین تعویق کرتے تھے۔ جب حضرت نے خود اونٹون کو نحر کیا تو سب لوگون نے بھی اتباع کرکے تعمیل کی۔ اسیطرح متبنٰی کی مطلقہ عورتون کے بارے مین جو فعلی تاکید عمل مین آئی نہایت مستحسن ہوا بلکہ بہت ضروری امر بجالایا گیا۔ اور وہ جو مفتی طب نے مسئلہ ظہار کے بارے مین طعن کرکے عین وقاحت سے کہا ہی "کہ کوئی ضرورت نہو کہ حضرت اپنی جورو کو منہ سے کسیکو پہلے امان کہین اور پھر اسکو اپنے اوپر حلال کر دینا

کردین ؎ پس صریح جہالت و ضلالت ہے اور دو وجہون سے باطل ہے اوّل یہہ کہ جس شخص نے حضرت کے زمانہ مین ظہار کیا تھا اور اُس پر حکم خدا کفارہ دینے کے لئے ہوا تھا اُس کی اُسی وقت تعمیل ہوگئی اور سب نے اُسے مان لیا پھر کسی قسم کی تاکید کی ضرورت نہین رہی۔ دوسرے یہہ کہ اصلِ ظہار علاوہ اس کے کہ خلاف شانِ شرفا، مہذبین اور مکروہِ طبایع صاحبانِ عقل و ادب ہے۔ شریعت اسلام مین وہ فعل ممنوع و حرام بھی ہے پھر معاذ اللہ کس طرح آنحضرت ایسے فعل کے مرتکب ہو سکتے تھے۔ مخاطبِ متعصب جہل یا تجاہل سے ہر حکم کو ایک ہی طرح کا جانتا ہے حالانکہ ہرگز یہہ کیفیت نہین ہے ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد۔

قولہ حالانکہ خدیجہ کو جو آپ کو نورِ دیدہ کہا کرتی تھین بآسانی تمام آپ ایسا کہہ سکتے تھے کیونکہ عمر کے اعتبار سے آپ لوگون کے عندیہ مین حضرت اُن بڑی بی کے روبرو بالکل صاحبزادے تھے۔

اقول یہہ طعن و مضحکہ ہمارے حضرت کی نسبت تو بالکل بیجا ہے ہان مذہبِ عیسائی کی رو سے ایسا طعن مروجہ انجیلی مسیح اور مریم کی نسبت اگر کوئی کہے تو ممکن ہے کیونکہ عیسائیون کے مذہب مین باپ بیٹا یعنے خدا و مسیح دونون ایک ہین پس مروجہ انجیلی مریم مروجہ انجیلی مسیح کی مان بھی ہوئین اور جورو بھی کیونکہ خدا کا بیٹا مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا اس حیثیت سے تو مریم خدا کی جورو ہو سکتی ہین اور چونکہ باپ بیٹا یعنے خدا و مسیح ایک ہین اس حیثیت سے وہ خدا کی مان بھی۔ معاذ اللہ من ہذا الاعتقاد۔ اے یاررو ذرا ہوش کی باتین کرو اور اے کرسچن اپنے گران بہا دین کو زخارفِ فانیۂ دنیوی کے عوض مین نہ بیچ ڈالو۔ اے عیسائیو

ذرا اپنی عقل کے ناخن لو اور سمجھو کہ اگر آنحضرت نے ایک ایسی رسم کو جس مین بڑا نقصان شرعی و ملکی تھا اور جو بالکل عقل اور کتبِ مقدسہ کے خلاف تھی اُس کے موقع اور مقام پر توڑ ڈالا اور حکمِ خدا کے موافق اپنے متبنی کی زوجۂ مطلقہ سے بعد انقضاے عدہ کے نکاح کیا اور یہہ نکاح کرنا نہ توریت کے مخالف تھا نہ انجیل کے تو کون سی قباحت عاید ہوئی اور کیا برا کام کیا۔ جو اسقدر تم لوگ بکبک کرتے ہو اور محض تعصب اور عناد سے حضرت پر بیجا تعریض کر کے گناہ میں سمائے اور اپنی گران بہا عمر کو ضلالت مین تباہ کرتے ہو۔

قولہ صـ ۸۹ دفعہ دہم مطاعن - اس نکاح سے حضرت پر یہہ الزام لگتے ہین ..... الخ -

اقول - جب ہم نے اُن نو دفعات کو جو محی طب کے مطاعن کے ماخذ تھے محکم دلیلون سے باطل کر دیا اور اُس کے جملہ اعتراضات کا جواب دیا تو یہہ مطاعن خود بخود باطل اور مردود ہو گئے مگر اس مقام پر ایک امر قابلِ جواب ہے یعنے وہ جو محی طب نے آیۂ (ازواجہ امہاتہم) پر تعریض کر کے کہا ہے وہ یہ ہے پادری ٹسکوی صاحب کے منھہ مین زبان نہین کہ فرمائین وہ صرف منھہ سے کہدینا باہمی ناتے رشتہ مین کوئی قادح امر نہین ہو سکتا باہمی رشتہ ناتے کے وقت نسب اور حقیقت کا اعتبار ہوگا اور عقل بھی یہی چاہتی ہے صـ ۵۳ "

جب محمد صاحب فرماتے ہین ازواجہ امہاتہم نہ معلوم اُسوقت آپکی عقل کہان چرنے جاتی ہے -

پس منقوض ہے باین وجہ کہ زبان سے محض رسمِ جاہلیت کے موافق بلا حکم کسی

کسی شریعت کے اور خلافِ حقیقت کسیکو بیٹا کہدینے اور مان کہدینے مین اور قول خدا مین کہ اُسنے فرمایا ہی (ازواجہ امہاتہم) قیاس کرنا دلیلِ حمق اور قیاس مع الفارق ہے۔ علاوہ اسپر فقط ازواجہ امہاتہم سے حضرت کی جورو ین اُمت پر حرام نہین ہوئی ہین بلکہ صریح حکم خدا سے یہہ حرمت مقرر کی گئی ہی چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہی۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنے نکاح نکرو پیغمبر کی ازوج سے اُن کے بعد ہرگز۔ شاید مخاطب کی عقل انگلستان کے باغِ سبز مین چرنے گئی ہی جس سے مخاطب نے خدا کا حکم نہ پہچانا یا باوجود علم حکمِ خدا کو اور آدمی کے قول کو ایک کردیا ہے۔ خداوندِ عالم حکیم ہی اور تمام مصلحتون سے واقف ہے اور انسان نادان ہی اور سہو و نسیان سے مرکب۔ خداوندِ عالم مختار ہی۔ جو چاہتا ہے کرتا ہی انسان مجبور و ناچار ہے اپنے نفس پر بھی پورا اُسے اختیار نہین تبنیت کی رسم عام ہی جس کا اثر سب پر پڑتا ہی اور حکمِ خدا خاص ہی تبنیت مین کئی نقصان ہین جو سابق مین بیان کئے گئے۔ اور خدائے تعالی کے حکم مین کوئی عیب نہین۔ خدائے تعالی نے اِس امر کو فقط حضرت کی تعظیم و تکریم کے لئے بطورِ خصایص کے مقرر کیا جسکی توجیہہ گزرچکی ہی ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

قولہ ص ۹ اِن باتون کو حضرت نے خدا سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا اور ایسی ناپاک باتونکو خدا سے منسوب کرکے سخت کفر کیا ملخصاً۔

اقول تعالی جنابہ عن ذالک علواً کبیرا۔ منصفین کو بیانات و توجیہاتِ سابقہ سے بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ جن امور پر حضرت نے عمل فرمایا کسی طرح سے وہ ناپاک باتین نہین ہین پس اُن پاک باتون کو ناپاک کہنا اور خدا پر الزام لگانے

کا دعوی کرنا محض دروغ اور بہتان ہی جو خبثِ طینت اور ناپاکی مخاطب پر دلالت
کرتا ہی نہایت حیرت کا مقام ہے کہ مخاطب اور امثال مخاطب بسببِ تعصب
اور حسد و عداوت کے بہتاناً حضرت کی نسبت ایسی ہرزہ سرائیان اور بے
ادبیان کرتے ہین۔ اور آپ پر جھوٹے الزام لگاتے ہین کہ فی الحقیقت جن پر کوئی
دلیل نہین ہے جیسا کہ خود محققین علماے نصاری اس کے معترف ہین دیکھو دیباچۂ
کتابِ تائید المحمد صا ۔ اور اپنے گھر کی کچھ خبر نہین رکھتے گویا خدا نے
ان کی آنکھون کو بصارت اور کانون کو سماعت سے اور دل کو عقل سے کسی
طرح کا بہرہ نہین دیا ہی ذرا مجموعۂ کتب عہدِ قدیم و جدید اُٹھا کر دیکھین کہ ان
کتابون نے خدا اور انبیا کی کیا صورت بنائی ہی۔ کیا مروجہ بائبل کے انبیا
نے خدا کے ساتھ شریک مقرر کر کے سخت کفر نہین کیا۔ کیا ان انبیا نے خدا
کو ضعیف اور عاجز ٹھہرا کر اور خدا کو یعقوب سے کشتی لڑا کر سخت کفر نہین
کیا نصاریٰ کے پیغمبرون نے خدا کو سلا کر اور جگا کر تھکا کر اور تازہ دم
کرا کر سخت کفر نہین کیا۔ کیا ان پیغمبرون نے خدا کو پچھتانے والا اور جاہل
اور ظالم بنا کر سخت کفر نہین کیا۔ کیا بائبل کے پیغمبرون نے خدا کو باغ مین
پھرا کر اور اُسے زمین پر اُتار کر اور اُسکو جھوٹا اور عہد شکن مقرر کر کے سخت
کفر نہین کیا۔ کیا انجیل کے مصنفین نے خدا کو مریم کا شوہر ٹھہرا کر اور عیسی کو
خدا کا بیٹا بنا کر اور خدا کو عیسی کا باپ بنا کر کے سخت کفر نہین کیا۔ کیا مروجہ
انجیلی مسیح نے ان امور کا دعوی کر کے سخت کفر نہین کیا۔ کیا ان لوگون نے
تثلیث کے قائل ہو کر سخت کفر نہین کیا۔ جاننا چاہیئے کہ اعتقاد تثلیث کے

شرک ہونے مین کسی عاقل کو شک نہین ہوسکتا اگر تثلیث شرک نہین ہے تو دنیا
مین کوئی شخص مشرک نہین ہے کیونکہ جو تاویل کہ تثلیث کے شرک نہونے مین عیسائی
کرینگے وہی تاویل جملہ کفار و مشرکین کر سکتے ہین علاوہ اسپر اکثر مقام پر مروجہ انجیلون
مین بھی تثلیث کے مخالفت کی تعلیم کی گئی ہے اور اکثر ایسے واضح اور روشن امور بیان
کئے گئے ہین جن سے تثلیث بالکل باطل اور توحید صاف ثابت ہوجاتی ہے
چنانچہ بعض عبارتین اُن مین کی واسطے ملاحظہ منصفین کے ہم یہان پر نقل کرتے
مین۔ متی کی انجیل کے باب ۱۹ آیت ۱۶ و ۱۷ مین مرقوم ہے اور دیکھو ایک نے آکے
اُس سے کہا اے نیک اُستاد مین کونسا نیک کام کرون کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن
اُس نے اُسے کہا تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا پر
اگر تو زندگی مین داخل ہوا چاہے تو حکمون پر عمل کر۔ اس کلام سے جو حضرت عیسی کی
زبانی مرقوم ہے کئی امور ثابت ہوتے ہین اوّل یہہ کہ خدا وحدہٗ لاشریک لہ ہے
اس لئے کہ حضرت عیسی نے ایک ہونے کو خدا کی صفت قرار دی اور فرمایا ایک
یعنے خدا۔ دوسرے یہہ کہ حضرت عیسی نے اپنی الوہیت کی نفی کی ہے جس سے تثلیث
صاف باطل ہوتی ہے کیونکہ اپنے کو خداے تعالی سے بالکل علیحدہ کردیا اور جب
سائل نے آپکو نیک کہا تو آپنے اُسپر اعتراض کیا اور فرمایا تو کیون مجھے اچھا کہتا ہے
اچھا تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسی نے اپنے
اچھے ہونیکا بھی انکار کیا ہے اور اچھے ہونیکو خاص خدا کی صفت قرار دی اور اپنے
کو خداے تعالی سے جدا اور علیحدہ گردانا اور اپنی الوہیت کا انکار کیا اب کہان
ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ عیسی اور خدا ایک ہین ذرا اس قول پر حضرت عیسی کے

غور فرمائین اور اپنے واہی اعتقاد سے شرمائین - تیسرے یہہ کہ حضرت عیسی نے اپنے اچھے ہونے کا جو انکار کیا ہے اِس سے صاف ظاہر ہی کہ آپ اپنی معصومیت کے بھی قائل نہ تھے پھر کہان الوہیت ۔

اور متی کی انجیل کے باب ۲۳ آیت ۹ مین مرقوم ہی ''اور زمین پر کسیکو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمھارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہی'' اِس عبارت سے بھی وحدانیت خداوند عالم کی اور بطلان تثلیت کا مثل آفتاب کے ظاہر ہی ۔

اور لوقا کی انجیل کے باب ۱۸ آیت ۹ مین مرقوم ہے ''یسوع نے اُسکو کہا تو کیون مجھکو نیک کہتا ہی کوئی نیک نہین مگر ایک یعنے خدا''

اور مرقس کی انجیل کے باب ۱ آیت ۱۸ مین مسطور ہی ''یسوع نے اُس سے کہا تو مجھے نیک کیون کہتا ہی نیک کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا''

اور مرقس کی انجیل کے باب ۱۲ آیت ۲۹ مین مرقوم ہی ''یسوع نے اُس سے جواب مین کہا کہ سب حکمون مین اوّل یہہ ہی کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہی''

اور اِسی باب کی ۳۲ آیت اس طرح مسطور ہی ''تب اُس فقیہ نے اُس سے کہا کیا خوب اے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہی ہے اُس کے سوا اور کوئی نہین'' اے عیسائیو حضرت عیسی نے تو سب وصیتون مین پہلی وصیت اور سب حکمون مین پہلا حکم یہہ بیان فرمایا کہ خداوند عالم یکتا ہی اُس کا کوئی شریک نہین اور اپنی الوہیت تو کجا اپنے نیک ہونے سے بھی انکار کیا مگر آپ لوگ اُس پہلی وصیت اور سب سے بڑے حکم کی مخالفت کرتے ہین اور برخلاف قول

حضرت عیسی تثلیث کے قائل ہین اور اسی طرح آپ کے بزرگون نے جنھین آپ نبی کہتے ہین اسی تثلیث کی تعلیم کی ہو پس ازراہِ انصاف فرمائیے کہ تثلیث کی تعلیم کرنے والون نے سخت کفر کیا یا نہین ۔

اور یوحنا کی انجیل کے باب ۱۷ آیت ۳ مین مرقوم ہو ‘‘اور ہمیشہ کی زندگی یہہ ہو کہ وے تجھکو اکیلا سچا خدا ۔ اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہو جانین’’ اِن عبارتون سے جو مروجہ انجیلون سے نقل ہوئی ہین خدا تعالی کی وحدانیت اور تثلیث کا بطلان صاف طور سے ظاہر ہو جس مین ذرا بھی شک اور تامل کا مقام نہین مگر کجفہمی کا کیا چارہ ہو اور تعصبانہ ضلالت کا کیا علاج ۔ منصفین ذرا اس مقام کو غور سے ملاحظہ فرمائین اور مخاطب کی افترا پردازی پر بھی غور کرین اور ہمارے حضرت اور قران سے مجموعہ بائبل اور اُس کے انبیا کا مقابلہ کرین اور فیصلہ فرماوین کہ کفر کی نسبت امور کثیرہ متعددہ سے کسکی طرف کیجاتی ہو ۔

قولہ صفحہ ۹ نہم جویریہ کے حالات اس کے حالات سید صاحب نے بڑے تصرف کے ساتھ بیان کئے ہین جس مین صرف حضرت کی فیاضی دکھانا منظور ہی ۔

اقول فی الحقیقت سید صاحب نے اس کے حالات بیان کرنے مین کوئی تصرف نہین کیا اور اس مین بیشک حضرت کی فیاضی ظاہر ہی ۔ سید صاحب کے کلام مین دو باتین ہین جن پر مخاطب تعریض کرتا ہو اوّل یہہ کہ خود جویریہ نے حضرت کی خواہش کی تھی ۔ دوسرے یہہ کہ جویریہ سے نکاح کے سبب کل اُن کی قوم کے قیدی رہا کردیے گئے اور یہہ دونو امر تاریخ سے ثابت ہین چنانچہ حیات القلوب طبع ثانی کے صفحہ ۳۹۲ بیانِ غزوۂ بنی المصطلق مین مذکور ہی ‘‘دویست خانہ آبادہ ایشان را از زنان و مردان

و اطفال اسیر کردند و دو ہزار شتر و پنج ہزار گوسفند بغنیمت گرفتند و حضرت غنایم و
اسیران را در میان مسلمانان قسمت نمود بعد از وضع خمس و جویریہ دختر حارث
بن ابی ضرار را امیر المومنین سبی کرد و بخدمت حضرت آورد و حضرت او را برائے خود
بر داشت پس پدرش بعد از مسلمان شدن بقیہ قوم خود بخدمت حضرت آمد و گفت
یا رسول اللہ دختر من زن کریمہ ایست و سزاوار نیست کہ او را اسیر کنند حضرت
فرمود کہ برو و او را مخیر گردان ہر چہ او اختیار کند ما بان عمل می کنیم گفت احسان
کردی پس بنزد دختر خود آمد و گفت اے دختر قوم خود را رسوا مکن دختر نیک اختر گفت
من اختیار خدا و رسول میکنم پس پدر او را دشنام داد و برگشت و حضرت او را
آزاد کرد و نکاح کرد" الخ

اور جویریہ کی قوم کا آزاد ہونا بھی تمام تواریخ مین مذکور ہی جس کا مخاطب کو بھی
اعتراف ہے۔

اور وہ جو مخاطب نے کہا ہی "وہ مگر حضرت اُسکو آزاد کرنے کے قبل
اُس پر عاشق ہو چکے تھے چنانچہ عائشہ سے منقول ہی" الخ۔ پس نہایت وقاحت ہی
کہ از راہ ناحق کوشی بار بار حضرت کی طرف عشق کو منسوب کرتا ہی اگر بالفرض کسی عورت
کو حضرت نے اپنے نکاح کے لئے پسند فرمایا ہو تو اُسے عقلاً عشق نہین کہتے۔
مگر نہین معلوم کہ بائبل مین جو بعض انبیا کی نسبت تصریح عشق کی وارد ہوئی ہی اُسکے
بارہ مین مخاطب کیا کہتا ہی اور اُن انبیا پر کیا الزام لگاتا ہی۔
کتاب پیدایش کے باب ۲۹ آیت ۱۷ و ۱۸ مین مرقوم ہی "وہ پر راخل خوبصورت اور
خوشنما تھی اور یعقوب راخل پر عاشق تھا سو اُس نے کہا کہ تیری چھوٹی بیٹی راخل کے

لئے مین ساتھہ برس تیری خدمت کرونگا" بلکہ نکاح سے پہلے حضرت یعقوب نے راخل کا بوسہ بھی لیا تھا چنانچہ اُسی باب کے گیارہوین فقرے مین مذکور ہی وہ اور یعقوب نے راخل کو چوما اور چلا کے رویا" افسوس ہی مخاطب سے کہ جس کتاب کو اُس کا مذہب الہامی جانتا ہی اُس مین کسی پیغمبر کے عشق اور غیر محرم کے بوسہ لینے کا ذکر ہی اور کسی پیغمبر کے زن غیر سے زنا کرنے کا حال مرقوم ہی اور کسی پیغمبر کے اپنی بیٹیون سے حرام کرنیکی کیفیت مندرج ہی اور مزید بران عیسائیون کا خدا (یعنے حضرت مسیح) جو بڑا اکول اور شرابی تھا (دیکھو متی باب ۱۱ آیت ۱۹) فاحشہ عورتون سے خلا ملا کرتا ہے اور وہ عورتین اُس خدا کو کبھی عطر ملتی ہین اور کبھی اُس کے پاون کا بوسہ لیتی ہین وغیرہ وغیرہ اور یہہ خدا عالم شباب اور حالت تجرد مین ان عورتون سے بحالت کذائی ملا ہے اِس پر مخاطب کچھہ تعریض نہین کرتا اور یعقوب اور داؤد اور لوط پر بلکہ اپنے خدا پر اِن امور قبیحہ سے کوئی طعن نہین کرتا اور ہمارے پیغمبر کی طرف جنکی ذات مقدس اِن تمام عیوب سے حقیقۃً پاک تھی بہتانا عشق کو منسوب کرتا ہی اور اُس پر ٹھٹھے اُڑاتا ہی اور اپنے دین کو برباد کرتا ہی۔

قولہ ص ۹۱ پس بنی مصطلق کے اسیرون کا رہا ہونا یہہ کوئی بڑی فیاضی نہ تھی اول تو یہہ اُنکی خدمات کا صلہ تھا۔ یا نہ سہی حضرت نے اپنی معشوقہ کا دل خوش کرنے کو یہہ کیا ہوگا اور اِس مین بھی اپنے گانٹھہ سے کیا کھویا۔ مال مفت دل بیرحم۔

اقول اسیران بنی مصطلق نے کوئی خدمت نہین کی تھی جس کا کوئی صلہ دیا جائے اگر واقدی کی روایت کی بنا پر یہہ کہا جائے کہ جویریہ کے قرابتدارون سے ایک شخص نے جویریہ کو حضرت سے عقد کر دیا تھا جیسا مصنف نے اس کے پہلے

لکھا ہی تو مردود ہی اس لئے کہ اولاً واقدی محققین کے نزدیک ضعیف الحدیث ہی اور بعد درج
جیسا کہ کتب علما سے ظاہر ہی اور ثانیاً بہ تسلیم روایت مذکور ایک شخص نے خدمت
کی تھی جس کے صلہ مین اُسی کی آزادی کافی تھی۔ تمام قوم کی آزادی مین محض حضرت
اور آپ کے اصحاب کی عین فیاضی ہی یا نہین۔ اور چونکہ جویریہ سے نکاح ہو چکا تھا
تو اب اُن ہی کی خوشنودی کی بھی چندان ضرورت نہ تھی اور چونکہ حکم خدا کے موافق تمام
قیدی حضرت کے اصحاب کے مملوک ہو چکے تھے اور اُن کی جانفشانیون کے صلہ مین
خداوند عالم نے انکو غنایم کا مالک کر دیا تھا پس اُسکو صرف کرنا حقیقت مین
اپنی ذات سے صرف کرنا ہی چونکہ تمام اصحاب نے اپنے پیغمبر کی خوشی کے لئے
اپنا نقصان اُٹھایا اور سب قیدیون کو آزاد کر دیا اِس سے معلوم ہوا کہ بڑی فیاضی
کی پس جویریہ سے حضرت کا نکاح ہونا باعث کسقدر برکت اور کیسی فیاضی کا ہی
مدارج النبوہ کے صـ ۲۱۳ بیان غزوہ بنی مصطلق مین مذکور ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی
کہ وہ جب آنحضرت نے جویریہ کو آزاد کر کے نکاح کیا اور صحابہ کو اس کیفیت سے
اطلاع ہوئی تو سب نے آپس مین کہا کہ ایسا نچاہیئے کہ حرم سید کائنات کے اقربا
ہمارے غلام و کنیز ہون پس اِن لوگون نے اُن سب قیدیون کو آزاد کر دیا عائشہ
کہتی ہین کہ مین کسی ایسی عورت کو نہین جانتی جسکی خیر و برکت اُس کی قوم کے لئے
جویریہ سے بڑھکر ہو ''

قولہ صـ ۹۱ و ۹۲ مگر نہین اِس مین بھی بڑا بھید تھا حضرت کا سراسر فائدہ تھا کیونکہ
جویریہ کا مہر آزادی بنی مصطلق کے اسیرون کی گردانا۔ الخ

اقول منقوض ہی کئی وجوہ سے اول یہہ کہ جویریہ خود اسیر ہو کے آئی تھی اور شرعاً

شرعاً کنیز تھی جس کا تصرف بغیر نکاح کے صحیح تھا اور حیات القلوب کی روایت سے گزرا کہ جناب امیر نے اُسے اسیر کیا تھا اور خاص حضرت کے لیے لائے تھے۔ پس اگر حضرت چاہتے تو نکاح کرنے کی اور مہر دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی ملک یمین سے تصرف فرما سکتے تھے۔ دوسرے یہہ کہ بتسلیم روایتِ ثانی یعنے جویریہ ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی تھی تب بھی مہر کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگر حضرت اُس سے فرماتے تو وہ آپ کو ہبہ یا فروخت کر دیتا اور جو رقم ادائی کتابت کی آپنے اُسے دی اُسی رقم سے خریدی ممکن تھی چنانچہ مدارج النبوۃ کے صـ ۲۱۲ بیان جنگِ مصطلق مین مذکور ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی ”جویریہ نے حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کی یا رسول اللہ مین مسلمان ہو گئی ہون اور حصہ مین ثابت بن قیس کے آئی ہون اُس نے مجھے مکاتب کیا ہی آپ میری اعانت فرمائیے تا رقم کتابت ادا کر دون آپنے قبول فرمایا اور رقمِ کتابت ثابت بن قیس کے پاس بھیجدی اور اُسے آزاد کر کے نکاح کیا“

تیسرے یہہ کہ مدارج کے صـ ۶۱۲ مین مذکور ہی کہ جویریہ کا مہر چار سو درہم مقرر کیا تھا پس اِن وجوہ سے قولِ مخاطب کہ ”اس مین حضرت کا سراسر فائدہ تھا“ سراسر باطل ہوا اور وہ جو ایک روایت مین آیا ہی کہ اسیرانِ بنی مصطلق کی آزادی جویریہ کا مہر تھا وہ روایت کئی وجوہ سے باطل ہی اوّل یہہ کہ یہہ روایتِ شاذہ کئی معتبر اور مشہور روایتون کی مخالف ہی دوسرے یہہ کہ قرینۂ صریحہ اُس کے بطلان پر دلالت کرتا ہے وہ یہہ ہی کہ کل اسیرانِ بنی مصطلق آنحضرت کے مملوک نہ تھے جو آپ عوض مین ایک مملوکہ آزاد شدہ مہر کے آزاد فرما دیتے بلکہ تمام روایتون سے ثابت ہی کہ تمام اسیر کل اصحاب پر تقسیم

ہو چکے تھے اور اُن اصحاب نے اِس خیال سے کہ اب جویریہ حضرت کی زوجہ ہو چکی ہین پھر اُن کی قوم و قرابت کے لوگون کو اسیر رکھنا خلافِ ادب ہی سبکو آزاد کر دیا پس اس روایت سے کہ تمام کتابون مین مسطور اور مشہور ہی بلکہ تواتر کے قریب پہونچی ہے قولِ مخاطب اور وہ روایت شاذہ دونون باطل ہو گئے تیسرے یہہ کہ علی التنزل فرض بھی کیا جائے کہ جویریہ کا مہر کل اسیرون کی آزادی تھی تب بھی حضرت کی فیاضی مین کچھ شک نہین کہ ایک زنِ اسیر کا مہر جو بہت ہی کم ہو سکتا تھا حضرت نے محض فیاضی سے بہت زیادہ مقرر کیا یعنے کل اسیرون کو آزاد کر دیا۔

قولہ ص ۹۲ دہم صفیہ کے حالات ہمکو شبہہ ہوتا ہی شاید وہ جبراً جورو بنائی گئی ہو کل قرینہ اسی کا ہی تاریخ ہمارے ساتھ پڑھئے۔

اقول تم جھوٹے ہو اور افترا پردازی تمھاری ذاتیات سے ہی حضرت نے صفیہ سے بھی اُن کی رضامندی اور خوشی سے شادی کی ہرگز جبر واقع نہین ہوا اور کوئی قرینہ اس کا نہین خود تاریخ تمھاری تکذیب کرتی ہی۔

قولہ ص ۹۲ دفعۂ اول بیوہ ہونا۔ اصل حال یہہ ہی کہ صفیہ بنتِ حی بن اخطب بیوہ پسرِ ابی عتیق تھی جس کا نام کنانہ تھا وہ حضرت کی ہجو مین اشعار کہتا تھا حضرت نے اُس پر چند اشخاص کو مقرر کر کے بھیجا تھا اُنھون نے اُسکو قتل کیا۔ واقدی۔

اقول بہت خوب کیا جو ایک دشمنِ خدا کو قتل کیا۔ حضرت موسی نے لاکھون آدمیون کو اسی طرح قتل کیا تھا مگر ہم نے کئی مرتبہ کہدیا ہی کہ واقدی ضعیف ہی اُس کی روایت کا کچھ اعتبار نہین۔ اور کنانہ کے قتل کا سبب دوسرا ہی جو اور کتبِ معتبرہ مین مذکور ہی چنانچہ مدارج النبوہ کے ص ۳۲۷ بیانِ جنگ خیبر

خیبر مین لکھا ہی کہ "کنانہ کو آنحضرت نے اُسی لڑائی مین محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ وہ اُسے اپنے بھائی کے عوض مین قتل کرے" اور دوسری روایتین اسی خبر کی تائید کرتی ہین۔

قولہ صـ ۹۳ دفعۂ دوم باپ کی جوانمردی قتل و تکذیب محمد۔ اُس کے باپ حی بن اخطب کو بھی حضرت نے غزوۂ بنی قریظہ کے اسیرون کے ساتھہ قتل کیا وہ واقعہ یون ہی۔ الخ

اقول مخاطب نے جو اُس کے قتل کا واقعہ بیان کیا ہی وہ غیر معتبر ہی۔ معتبر واقعہ وہ ہی جو مدارج النبوہ کے صـ ۲۴۵ مین مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ "جب حی بن اخطب کو حضرت کی خدمت مین حاضر کیا تو حضرت نے فرمایا اے دشمن خدا آخر تجھے خدا نے خوار و ذلیل کیا۔ اُس نے کہا کہ آپکی عداوت پر مین اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا۔ مین اپنی عزت چاہتا تھا مگر خدا نے تمھین فتح دی۔ یہہ شخص نہایت عداوت حضرت سے رکھتا تھا۔ اور جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تھے یہہ حضرت کی خدمت مین آتا تھا اور نفاق رکھتا تھا ایک روز حضرت کی ملاقات کرکے اپنے گھر آیا اُس کے بھائی یاسر ابن اخطب نے اُس سے پوچھا کہ آیا یہہ شخص (یعنے حضرت) وہی ہی جس کا وصف ہم نے توریت مین پڑھا ہی حی بن اخطب نے کہا ہان وہی ہی مگر میرے دل مین سوائے اُس کی عداوت کے اور کچھہ نہین" انتہی۔

قولہ (جب کہ حضرت نے حی بن اخطب کے قتل کا حکم دیا تو حی نے کہا) "مین آج گواہی دیتا ہون اس بات پر کہ تم کاذب ہو" شاباش اے حی شاباش لے شہید راہ خدا شاباش دم واپسین کی شہادت ہی۔ الخ ملخصاً

اقول شاباش اے مخاطب شاباش اے مسیح کے دشمن کے دوست شاباش
ع کافر کو شہید کہنے والے شاباش۔ منصفین خوب سمجھتے ہین کہ یہہ حیّ ابن اخطب
یہودی تھا اور تمام یہود حضرت عیسی علیہ السلام کے جانی دشمن ہین انھین لوگون نے
حضرت مسیح کو اسیر کیا اور آپ کی بہت تذلیل کی طمانچے مارے بدگوئیان کین آخر
بنص اناجیل مروجہ دار پر چڑہا کر اُس خدا کے پیارے کو قتل کر ڈالا ہر چند آپ
بہت گڑگڑائے اور آہ و فریاد کی مگر کسی نے نسنا۔ یہہ حی ابن اخطب انھین مین سے
ہی اور وہی مذہب رکھتا ہی اور مخاطب باوجود دعوی عیسائیت کے اُس کی محبت
مین اپنی جان لڑا رہا ہی اور ایک گمراہ کو شہید راہ خدا کہتا ہی۔ ذرا آپ لوگ
انصاف سے فرمائین کہ اب بھی کیا مخاطب کی بیدینی اور ضلالت مین کوئی شک
ہی یہہ بات مسلّمہ ہی کہ دشمن کا دوست دشمن ہی حیّ ابن اخطب قطعاً حضرت عیسی
علیہ السلام کا دشمن ہی اور مخاطب اُس کا دوست اور مداح ہی پس یقیناً
حضرت عیسی کا دشمن ہوا۔

افسوس حرص دنیا بھی کیا بری بلا ہی کہ آدمی کو اپنے دین و مذہب کا بھی خیال نہین
رہتا مخاطب گویا حی ابن اخطب کو مخاطب کر کے کہتا ہی ؎ شادم کہ از رقیبان
دامن کشان گزشتی ٭ گو مشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد ٭ اب یقین ہی کہ
حضرت عیسی مخاطب کو نفرین فرماتے ہون گے اور اُس کا حشر بھی مسیح کے دشمن
حی ابن اخطب کے ساتھہ ہی ہوگا۔

قولہ صـ ۹۴ حیّ کا خون تمکو اے محمد زمین سے پکارتا ہی رباعی دوران بقا
جو باد صحرا گزشت الخ۔

اقول جس طرح مخاطب نے کہا ہی اُسی طرح کفار بھی حضرت موسیٰ اور داؤد وغیرہما
انبیاے سلف کی نسبت کہہ سکتے ہین کیونکہ ان پیغمبرون نے علاوہ کفار کے مردون کے
ہزارہا عورتون اور معصوم بچون کو بھی قتل کرڈالا جس کا کچھہ ذکر ہم نے سابق مین کردیا ہے
پس مخاطب جو طعن ہمارے پیغمبر پر کرتا ہی وہ حقیقت مین حضرت موسیٰ و داود و
سموائیل وغیرہ انبیا پر ہی۔

قولہ دفعہ سوم اسلامِ صفیہ۔

اقول مخاطب نے اس دفعہ مین دو باتین لکھی ہین ایک صفیہ کے اسلام کا حال۔
دوسرے ابو ایوب کا خوف صفیہ سے۔ مگر کتاب کا نام ندارد۔ نہین معلوم کہان سے
لکھا ہی۔ اسلام کے حال مین مدارج النبوہ صـ۶۱۵ مین اسطرح مذکور ہی ''و آوردہ
اند کہ صفیہ را چون در حضورِ اشرف آوردند آنحضرت فرمودند تا بخیمہ بردندش۔ آنگاہ
خود بآنخیمہ تشریف آورد و صفیہ چون آنسرور را دید برخاست و فرشی کہ بران نشستہ
بود برداشت و براے آنحضرت بسط کرد و خود بر زمین نشست حضرت فرمود اے صفیہ
ہمیشہ پدرِ تو با من عداوت می ورزید تا خداوندِ تعالی او را ہلاک گردانید۔ گفت
خداے تعالی ہیچ بندہ را بگناہِ دیگری نمیگیرد سیدِ عالم صلعم او را مخیر گردانید میانِ
آنکہ آزادش کند و بقومِ خود ملحق گرداند و میانِ آنکہ اسلام آورد و حضرت اورا
بخواہد۔ صفیہ بسیار حلیمہ و عاقلہ بود گفت یا رسول اللہ آرزوی اسلام دارم و
تصدیقِ تو کردہ ام پیش از آنکہ دعوت کنی اکنون در منزلِ تو آمدہ مرا میان کفر و اسلام
مخیر میگردانی واللہ کہ خدا و رسولِ خدا احب اند نزدِ من از آزادی و لحوق بقوم
خود (تا آنکہ گفتہ) پس آزادش کرد و عقد بست''۔ اس روایت سے بصراحت تمام

یہہ بات ظاہر ہر کہ صفیہ نے نہایت خوشی سے اسلام قبول کیا اور اپنی رغبت سے
حضرت کے نکاح مین آئین کیونکہ حضرت نے اُنھین اختیار دیا تھا کہ چاہین اپنی قوم
مین چلی جائین اور چاہین اسلام کو اور اپنے نکاح کو قبول کرین صفیہ نے آزاد
ہونا اور قوم مین ملحق ہونا منظور نکیا اور اسلام اور حضرت سے نکاح کرنیکو ترجیح
دی - پس وہ قول مخاطب کا کہ "ہمکو شبہ ہوتا ہر شاید وہ جبراً جور دبنائی گئی ہو"
کسقدر لغو اور باطل ہر - اور اُس کے مقابلہ مین بغیر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا
کہہ سکتے ہین - اور ابو ایوب کے خوف کا حال صفیہ سے بفرضِ صحتِ روایت
مبنی علی الاحتیاط تھا -

قولہ ص ۹۵ دفعہ چہارم صفیہ کا حسن وجمال اور حضرت کا عشق -

اقول محض واہی اقوال ہین اور سراسر بدگوئیان اور افترا ات نہ کوئی مناظرے
کا طریقہ اور نہ کوئی استدلال کا قاعدہ ہر جو جی مین آتا ہے بلا ثبوت کہدیتا ہر -
حضرت سے صفیہ کے نکاح کا سچا حال ابھی مدارج النبوہ سے گزرا - باقی مخاطب
کی یاوہ گوئیان قابلِ جواب نہین -

قولہ ص ۹۶ دفعۂ پنجم صفیہ سے جبراً صحبت -

اقول مدارج النبوہ سے ابھی ہم نے نقل کیا ہر کہ صفیہ رضی اللہ عنہا برغبتِ تمام
مسلمان ہوئی ہین اور بخوشی خاطر حضرت سے نکاح قبول کیا ہر -
اِس سے ظاہر ہر کہ قولِ مخاطب (یعنے صفیہ سے جبراً صحبت) کس قدر جھوٹ ہے
اور وہ جو مخاطب نے اپنے دعوی پر روضۃ الاحباب کی اِس عبارت سے استدلال
کیا ہر کہ "چون بمنزلی رسیدند کہ آنرا تبار می گفتند و از آنجا تا خیبر شش میل

راہ است خواست کہ باوے زفاف کند صفیہ راضی نشد و امتناع نمود چنانچہ حضرت
از وے در غضب رفت و چون بمنزلِ صہبا رسیدند بام سلیم مادر انس گفت
کار سازی وی بکنید کہ امشب باوے زفاف خواہم کرد ام سلیم موجب فرمودہ
او را بخیمہ برد و موے سرِ وے شانہ کرد و او را خوش بوی ساخت ام سلیم گوید
(الی ان قال) با او گفتم چون پیغمبرِ پیش تو آید برخیزی و اقبال نمائی بروے
و امتناع نہ نمائی صفیہ قبول نمودہ در آن منزل حضرت باوے زفاف نمود "
انتہی ملخصاً۔

پس نہایت سوء فہمی ہے کیونکہ خود یہہ روایت دلالت کرتی ہے کہ برضامندیِ صفیہ
زفاف واقع ہوا ہے اور الفاظ روایت یعنے "وہ صفیہ قبول نمودہ" صراحتہً
اس پر دلالت کرتے ہین۔ اور پہلی منزل مین جو صفیہ نے زفاف سے انکار
کیا تھا خود صفیہ اُس کی وجہ معقول بیان فرماتی ہین چنانچہ کتابِ روضۃ الصفا
ذکرِ زفافِ صفیہ مین مذکور ہے کہ (حضرت) "از وے پرسید کہ چرا در منزلِ پیش
نگذاشتی کہ زفاف واقع شود صفیہ جواب داد کہ یہود نزدیک بودند ترسیدم کہ
آسیبی بتو رسانند و این معنی ملایم طبع ہمایون حضرت آمدہ موجبِ زیادتیِ محبت
او گشت" ص ۳۷۷ چھاپہ نولکشور۔ بلکہ اُسی کتاب مین جس سے مخاطب نے
یہہ روایت نقل کی ہے یعنے روضۃ الاحباب مین بھی یہہ عذر حضرتِ صفیہ کا مذکور
ہے دیکھو روضۃ الاحباب ذکر حالاتِ صفیہ مگر مخاطب نے محض فریب دہیِ عوام
کے لئے نصف روایت نقل کی اور باقی کو ترک کیا۔

پس نہایت افسوس ہے کہ مخاطب نے حق پوشی اور ناحق کوشی مین اپنی اوقات

صرف کی ہو دانستہ تجاہل کرتا ہو ایسی دروغ بیانی مین اسے شرم نہین آتی۔ اور سوائے اس کے تمام کتب تواریخ وسیر مین مثل مدارج النبوہ و معارج النبوہ و روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا اور حیات القلوب وغیرہ کے بلا اختلاف مرقوم ہو کہ صفیہ نے قبل نکاح حضرت خواب مین دیکھا تھا کہ چاند اُن کی گود مین آپڑا ہو صفیہ نے جب اپنے شوہر کنانہ سے اُسکا ذکر کیا تو اُس نے غصے ہو کر صفیہ کے ایک طمانچہ مارا اور کہا تو چاہتی ہو کہ محمد کی جورو بنے یعنے تعبیر چاند کی اُس نے آنحضرت سے کی اور اُس طمانچے سے صفیہ کے منھہ پر نشان پڑہ گیا تھا چنانچہ جب حضرت نے بعد نکاح اُس نشان کا حال دریافت فرمایا تو صفیہ نے اس قصہ سے اطلاع کی اس سے ثابت ہو کہ صفیہ کو خواب مین حضرت کے نکاح کی بشارت دیگئی تھی جب سے صفیہ نے خوشی سے اسلام بھی قبول کیا اور برغبت خاطر حضرت سے نکاح کے لئے راضی ہوگئین ۔ مگر مخاطب کو اتنی توفیق اور ایسا انصاف کہان ہے جو سچی بات نقل کرے ۔

قولہ صـ ۹۸ یازدہم میمونہ کا حال ۔ دفعہ اول میمونہ کے رشتہ دار (ہر چند میمونہ کی عمر پچاس برس کی ہو) مگر بڈھی پھہ بھی نہ تھین اُن کے حسن اور کاٹھی اور طبیعت کا حال حضرت کے سخن سے عیان ہو کہ آپ نے اُم سلمہ اور میمونہ کو ایک نابینا سے پردہ نکرنے اور پھہ عذر کرنے پر کہ وہ اندہا ہو۔ فرمایا کیا تم بھی اندہیان ہو۔ حضرت کو فتنہ کا اندیشہ تھا۔ میمونہ کی مان کا نام ہند تھا۔ اُس کی کئی بیٹیان تھین ۔ پھہ ہم نے اس لئے لکھا کہ مبادا ہمارے سید صاحب کہدین کہ میمونہ بے والی وارث تھین ۔

اقول جب میمونہ پچاس برس کی تھین تو بیشک بڑہیا تھین - اور حضرت کی تعریض نابینا سے پردہ نکرنے پر کچھہ فتنہ کے خیال سے نہ تھی بلکہ اس مین محض حکم خدا کی پابندی اور ایک عمدہ رسم کی ترویج اور ترغیب منظور تھی اور بدلیل الطیبات للطیبین یہہ امر متیقن ہر پس اس سے میمونہ کا حسن ثابت ہوتا ہر نہ فتنہ کا اندیشہ مگر مخطب کے بے دلیل دعاوی کی کیا انتہا ہر -

اور ہر چند میمونہ کی مان اور بہنین موجود تھین - مگر مان جو بیٹی کی متکفل ہوتی ہر وہ خود بیوہ تھی اور بہنین اپنی اپنے گھر کی تھین انھین کیا پڑا تھا جو ایک بیوہ بہن کی متکفل ہوتین - پھر اگر کوئی کہے کہ درحقیقت میمونہ کے نفقہ کا کوئی متکفل نہ تھا اس لئے حضرت نے بیوہ پروری کے لحاظ سے نکاح کیا تو کوئی محل کلام نہین ہے -

قولہ ص ۹۹ نہ یہہ عورت محتاج تھی نہ بے والی وارث جمال کے لئے یہہ خاندان مشہور تھا - عمر کے لحاظ سے حضرت سے دس بارہ برس کم - پولیٹیکل پالسی بھی اس نکاح سے یہہ منظور تھی کہ مکہ مین قیام کرنے اور نقض عہد کرنے کا حیلہ ہاتھہ لگے - الخ -

اقول اس عورت کے محتاج اور بے والی ہونے کا حال تو ہم نے لکھدیا کہ خود بھی بیوہ تھی اور اُسکی مان بھی بیوہ اور جب پچاس برس کی عمر ہوئی تو حسن کیا خاک ہوگا - اور ہر چند حضرت سے دس برس کی چھوٹی تھین مگر مرد علی الخصوص اہل عرب ساٹھہ برس تک بھی جوان رہتے ہین اور عورت تیس برس مین بڑہیا ہوجاتی ہر جیسا کہ سابق مین جان ڈیون پورٹ کے قول سے ہم نے ثابت کیا ہے

اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے بچاس برس تو بہت ہوتے ہین۔ پس حضرت نے جو اُن سے نکاح کیا وہ محض بیوہ پروری اور اُن کے خاندان سے ایک رشتہ محبت قایم ہونے اور رفع جدال کے خیال سے تھا۔ اور نقضِ عہد معاذ اللہ کہ حضرت سے وقوع مین آئے۔ حضرت نے کفار سے درخواست کی تھی اور اُن کی رضامندی پر مکہ مین ایکدو روز رہنے کا قصد ظاہر فرمایا تھا جب کفار نے اجازت ندی فوراً آپ وہان سے روانہ ہو گئے۔

مدارج النبوۃ کے صـ۳۵۱ بیان عمرۃ القضا مین مذکور ہے ''وآن حضرت سہ روز در مکہ بود چون روزِ چہارم شد قریش کسی را پیشِ علی ابن ابی طالب فرستادند کہ صاحبِ خود را بگوئی کہ از مکہ بیرون رود علی بعرضِ حضرت رسانید کہ قریش چنین میگویند فرمود آرے ہمچنین میکنم و در روایتی آمدہ کہ آنحضرت کسی پیشِ ایشان فرستاد کہ با ایشان بگویند اگر بگزارید و لیمہ میمونہ را اینجا بکنم و برائے شما طعامی ترتیب نمایم گفتند ما را بہ طعامِ تو حاجت نیست از زمینِ ما بیرون رو۔ سعد بن عبادہ در مجلسِ شریف حاضر بود چون مبالغہ و درشت گوئی این بے حیایان از حد گزشت تحمل نتوانست کرد گفت ما از اینجا بیرون نبریم تا زمانے کہ خود خواہیم حضرت تبسم فرمود و سعد را تسکین و شکیب داد و فرمودند در دادند کہ ہیچکس از اصحاب شب در مکہ نماند و ابو رافع مولی خود را فرمود تا میمونہ را از عقب بیاورد و خود از مکہ بیرون رفت و صبر کرد و از عہد کہ بستہ بود برنگردید'' انتہی ملخصاً اس سے ثابت ہوا کہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ ''وہ منظور تھا کہ نقضِ عہد کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے'' مخاطب کی مفتریات سے ہے۔

اے مخاطب ہمارے حضرت تمھارے خدا نہین ہین جو عہد شکنی کرین عہد شکنی تمھارے خدا ہی کو سزاوار ہی جس کا وہ خود اقرار کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی کہ "تب تم میری عہد شکنی کو جان لوگے"۔ دیکھو گنتی کی کتاب باب ۱۴ آیت ۳۴۔

قولہ صنہ ۱۰۱ دفعۂ دوم ہبہ نفس۔ نگران بی بی کے نکاح کی کیفیت قابل شنید ہی۔ اُنھون نے اپنا نفس حضرت کو بخشدیا تھا الخ

اقول جن بی بی نے اپنا نفس حضرت کو بخشدیا تھا ہرچند اُن کے تعین مین اختلاف ہی مگر وہ ایک ہی بی بی ہین کسی نے میمونہ کو کہا ہی مگر یہہ خلاف مشہور ہی اور کسی نے ایک زن انصاریہ کو بتایا ہی جیسا مخاطب نے بھی حیات القلوب سے نقل کیا ہی اور کسی نے زینب کا نام لکھا ہی اور کسی نے اور کسی کو تعین کیا ہی بہرحال تعین مین اختلاف ہی مگر ہین وہ ایک ہی بی بی اور چونکہ خود خداوند عالم نے اُسکی اجازت خاص حضرت کو دی تھی اور قرآن مین اُس کا ذکر موجود ہی۔ اسلیئے پھر کوئی معاند کوئی اعتراض نہین کرسکتا۔

اور اُس زن انصاریہ کے ہبۂ نفس کی خواہش پر جو حفصہ نے کہا کہ "کسقدر تیری حیا کم ہی اور تو کسقدر مردون کی حریص ہے" یہہ کہنا اِن کا حقیقت مین رشک پر مبنی ہی کہ ایسا رشک سوت سے سوت کو ہوتا ہی اور اسپر جو مخاطب نے کہا ہی کہ "حفصہ نے جو کہا لاریب حق ہی سرمو خلاف نہین اگر آج کسی مسلمان کی بیٹی اپنا نفس کسیکو بخشنا چاہے تو وہ وہی کہیگا جو حفصہ نے کہا" پس منقوض ہی بایں وجہ کہ اولاً ہر ملکی وہر رسمی عرب مین رواج تھا کہ بیوہ عورت کبھی خود اپنے نکاح کی درخواست کرتی تھی۔ اور حقیقت مین نکاح اور ہبۂ نفس اصل معاملہ

مین ایک ہی ہین - ہرچند اُن کے فروع علیحدہ ہون جیسے یورپ مین یہہ رسم ہر کہ
بیوہ عورتین درکنار بعض دوشیزہ لڑکیان بھی خود اپنے نکاح کی درخواستین کرتی
ہین اور بذریعۂ اشتہار یہہ درخواستین شایع کیجاتی ہین - پھر اُنھین مخاطب بے حیا اور
مردون پر حریص ہونے کا لقب کیون نہین دیتا -
ثانیاً جب ہبۂ نفس خاص حضرت کے لئے جائز تھا اور دوسرونکو ناجائز - اور یہہ امر
سب مسلمانون کو معلوم ہر تو پھر اَب کوئی عورت کیونکر ہبۂ نفس کی درخواست
کرسکتی ہے -

قولہ صنا دفعہ سوم ازواجِ حضرت کی بدگمانی - ہم یہان میمونہ کا حال
کچھہ اور لکھتے ہین تا ناظرین کو معلوم ہو جاے کہ حضرت کی عورتین کیا اُنکو بے
اعتبار سمجھتی تھین - میمونہ سے مروی ہر کہ کہا ایک شب میری نوبت کی رسول اللہ
میرے پاس سے باہر گئے مین اُٹھی اور دروازے کو بند کیا ایک لحظہ کے بعد
پھر آئے مین نے دروازہ نکھولا حضرت نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کھول مینے
کہا یا رسول اللہ میری نوبت کی شب دوسری بی بیون کے گھر جاتے ہو - فرمایا
کہ مینے ایسا نہین کیا و لکن قضاے حاجت کے لئے گیا تھا - محصلاً

اقول اگرکسی عورت نے حضرت پر یہہ گمان کیا ہو کہ حضرت اُسکی باری
کی شب مین کسی اور بی بی کے پاس گئے ہین تو اُس سے اُس عورت کی خطا
ثابت ہوگی نہ حضرت کی خطا - معاذ اللہ - اور عورتون کی عادت ہر کہ امورِ معاشرت
اور خانگی ابواب مین اپنے شوہرونکی نسبت ایسے خیالات رکھتی ہین اور بعض
بدگمانیان کرتی ہین اسی طرح بہ تسلیم صحتِ روایت اگر میمونہ نے کسی طرح کا

گمان کیا ہو انہین کی خطا ہی مگر اِس سے آنحضرت کی طرف کوئی تعریض نہین ہوسکتی
اس روایت سے عقلا کے نزدیک حضرت پر کوئی اعتراض تو نہین ہوسکتا مگر ایک
فائدۂ جلی حاصل ہوتا ہے وہ یہہ کہ اس روانیت سے ظاہر ہے کہ حضرت اپنی تمام
بی بیون کی نسبت راتون کی تقسیم مین برابر عدل فرماتے تھے۔ پھر وہ قول مخاطب
کا جو اُس نے سابق مین اِس کے خلاف مین بیان کیا ہو سراسر باطل ہو۔

قولہ صنہ ۱۰۱ حضرت نے امت کو بھی حکم دیدیا ہو کہ جورو کو خوش کرنے کی غرض
سے جھوٹ بولنا روا ہے۔

اقول اِس مسٔلہ کی تشریح اور توجیہ اور اِس امر کا بیان کہ کتبِ مقدسہ مین کئی
مقام پر جھوٹ بولا گیا ہو اور جھوٹ بولنے کی اجازت دیگئی ہے کتاب مستطاب
پیغامِ محمدی کی جلدِ اول صنہ ۲۵۰ سے ۲۶۰ تک مخاطب معائنہ کرے۔
مگر مخاطب یا اور کوئی معترض جب تک کہ پہلے اس امر کو دلیلِ قطعی سے ثابت
نکرے کہ آنحضرت میمونہ کی نوبت مین دوسری کسی بی بی کے پاس تشریف لیگئے
تھے تب تک میمونہ سے حضرت کے عذر کرنے کو مسٔلۂ مذکور پر حمل نہین
کرسکتا اور قطعاً اِس امر کا ثبوت محال ہو پس یہہ تعریض بھی باطل ہو۔

قولہ صنہ ۱۰۱ فصل ششم حالات مزید حضرت نے جو نکاح کئے اُن کی یہہ
حقیقت ہو مگر حضرت کی عشق بازی کی داستان طول ہو تاہم کچھہ اور عورتون کے
حالات جنکو نیم جورو کہنا چاہئے مدارج النبوہ سے سناتے ہین۔

اقول ہم بھی سنتے ہین اور تمھارے خیالاتِ فاسدہ پر جابجا تنبیہ کرتے ہین

قولہ صنہ ۱۰۲ (۱) ضحاک کلابیہ کی ایک بیٹی تھی جس نے دنیا کو اختیار کیا

حضرت کی جورو ہوئی تھی آخر چھوڑ کر نکل گئی پس اسکو کسی نے نہ پوچھا آخرانتہا سے
درجہ کے افلاس مین مبتلا ہوئی۔ خرمے کی گھٹلیان چن چن کر گزران کرتی تھی

اقول دنیا کو اختیار کرنے کی سزا ملی۔ چنانچہ خود اُس نے اعتراف کیا
ہے کہ مین وہ شقیہ ہون جس نے خدا و رسول پر دنیا کو اختیار کیا دیکھو مدارج
النبوۃ صہ ۶۱۹

قولہ ۲ اسماے کندیہ ہے اسکو جو نبیذ کر کے کہا ہے۔ جب لائی گئی جونیہ اور
اُتاری گئی نخلستان مین۔ حضرت اُس کے پاس آئے اور فرمایا مہیا کر اپنی
ذات کو واسطے میرے اُس نے کہا آیا آمادہ کرتی ہے ملکہ اپنی ذات کو فرومایہ
لوگون کے لئے۔ حضرت نے اپنے دست کو دراز کیا وہ بولی اعوذ باللہ منک
حضرت نے اُسے فرمایا پناہ ڈھونڈی تونے پناگاہ عظیم سے پس حضرت باہر آئے
اور عورت کی آبرو بچ گئی۔ ملخصاً۔

اقول اس روایت کے بیان مین مخاطب نے بالکل تخدیع کی ہے اور حق
کو چھپایا ہے اور ابتدا سے قصہ کو چھوڑ کر ایسا بیان کیا ہے کہ ناظرین ظاہر عبارت
سے یہہ سمجھین کہ حضرت نے (معاذ اللہ) ایک غیر عورت سے فرمایا کہ "مہیا کر اپنی ذات کو واسطے میرے" اور پھر اُس پر حضرت نے اپنے ہاتھ
کو دراز بھی فرمایا۔ اور وسط مین اس روایت کے مخاطب عین وقاحت
سے کہتا ہے کہ "گویا اُس عورت نے کہا۔ اے بُڈھے نفس پرست
کیا زیبا ہے کہ مجھ سی ملکہ تجھ سے فرومایہ کو اپنی آبرو دے ڈالے۔ حضرت
کو فرومایہ اُس نے شاید اس قرینہ سے کہا ہوگا کہ باوجود دعوی نبوت

پرائی بیٹیون اور شریف زادیون کو خراب کرنا چاہتا ہی" الی آخر ہفواتہٖ۔

افسوس ہی ہماری حالت پر کہ ہم اپنے نبیِ مقدس کی نسبت ایسی گالیان اور بدگوئیان سننے کو زندہ رہے ہین اور ہزار افسوس ہی اس مخاطب کاذب پر کہ چند روزہ دنیا کے لئے وہ اپنے دین سے بالکل ہاتھ دہو بیٹھا۔ ناظرینِ منصفین خوب یاد رکھین کہ یہہ عورت یعنے جونیہ جس کا ذکر مخاطب نے کیا ہی باتفاق جمیعِ مؤرخین حضرت کے نکاح مین آچکی تھی اور حضرت کی زوجہ ہوچکی تھی اس مین کسی کو اختلاف نہین ہی چنانچہ مدارج النبوہ کے صـ ۶۱۹ مین اُس عورت کی حالات مین مرقوم ہی کہ "اتفاق است برآنکہ رسول او را تزوج کرد" مگر سببِ مفارقت مین اختلاف ہی پس بہرحال اگر حضرت نے اُس عورت کی طرف اپنا دستِ مبارک بڑہایا تو کیا کسیطرح کی تشنیع کا مقام ہی ہرگز نہین وہ تو حضرت کی زوجہ تھی۔ بلکہ یہہ مقام نہایت توصیف اور تعریف کا ہی کہ حضرت نے محض خداوندِ عالم کے نام کی عظمت فرماکے ایک اپنی حلال عورت سے کنارہ فرمایا۔ منصفین نہایت غور سے ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح مخاطب نے خلایق کو گمراہ کرنے کے لئے امرِ حق کو پوشیدہ کرکے باطل کوشی کی ہی اور ایک نہایت پسندیدہ امر کو لایقِ اعتراض ٹھرایا ہی کیا یہہ فریب دہی علما کے لایق ہے کیا ایسی مکاری پر دینداری کا دعوی درست ہوسکتا ہی ہرگز نہین۔ اور یہہ روایت جو مخاطب نے لکھی ہی اور اس مین اپنے کلام پوچ کو بھی شامل کردیا ہے مخالف اور روایاتِ کثیرہ کے ہی یعنے حقیقت مین اس عورت کو یعنے جونیہ کو حضرت کی بعض ازواج نے بسبب رشک کے تعلیم کیا تھا کہ اگر تو چاہتی

ہر کہ آنحضرت تجھہ سے زیادہ محبت رکھین توجسوقت حضرت تیرے پاس آئین توبھہ فقرہ کہدینا یعنے ''اعوذ باللہ منک'' دیکھو مدارج النبوہ صفحہ ۶۲۰ اور حیات القلوب صفحہ ۵۶۸ چنانچہ مورخین کا اس پر اتفاق ہر کہ جب حضرت نے اس عورت کو چھوڑ دیا تو اُس نے اپنا نام شقیہ یعنے بدبخت رکھا دیکھو۔ مدارج النبوہ صفحہ ۶۲۰ ۔

قولہ ۳ ایک اور عورت تھی ملکہ بنت کعب روضتہ الاحباب مین لاتا ہر کہ جب حضرت نے خلوت کی اور اس سے پوشش دور کی ایک سپیدی نظر پڑی اُس سے متنفر ہوے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور اپنے اہل سے ملحق ہو۔

اقول ممکن ہر کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو یہہ خبر دی ہو کہ یہہ عورت مبروص ہر اور راوی نے اس روایت مین اپنی طرف سے اسقدر بڑہا دیا ہو (چون برکند جامہ از وے) کیونکہ (برکند) غایب کا صیغہ راوی کا کلام ہر نہ حضرت کا۔ اور ہم نے تسلیم کیا کہ راوی نے آنحضرت کے کلام کو صیغۂ غایب سے نقل کیا ہر مگر جامہ سے مراد یہان نقاب یا چادر ہر جس کے نکال لینے سے معلوم ہوا کہ برص اس عورت کے منھہ یا گردن یا ہاتھہ پر تھا اور ہم نے تسلیم کیا کہ برص اس کی ران پر تھا جیسا کہ صاحب روضتہ الاحباب نے تصریح کی ہر مگر کسی عورت کی ران کی بیماری ظاہر کرنے مین کسی طرح کی بے شرمی کی بات نہین ہر پس اس سے ظاہر ہر کہ جو مخاطب نے کہا ہر کہ معاذ اللہ بیہہ بے حیائی کی حالات حضرت نے خود ہی بیان کئے ہون'' باطل ہر

اور

اور محض مخاطب کی بے حیائی ہی۔ صاحبانِ عقل بخوبی جانتے ہین کہ کسی عورت کی بیماری کو بیان کرنا ہرگز خلافِ حیا نہین ہی اور کوئی ذیفہم آدمی اسکو بے حیائی نہین کہہ سکتا ہان نری بیحیائی وہ ہی جو مخاطب کے خدا نے اپنی دو فاحشہ جورُون کا حال لکھا ہی اور اُنکی زناکاری کی اسقدر تصریح کی ہی کہ کوئی دیحیا شخص نہین کرسکتا چنانچہ چھوٹی جورو کے حال مین کہتا ہی کہ "وہ ایسے یارون پر مرنے لگی جنکا بدن گدہون کا سا بدن اور جنکا انزال گھوڑون کا سا انزال تھا" ۔

کیون اے مخاطب یہہ حالات تو بڑے حیا و شرم کے ہین جو تمھارے خدا نے بیان کئے ہین اور ان حالات کے بیان کرنے سے تمھارے خدا کو کوئی بے حیا و بے شرم تو نہین کہیگا۔ ذرا شرماؤ اور اپنے گریبان مین منھہ ڈالو۔

قولہ صـ ۱۰۳ ۴ شراف دحیہ کلبی کی بہن وہ پیش از دخول مرگئی۔ ۵ لیلی بنتِ حطیم۔ تزویج فرمایا اُسکو اور تھی یہہ عورت غیور۔ شاید حضرت کی دعا اُس کے حق مین مستجاب نہین ہوئی اس لئے اُسکو طلاق لینا پڑا۔

اقول اگر مخاطب پہلے دعا کرنیکو ثابت کرتا ہرچند کسی ضعیف روایت ہی سے ہو پھر عدمِ استجابتِ دعا پر تعریض کرتا تو مضایقہ بھی نہ تھا مگر یہہ بلا دلیل تعریضین بطور مضحکون کے مخاطب کی دیوانگی پر دلالت کرتی ہین۔

قولہ صـ ۱۰۴ ۶ ایک عورت تھی حضرت نے اُس کی خواستگاری کی تھی مگر اس کے باپ نے بہانہ کیا کہ وہ لڑکی برص رکھتی ہی۔ آپ کے لایق نہین مسلمان کہتے ہین چونکہ لڑکی بچانے کے لئے باپ جھوٹ بولا۔ حضرت کی کرامت سے لڑکی مبروص ہوگئی۔

اقول اکثر کتب تواریخ مین یہہ روایت مذکور ہو کہ جب اُس کے باپ نے جھوٹ کہا تو خدا کی قدرت سے وہ لڑکی اُسیوقت مبروص ہو گئی۔

قولہ صفحہ ۱۰۴ ایک عورت اُمّ ہانی تھی حضرت علی کی ہمشیرہ مگر حضرت کو یہہ نہ ملی چچا نے بیٹی کسی اور کو دی۔

اقول خود ابوطالب نے اپنی بیٹی کو دوسرے سے شادی کر دینے کی جو وجہ بیان کی ہو اور حضرت سے نکاح نہ کر دینے کا عذر کیا ہو وہ مدارج النبوہ مین موجود ہو جس کا ذکر عنقریب آتا ہے اور باقی واہی الفاظ جو مخاطب نے بکے ہین وہ قابلِ جواب نہین۔

قولہ صفحہ ۱۰۵ مضمون حضرت کی لونڈیان۔ علاوہ اِن کے حضرت کی لونڈیان ہین جن کا مطلق ذکر ہمارے سید صاحب نے نہین کیا بلکہ کہدیا ہے کہ ”وہ ہمارے فقہا نے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیا ہو حالانکہ یہہ فعل آنحضرت کے احکام کے اصل منشأ کے خلاف ہو“ مگر مدارج النبوہ والا نہین مانتا وہ صحیح تاریخ سے حضرت کی چار لونڈیان بھی گنتا ہو۔

اقول فقہا نے جو کنیزون کے جواز کو بیان کیا ہو فی الحقیقت اُنھون نے قرآن وحدیث کی متابعت کی ہو اور مولوی امیر علیصاحب کا انکار بیجا ہو۔ مدارج النبوہ مین جو حضرت کی چار کنیزون کا مجملاً حال لکھا ہو کچھہ بعید نہین ہو مگر ہان ایک کنیزِ خاص یعنے ماریہ قبطیہ مادرِ ابراہیم فرزندِ آنحضرت کا حال تو مشہور ہو باقی اور کنیزین غیرِ مشہور۔

قولہ صفحہ ۱۰۵ اول ماریہ بنتِ شمعون قبطی۔ دفعہ اول صفحہ ۱۰۶ تحریم ماریہ کا قصہ

سید صاحب اپنی انگریزی کتاب مین فرماتے ہین کہ ''جو حکایت حفصہ اور محمدؐ کی خانگی تنازع کی درباب ماریہ قبطیہ میور سپرنگر اور آس برن نے بیان کی ہر از سرتاپا جھوٹ ہر یہہ روایت جسکو معزز مفسرین قرآن باطل ٹھہرا چکے ہین فی الحقیقت بنی اُمیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین ایجاد کی گئی۔ آیت قرآن دراصل ایک مختلف معاملہ سے علاقہ رکھتی ہر۔ محمدؐ نے بچپن مین شہد کا شوق پیدا کر لیا تھا جو اکثر زینب کے پاس سے آتا تھا حفصہ اور عائشہ نے اُن کے شہد چھڑانے کی سازش کر لی اور وہ اُن سے قسم لینے مین کامیاب ہوگئین۔ مگر جب قسم کھا چکے دل مین خیال آیا کہ مین محض جورؤنکو خوش کرنے کی غرض سے ایک چیز کو حرام ٹھہرائے لیتا ہون جس مین کوئی امر حرام نہین ہر تب یہہ آیت نازل ہوئی کہ ''اے نبی کیون حرام ٹھہراتا ہر جسے خدا نے حلال ٹھہرایا۔ چاہتا ہر خوشنودی اپنی جورؤن کی'' ہم یہہ انکار نہین کرتے مگر یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ قصہ جو میور اور اسپرنگر اور آس برن نے ماریۂ قبطیہ کا بیان کیا ہر از سرتاپا حق ہر اور اُس کو جھوٹا کہنے والے جھوٹے ہین۔

اقول نہین معلوم میور وغیرہ نے یہہ قصہ کسطرح بیان کیا ہر اور سید صاحب نے کس چیز کا انکار کیا ہر سید صاحب کی انگریزی کتاب ہمارے پاس نہین جس سے تحقیق کرتے اور ہمین چندان ضرورت بھی اس تحقیق کی نہین ہر اگر سید صاحب نے اصل قصہ تحریم ماریہ کا انکار کیا ہر تو شاید اُس کی وجہ یہہ ہو کہ اُن کے نزدیک اسناد اِس قصہ کے ضعیف ہون اور چون کہ کتب صحاح اہل سنت مین یہہ قصہ درج نہین ہر اِس لئے اُنھون نے انکار کر دیا اور چونکہ سند اِس قصہ کی من قبیل احاد ہر اِس لئے ہم بھی یقین نہین کر سکتے مگر ہان توجیہہ اِس قصہ کی اِس کی صحت کو

فرض و تسلیم کرکے عنقریب بیان کرین گے انشاءاللہ تعالی۔

قولہ صنا دفعۂ دوم نصِ قرآن الخ۔

اقول قرآنِ شریف مین نہ شہد کی حرمت کا نام لکھا ہی نہ تحریم ماریہ کی تصریح ہی مگر مفسرین و محدثین نے سورۂ تحریم کی شانِ نزول مین دو قصّے لکھے ہین ایک شہد کی تحریم کا جس کا کچھہ ذکر سید صاحب نے کیا ہی۔ دوسرا تحریم ماریہ کا۔ اب نہین معلوم کہ یہہ دونو قصّے واقع ہوئے ہین یا ان مین سے کوئی ایک واقع ہوا ہے ظاہرِ آیات سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہی قصہ واقع ہوا ہی۔ اور وہ آیات یہہ ہین یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یعنے اے پیغمبر کس لئے حرام ٹھہراتے ہو اُس شیٔ کو جسے خدا نے تمھارے لئے حلال ٹھہرایا ہی (اب خواہ اسے شہد سمجھین یا ماریہ) تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم۔ اپنی جورؤن کی خوشنودی چاہتے ہو اور خدا بخشنے والا اور مہربان ہی۔ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولٰکم وھو العلیم الحکیم بتحقیق کہ خدا نے تمھارے لئے تمھاری قسمون کا کھولنا مقرر کر دیا ہی اور خدا تمھارا مختار ہی اور وہی جاننے والا اور صاحب حکمت ہی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظھرہ اللہ علیہ اور جب پوشیدہ کہی پیغمبر نے اپنی کسی عورت سے ایک بات۔ پس جسوقت کہ خبر کر دی اُس عورت نے اُس بات سے (یعنے اُس پوشیدہ بات کو ظاہر کر دیا) اور ظاہر کر دیا خدا نے اُسکو نبی پر (یعنے افشاے راز سے خدا نے اطلاع کی) عرّف بعضہ واعرض عن بعض۔ جتا دیا نبی نے اُس مین سے بعض امر کو اور منھہ پھیر لیا بعض امر سے فلما نبأھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبأنی العلیم الخبیر

پس جبوقت کہ نبی نے اُس عورت کو اُس امر کی خبر دی تو اُس عورت نے کہا کہ کس نے آپ کو اس کی اطلاع کی ہے نبی نے کہا کہ مجھے خداے عالم و آگاہ طلاع دی ہے

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ اگر تم دونون عورتین توبہ کرو (تو بہتر ہے) پس بدرستیکہ تم دونون کے دل کج ہو گئے ہین۔ مفسرین مین اختلاف ہے کہ یہہ بات جس کے پوشیدہ رکھنے کے لئے حضرت نے حفصہ کو فرمایا تھا وہ کونسی بات تھی بعض کہتے ہین کہ وہی تحریم عسل یا ماریہ کا قصہ تھا اور بعض کہتے ہین یہہ کوئی دوسرا امر تھا جو خلافت سے متعلق تھا۔ پھر جب اس مین بھی اختلاف ہوا تو معین کرنا کسی ایک امر کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اگر ان آیات کی شانِ نزول مین تحریم ماریہ کا قصہ ہی مان لیا جائے جس کا ذکر عنقریب آتا ہے تو کچھہ نقصان نہین ہے جس مین اسقدر تطویل کی ضرورت ہو مگر مخاطب نے چونکہ طمعِ دنیا سے ناحق کوشی پر کمر باندہی ہے اس لئے عبث طول دیگر بیہودہ گوئی کی ہے اور مزخرفات بکا ہے۔

قولہ صد ۱۰۹ دفعۂ سوم معزز مفسرین۔ اب ہم آپ کو معزز مفسرین قرآن کی بھی سنائے دیتے ہین تفسیرِ کبیر امام فخرالدینِ رازی مین یہہ قصہ موجود ہے تفسیر کشافِ علامہ زمخشری مین موجود ہے تفسیر بیضاوی مین موجود ہے تفسیر مدارک مین ہے اور پھر مشہور تفسیر جلالین مین صرف اسی ماریہ کا قصہ نقل ہوا ہے اور صاحبِ تفسیرِ حسینی شہد والے قصہ کو بیان کرکے ماریہ کا قصہ اس وثوق کے ساتھہ لکھتے ہین۔ در روایتِ اشہر آنست در روزِ نوبتِ حفصہ در خانۂ وے رفت وے باجازتِ آنحضرت بدیدنِ پدر رفتہ بود ماریۂ قبطیہ را طلبیدہ و بخدمتِ خود سرفراز ساخت حفصہ بر آن مطلع شد اظہارِ ملال کرد حضرت فرمود کہ اے حفصہ راضی نیستی کہ او را برخود حرام گردانم گفت

ہشتم بار رسول اللہ فرمود کہ این سخن نزد تو امانت است باید کہ باکس نگوئی او قبول کرد
وچون حضرت از خانۂ دے بیرون آمد فی الحال حفصہ این سخن را با عائشہ درمیان نہاد
ومژدہ داد کہ باری از قبطیہ خلاص یافتیم آنحضرت بخانۂ عائشہ آمد ازین حکایت بکنایت
رمزی بازگفت واین سورہ نازل شد۔ اب یہہ بھی یاد رہے کہ حسینی اس
روایت کو اشہر کہتا ہی الخ۔

اقول ہرچند مخاطب نے دو چار مفسرین کے نام گنے ہین مگر با این ہمہ یہہ قصہ
اخبار احاد سے ہی جس کا یقین ہرگز نہین ہو سکتا اور کتب صحاح مین بھی اس کا
ذکر نہین مگر مخاطب تواتر و احاد کو کیا جانے وہ تو ہر چیز کو ایک طرح کی سمجھتا ہی
اور علی التنزل ہم نے تسلیم کیا کہ یہہ قصہ صحیح ہی مگر اس مین کسی طرح کا ہرج نہین ہے
بندہ تفصیل سے اس کے شبہات کو بیان کر کے اُن کی تردید کرتا ہی منصفین چشم
انصاف سے ملاحظہ فرمائین۔ اس قصہ مین اوّلاً یہہ شبہہ پیدا ہوتا ہی کہ آنحضرت نے
حفصہ کی نوبت کے دن ماریہ کو کیون اپنی خدمت سے سرفراز فرمایا۔ اس کا جواب
یہہ ہی کہ وجوب قسم فقط رات کے لئے ہی نہ دن کے لئے اور چونکہ جس کی نوبت
کی رات ہوتی تھی حضرت اُس کے دن کو بھی اُسی بی بی کے پاس رہتے تھے اس لئے
دن کو رہنا سنّت قرار دیا گیا ہی مگر یہہ امر حضرت پر واجب نہ تھا۔ علاوہ اس پر
حفصہ اس روز اپنے باپ کے پاس چلی بھی گئی تھین اور وہ حجرہ کچھ حفصہ کی ملکیت
سے نہ تھا جو خلاف مرضی حفصہ اُس مین کوئی فعل حضرت کو ناجائز ہو بلکہ تمام ازواج
کے حجرون کے اور کل مکان کے حضرت مالک تھے جس مین سے حضرت نے ہر ایک
بی بی کے رہنے کے لئے ایک علیحدہ جاے مقرر کر دی تھی پس جب اپنے

مکان مین جو حضرت کی ملکیت مین ہو دن کے وقت بزمانۂ غیبتِ حفصہ اگر حضرت نے ماریہ کو اپنی خدمت سے سرفراز کیا تو کوئی امر ناجائز نہین کیا۔

ثانیاً یہہ شبہہ ہوتا ہر کہ جب حضرت نے کوئی ناجائز فعل نہین کیا تھا تو حفصہ کے روبرو کیون ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹھرایا۔ اس کا جواب یہہ ہر کہ اگر حضرت نے ماریہ کو برائے رفعِ فساد و بپاسِ خاطرِ حفصہ اپنے اوپر حرام ٹھرایا تو یہہ امر ہرگز اس پر دلالت نہین کرتا کہ حضرت کا ماریہ کو گھر مین حفصہ کے طلب فرمانا ناجائز ہو۔ چونکہ آنحضرت نہایت خلیق اور بہت باشرم وحیا تھے جب حفصہ رونے لگین اور اپنا ملال ظاہر کیا اور اُسوقت فساد ہونے کا بھی خیال تھا اس لئے حضرت نے رفعِ فساد کے لئے اور ازروی حیا آپنے فرمادیا کہ آج سے مین ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹھرائے لیتا ہون۔ اور یہہ ماریہ کا اپنے اوپر حرام ٹھرالینا بھی حضرت کو ناجائز نہ تھا خصوصاً جب کہ حقیقت مین متضمن کسی مصلحت پر اور رفعِ فساد پر ہو۔

ثالثاً یہہ شبہہ ہوتا ہر کہ جب حضرت کو ماریہ کا اپنے اوپر حرام ٹھرالینا جائز تھا تو پھر خدا نے کیون حضرت کے اس فعل پر انکار فرمایا اور عتاب کیا اس قول سے کہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازوجک۔ اس کا جواب یہہ ہر کہ انکار ہمیشہ فعل ناجائز ہی پر نہین ہوتا بلکہ ترک اولی پر بھی ہوسکتا ہر علاوہ اس پر بالکل ظاہر ہر کہ اس مقام پر انکارِ خداوندِ عالم بہ نسبت آنحضرت کے محض لطف و مرحمت پر مبنی ہر یعنے اے پیغمبر کس لئے بعض ایسی لذت کو جس کو خدا نے تیرے حلال کیا ہر اپنے اوپر محض عورتون کی خوشنودی کے لئے حرام ٹھرا لیتے ہو پس کوئی عاقل نہین کہہ سکتا کہ یہہ انکار محض عتاب کی بنا پر ہوا ہر

رابعاً یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب حضرت نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹھہرالیا تو اُسکی تعمیل ضرور تھی پھر کیون حضرت نے خلاف عہد کے ماریہ کو اپنے اوپر حلال کرلیا۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ جب حضرت نے محض بپاس خاطر حفصہ و از راہِ خُلق وحیا ماریہ کی علیحدگی کا عہد کرلیا۔ تب سورۂ تحریم نازل ہوا اور اُسمین خدا نے صاف حکم فرمایا کہ ہم نے ایسی قسمون کا کھولنا فرض و مقرر کردیا ہے پس حضرت نے حکمِ خدا کی تعمیل فرمائی۔

مخاطب کے دفعۂ چہارم کا جواب بھی ہمارے کلام مین ضمناً گزرچکا الّا ایک امر باقی ہی وہ یہہ ہے۔

قولہ ص ۱۱۳ حضرت نے قسم توڑی اور قرآن بھی یاد نرکھا "نہ توڑو قسمین پکّی کئے پیچھے" نحل ع ۱۳۔

اقول جاننا چاہیئے کہ خداوندِ عالم نے قرآنِ شریف مین جو ارشاد فرمایا ہے واوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا سورہ نحل ع ۱۳ — یعنے جب خدا سے عہد کرو تو اُسے پورا کرو اور قسمون کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو۔ یہہ آیۂ شریفہ عام نہین بلکہ مخصَّص بالفتح ہے اور آیہ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم سورۂ تحریم (یعنے خدا نے تمھارے لئے تمھاری قسمون کا کھولنا مقرر کردیا ہے) اُس کا مُخصِّص بالکسر ہے۔ پس آیۂ اولی سے یہہ حکم مستنبط ہوتا ہی کہ اُن اُمور کے بجالانے کے لئے جن کا بجالانا واجب یا اولی ہے۔ یا اُن امور کے ترک کرنے کے لئے جن کا ترک واجب یا اولی ہے اگر کوئی قسم کھائے تو اُس کی تعمیل واجب و لازم ہے اور ایسے قسمون کا توڑنا جائز نہین

نہین ہے۔ اور آیہ ثانیہ سے یہہ حکم مستخرج ہوتا ہی کہ جس فعل کا کرنا اونی ہی اُسکے
ترک پر یا جس کا ترک اولی ہی اُسکے فعل پر اگر کوئی قسم کہاوے تو اُس کی تعمیل لازم نہین بلکہ اُس قسم کو کھولدینا چاہیئے۔
اِس صورت مین کسی طرح کی تعریض آنحضرت پر نہین ہوسکتی مگر مخاطب عام وخاص
اور مخصِّص بالکسر اور مخصَّص بالفتح کو کیا جانے اگر علم اصول سے واقف ہوتا تو
ہرگز حضرت پر قرآن یا دِ ترکھنیکا الزام نہ لگاتا۔ کاش مخاطب نے مسائل فقہیہ
کو دیکھہ لیا ہوتا جس سے اس باطل کوشی کی نوبت نہ آتی۔
ترجمہ فارسیِ شرح وقایہ باب الکفارات مین مذکور ہی مسئلہ ہرکہ حلال برخود
حرام کرد حرام نشود وچون برآن اقدام کند کفارت لازم آید۔
اور جامع الرموز کی کتاب الایمان ص۲۸۵ و۲۸۶ مین مرقوم ہے۔ من حرم
ملکہ لایحرم وان استباحہ کفر عن یمینہ لقولہ تعالی قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم
یعنے جو شخص کسی حلال شئی کو اپنے اوپر حرام ٹھرالے تو وہ حرام نہین ہوتی اور
اگر پھر اُسکو مباح کرے یعنے وہ فعل عمل مین لاوے تو اپنی قسم کا کفارہ دے
بدلیلِ قولہ تعالی قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم جس امر کو کہ مخاطب نے قابل اعتراض
عظیم جانا تھا اور جس پر اپنی عادت کے موافق ایک لمبی چوڑی ہرزہ سرائی
کی تہی وہ بعون اللہ تعالی ازسرتاپا منقوض ومردود ہوگیا باقی ہرزہ سرائی مخاطب
کی گویا دیوانون کی بڑہ ہی جو قابلِ التفات عقلا نہین ہے۔

قولہ ص ۱۱۴ دوم ریحانہ بنتِ زید۔

اقول ممکن ہی کہ یہہ عورت بھی حضرت کی ملکِ یمین مین داخل ہو مگر اسکی
حالات کے بیان مین کوئی نئی تعریض نہین ہی جس کا جواب یہان دیا جاوے

مخاطب بار بار انھین مہملات کا اعادہ کرتا ہی جس کا جواب تفصیلی اس کتاب مین

اپنے اپنے مقام پر گزر چکا ۔

قولہ صفحہ ۱۱۶ فصل ہشتم عیاشی اور معجزۂ نبوت ۔

اقول اس فصل مین مخاطب نے اپنی عادت کے موافق ایک طول فضول بکا ہی

جس مین اکثر مہملات و مزخرفات ہین بندہ اُس مین سے بعض کلام کو جو فی الجملہ

لایق جواب ہی مع جواب نقل کرتا ہی ۔

قولہ مسلمانون نے حضرت کی عیاشی کو بعقدان دیگر معجزات ایک معجزۂ نبوت

سمجھا ہوا ہے ۔

اقول دعوی بلا دلیل ہی اور جو مخاطب نے یہہ عبارت نقل کی ہی کہ (حضرت

کو جو جماع کی قوت تھی وہ بھی معجزہ مین داخل ہی) نہین معلوم کس کتاب کی عبارت

ہی اگر مدارج النبوہ کی عبارت کا یہہ ترجمہ ہی تو مخاطب کی فہم کا قصور ہی کیونکہ

اصل مدارج النبوہ مین یہہ عبارت حضرت سلیمان کی حالت سے متعلق ہی چنانچہ

مدارج النبوہ کے باب دوم صفحہ ۵۹۳ حال ازواج جناب رسالتمآب مین

بطور جملۂ معترضہ حضرت سلیمان کے ذکر کے بعد مرقوم ہی ”وے پیغمبری

بود ملک و اینہا از معجزات وے بود“ پس الفاظ ”اینہا از معجزات وے بود“

سے مراد معجزات سلیمان ہین نہ معجزات آنحضرت صلعم ۔

قولہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اس کثرت جماع کے معجزے کی طرف اشارہ

تو کرتے ہین مگر اس کے بیان سے شرماتے ہین آپ داؤد و سلیمان کی

کثرت ازدواجی کے مذکور کے بعد رقمطراز ہین کہ ”ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ

عليه

علیہ وسلم کو سمجھنا چاہیئے انبیا مین یہہ قوت بطور خرقِ عادت پائی گئی ہے
جس کا عقلی سر ہم اِس خوف سے بیان نہین کرتے کہ مخالفین کے عقول
اس کے فہم سے قاصر ہین ''

اقول مولوی محمد حسین صاحب کا یہہ کلام بھی مخاطب کے ادعا پر حجت نہین
ہوسکتا۔ کیونکہ مولویصاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ '' انبیا مین یہہ
قوت بطورِ خرق عادت پائی گئی ہو '' اس کلام مین لفظ '' بطور '' سے
ظاہر ہو کہ مولوی صاحب نے اس قوت کو خرقِ عادت سے تشبیہہ دی ہے
اُسی عین خرقِ عادت قرار نہین دیا چونکہ یہہ قوت بہ نسبت عوام کے نہایت
کثرت کے ساتھہ بعض انبیا مین پائی گئی ہو اس لئے اسے خرقِ عادت سے
تشبیہہ دی۔ اور معلوم ہو کہ مشبّہ اور مشبہ بہ دونون دو علیحدہ چیزین ہوتی
ہین۔ اور علی التنزل اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ مولوی محمد حسین صاحب کا
منشا، یہان تشبیہہ کا نہین ہے بلکہ اُنھون نے اِس قوت کو عین خرقِ عادت
قرار دیا ہو تب بھی اُس مین کوئی طعن نہین ہوسکتا بیشک یہہ قوت خرقِ
عادات سے تھی مگر اُسے عیاشی سے تعبیر کر کے معجزۂ نبوت سمجھنے کا دعوی
کرنا بیجا ہے۔ بلکہ اگر معجزۂ نبوت سے مراد وہ معجزہ ہے کہ واسطے اثبات
نبوت کے ظاہر کیا جاتا ہو تو اُس قوت کو بھی جو خارقِ عادت قرار دیگئی ہو
معجزۂ نبوت بمعنائے مذکور اہل اسلام نہین جانتے۔ مخاطب کو چاہیئے
کہ اس ادعا پر شاہد پیش کرے۔ کیونکہ خرقِ عادت عام ہو اور معجزۂ نبوت
خاص اور انمین عام خاص مطلق کی نسبت ہو فافہم۔

قولہ ص ۱۱۹ پھر بادشاہون کا بہت سی عورتون کو فراہم کرنا یہہ قدیم بدرواج کے موافق تھا ہم اسکو معیوب جانتے ہین اور داؤد و سلیمان کی حمایت اس بارہ مین کرتے شرماتے ہین ملخصاً۔

اقول جب تمنے باطل کوشی پر کمر باندہی ہو اور خدا اور اُس کے انبیا پر جھوٹے الزام لگانا تمھارا دلی منشا ہو تو جو چاہو سمجھ سکتے ہو۔ داؤد و سلیمان کی کثرتِ ازواجی کو معیوب جان سکتے ہو اُن کی حمایت کرتے شرما سکتے ہو اُن پر طعن کر سکتے ہو مگر کوئی صاحبِ عقل دیندار ایسا نکریگا کیونکہ انبیا کی کثرتِ ازدواجی یا تعدد ازواجی خداوند عالم کی مرضی کے موافق ہوئی ہو علی الخصوص حضرتِ داؤد کے بارہ مین تو خود خداوندِ عالم نے تعدد ازواج کو اپنا فعل قرار دیا ہو اور اُسکو اپنی ایک نعمت جانتا ہو چنانچہ سموائل کی دوسری کتاب کے باب ۱۲ آیت ۷ و ۸ مین مرقوم ہو "تب ناتن نے داؤد کو کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے خداوند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا ہو کہ مین نے تجھے مسیح کیا تاکہ تو اسرائیلیون پر سلطنت کرے اور مین نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا اور مین نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی جورؤن کو تیری گود مین دیا اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھرانا تجھکو دیا" اِس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے منجملہ اپنی نعمتون کے جو داؤد کو دی تھین تعددِ ازواج کو بھی شمار کیا ہو اور فرمایا ہو کہ "تیرے آقا کی جورؤنکو تیری گود مین دیا" پس جو شخص کہ فعلِ خداوندِ عالم کو بلکہ اُس کی نعمت کو معیوب جانے اہلِ عقل سمجھ سکتے ہین کہ وہ کیسا ایماندار ہو گا۔ اور نیز غور کرنا چاہئے کہ داؤد

اپنی تعریف کس طرح کرتے ہین وہ خداوند نے میری راستی کے موافق مجھکو جزا دی اور میرے ہاتون کی پاکیزگی کا مجھے بدلا دیا کیونکہ مین نے خداوند کی راہون کی محافظت کی اور مین نے اپنے خدا کی پیروی سے سرکشی نکی کہ اسکی ساری عدالتین میرے زیر نظر رہین اور اُس کے احکام جو ہین سو مین نے اُنھین اپنے سے دور نہ کیا مین اُس کے حضور مین راست تھا اور مین نے اپنے تئین اپنی بدکاری سے باز رکھا" دیکھو ۲ سموایل باب ۲۲ آیت ۲۱ تا ۲۴ اور زبور ۱۸ آیت ۲۰ تا ۲۴ —

نہایت تعجب ہو کہ خود داؤد پیغمبر تو اپنے تئین خدا کا مطیع اور برے کامون سے بچنے والا اور پاک فرماتے ہین اور مخاطب اُنھین جھٹلاتا ہو اور اُن کے فعل کو معیوب جانتا ہو اور اُن کی حمایت کرتے شرماتا ہو یہی دینداری کے معنی ہین — ہزار حیف ہو ایسے دین و مذہب پر — اور حضرتِ سلیمان بھی خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے جن پر خدا کا کلام اترتا تھا دیکھو پہلی کتابِ سلاطین باب ۶ آیت ۱۱ — اور خدا نے اُنھین برگزیدہ کیا اور اپنا بیٹا بنایا تھا دیکھو ۱ تواریخ باب ۲۸ آیت ۶ —

قولہ ص ۱۱۹ آگے جو آپ نے یہہ کفر بکا ہو کہ آنحضرت نے عالمِ شباب سے لیکر پچاس سال تک صرف حضرتِ خدیجہ پر قناعت اختیار کی اور حضرتِ مسیح سے فی الجملہ مشابہت ثابت کی اور اُن کی وفات کے بعد مردانہ قوت کیطرف توجہ فرمائی اور حضرتِ داؤد سے مشابہت ظاہر کی " اس کا جواب یہہ ہو کہ آنحضرت ابتداے عمر سے عشق بازی کرنے لگے تھے — اُمِ ہانی کا قصہ ہم سنا چکے ہین اور اُس کے بعد آپ خدیجہ کی چاکری کرنے لگے اور بچے

جنانا شروع کر دئیے اِس ایام مین آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کاہن ہوگئے اُسی ایام مین آپ خودکشی کے درپے ہوئے اور پھر آپ حضرت مسیح کی مشابہت کا دعوی کرتے ہین (الی ان قال)

محمد اور مشابہت مسیح ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اقول نہایت حیرت کی جاے ہے کہ خود مخاطب جابجا کفر بکتا ہو اور اُسکا الزام دوسرون پر لگاتا ہو سچ ہو المرء یقیس علی نفسہ۔ جاننا چاہیئے کہ بعض علما نے جو کہا ہو کہ ”آنحضرت نے مسیح سے فی الجملہ مشابہت ثابت کی“ اِس سے یہہ منشا نہین ہے کہ آنحضرت مسیح سے کم رتبہ تھے۔ یہان فقط بعض خصائل کی مشابہت بیان کرنا منظور رہی۔ ورنہ آنحضرت کہ جامع کمالات اولین و آخرین و خاتم المرسلین ہین سب انبیا سے افضل ہین چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سر الشہادتین کی ابتدا مین فرماتے ہین جس کا ترجمہ یہہ ہو ”جو کمالات اور خوبیان جدا جدا اور پیغمبرون علیہم السلام مین تھین سو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام مین بالکل ایک جا جمع ہوگئین چنانچہ حضرت کو خلافت ملی جیسے آدم و داؤد علیہما السلام کو اور حضرت کو سلطنت ملی جیسے سلیمان کو اور حضرت مین حسن تھا جیسا یوسف علیہ السلام مین اور حضرت سے خدا ہم کلام ہوا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے اور حضرت عابد تھے جیسے یونس علیہ السلام اور حضرت بڑے شکرگزار تھے جیسے نوح علیہ السلام بلکہ اِن سے زیادہ حضرت مین اور کمالات تھے چنانچہ ولایت اور تصرفات ہر قسم کی اور سب طرح کی محبوبی اور سب کامون مین مقبولی اور دیدار

الٰہی

آلہی اور نہایت خدا کی نزدیکی اور شفاعت کبرا اور کافرون سے جہاد سوا
اِس کے اور کمالات جیسے علمِ بیشمار اور بکاملِ عرفان او رفیصلے فیصل کرنا وغیرہ
وغیرہ‘‘ اور آنحضرت پر ابتداے عمر سے معاذ اللہ عشق بازی کی نسبت پس
محض اتہام اور عین بہتان ہے ۔ امّ ہانی کا یہی قصہ ہو کہ حضرت خدیجہ کے
نکاح سے پیشتر آنحضرت نے اُمِّ ہانی بنت ابی طالب کے نکاح کی درخواست
کی تھی ابو طالب نے یہہ عذر پیش کیا کہ بہیرہ بن وہب نے اُمِّ ہانی کی خواستگاری
کی ہے اور چونکہ مصاہرت کے بارے مین ایک احسان اُس کا مجھپر ہی لہذا مین
اُس کی مکافات چاہتا ہون ۔ اور حضرت نے بعد ہجرت کے جب اُمّ ہانی
بہیرہ سے علیحدہ ہوگئی تھین پھر خواستگاری کی اُمِّ ہانی نے پہلے حضرت
سے اپنی محبت جتائی جو بربناے قرابتِ قریبہ تھی اور بعد اس کے اپنے بچون
کی پرورش کا عذر پیش کیا جسے حضرت نے قبول فرمایا۔ دیکھو مدارج النبوۃ
صفحہ ۶۴۲ اِس کے سوائے کوئی امر ایسا نہین ہو جس سے معاذ اللہ حضرت
کا عشق ثابت ہو۔ اور مخاطب کی افترا پردازی کا کیا ٹھکانا ہو وہ تو جو جیمین
آتا ہو بلا فکر و تامل کہدیتا ہے ۔
حضرتِ خدیجۃ الکبرا کے بطن سے آنحضرت کی اولاد ہونیکو جو مخاطب نے
اہانت آمیز الفاظ مین بیان کیا ہو وہ عینِ وقاحت ہے منصفین غور
کرسکتے ہین کہ یہہ کون مقام مضحکے اور توہین کا تھا۔ ہان اگر مخاطب اپنے
خدا پر ایسا مضحکہ کرتا تو ہم درگزر بھی کرتے کیونکہ با وجود دعوئ الوہیت
خدا نے بھی موافقِ مذہبِ مخاطب کے ایک بیٹا جنا یا ہے ۔ معاذ اللہ

من سوء الفہم والاعتقاد۔
اور آنحضرت کو یہہ شبہہ ہونا کہ آپ کاہن ہوگئے جو مخاطب نے بیان کیا ہے
بالکل جھوٹ اور محض مخاطب کی مفتریات سے ہے۔ اور آپ کا خودکشی
کا قصد کرنا چونکہ خبرِ احاد ہونیکے علاوہ مستند کسی حدیثِ صحیح سے نہین لہذا
قابلِ اعتبار نہین۔ اور وہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ "محمد اور مشابہت
مسیح ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک" پس قضیہ برعکس ہے۔ دلیل
اسپر یہہ ہے کہ ایک شخص نے حضرتِ عیسی سے کہا کہ "اے نیک اُستاد"
حضرتِ عیسی نے یہہ سنکر فرمایا "تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی
نہین مگر ایک یعنے خدا" دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱۸ آیت ۱۹ اِس کلام سے
ظاہر ہے حضرتِ عیسی نیک نہ تھے اور خود آپ نے اپنے نیک ہونیکا انکار
کیا۔ اور ہمارے حضرت کی شانِ اقدس مین خداوندِ عالم نے فرمایا ہے
کہ انک لعلی خلق عظیم سورۂ نون ع یعنے تو اعلی درجہ کے اخلاق سے
متّصف اور عمدہ صفات سے موصوف ہے یہہ گواہی خداوندِ عالم کی حضرت
کے بارہ مین ابتدائے عمر سے آخرِ عمر تک کی ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت
سے کسی زمانہ مین کوئی فعلِ قبیح و معیوب واقع نہین ہوا اور یہہ بہت بڑی
دلیل آپ کی عصمت کی اور طہارت کی ہے جو علاوہ دلائلِ مذکورہ سابقہ کے
ہے۔ اور نیز خدا تعالی نے ارشاد فرمایا ہے "انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ سورۂ احزاب یعنے بیشک خدا نے
ارادہ کیا ہے کہ دور کرے تم سے کل برائیون کو اے اہلِ بیت اور تمکو

بالکل پاک کردے - یہہ آیہ شریفہ اہل بیت نبوت کی شان مین نازل ہوا ہی اور اس سے
ثابت ہی کہ آنحضرت کے اہل بیت تمام گناہون سے معصوم اور مطہر ہین پس وہ
نیک ہوے اور جب نیک ہوئے تو آنحضرت بدرجہ اولی معصوم اور نیک
ہوئے ورنہ ترجیح مرجوح لازم آئیگی - سواے اسکے اکثر احادیث مین مروی ہے
کہ آنحضرت بھی اس آیت کی مصداق مین شریک ہین - اور وجہ استدلال
اس آیت سے اہل بیت کی عصمت پر یہہ ہی کہ ارادہ چند معنی پر اطلاق کیا جاتا ہی
اول وہ ارادہ کہ بعد اس کے بلا فاصلہ مراد حاصل ہوجبیا کہ خداے تعالی
نے فرمایا ہی انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون - یعنے نہین ہی امر
خدا مگر یہہ کہ جسوقت ارادہ کرتا ہی کسی چیز کا کہتا ہی اسکو ہوجا پس وہ ہوجاتی
ہی - دوسرے وہ ارادہ جو بمعنی عزم ہی یعنے ارادہ کے بعد مراد واقع نہو یہہ ذات
خدا مین محال ہی - تیسرے ارادہ بمعنی تکلیف کے اور اس معنی کا احتمال آیہ موصوفہ
مین ہرگز نہین ہوسکتا کئی وجوہ سے اول یہہ کہ ذہاب رجس کی تکلیف محض اہل
بیت سے بے معنی بلکہ تمام بنی آدم اس امر کے مکلف ہین دوسرے یہہ کہ اخبار
متواترہ کے سوق سے معلوم ہی کہ نزول اس آیت کا مدح اہل بیت مین ہوا ہی اور
کسی امر کی تکلیف دینا مدح نہین ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین
کہتے ہین کہ "لیذہب عنکم الرجس - یعنے تمام گناہ تم سے دور کرے ویطہرکم
تطہیرا - یعنے خلعت کرامت تمکو پہنائے - اگر مراد اس سے ترک گناہ کی تکلیف
ہو تو تمام کفار اور فساق اسمین شریک ہوسکتے ہین پھر اس مین کونسی مدح
اور کرامت ہوگی - تیسرے یہہ کہ اکثر روایات مین مذکور ہی کہ یہہ آیت حضرت کی

دعا کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت نے اذہاب رجس اور تطہیر کی دعا کی تھی نہ تکلیف کی۔ ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ یہان ارادہ سے مراد وہی ارادہ ہے جس کے بعد بلا فاصلہ مراد بر آئے اور اُس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کے اہل بیت کو خدا نے پاک اور معصوم کر دیا ہے۔

پس ایسے شخص کا مقابلہ جو خود اپنے اعتراف سے نیک نہو ایسے شخص سے جسکو خدائے تعالی نے انک لعلی خلق عظیم فرما کر اُس کے تمام افعال کے عمدہ ہونے کی گواہی دی ہو اور اُسکو اور اُس کے اہل بیت کو پاک اور تمام برائیون سے دور کر دیا ہو کیونکر ہو سکتا ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

علاوہ اسپر ذرا کوئی منصف مزاج ذی فہم آدمی انجیلی مسیح کی حالات پر غور کرے کہ اول تو کثرت اکل و شرب سے اُن کا نام ہی کھاؤ پیو رکھدیا گیا تھا متی 11/19 اور ثانیاً چھ مٹکون کے پانی کو معجزہ سے شراب بنا کر شراب خواری کی ترویج کی یوحنا باب ۲ آیت ۳ تا ۹۔ اور ثالثاً شاید آپنے (معاذ اللہ) شراب خواری کی تھی کہ آپ کو لوگ شرابی کہتے تھے۔ اس کے علاوہ عالم شباب و حالت تجرد مین جوان اور فاحشہ عورتون سے صحبت رکھنا کہانتک بدکاری سے بچا سکتا ہے اور پھر ہمارے حضرت کے احوال کو ملاحظہ کرے کہ اول تو آپ نے استعمال مسکرات کو جو اُمّ الخبایث ہین مطلقاً حرام ٹھہرا دیا تھا اور ثانیاً کریمی اور سخاوت کے سبب کبھی جو کی روٹی بھی سیر ہوکے نہ کھائی اور اکثر بھوک کی حالت مین پتھر شکم مبارک پر باندھتے تھے اور پھر از راہ انصاف فیصلہ کرے کہ کون پیغمبر افضل ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

طرہ اسپر حدیث صحیح مین آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہی من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی عزمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی موسی فی ہیبتہ والی عیسی فی زہدہ فلینظر الی علی ابن ابی طالب اخرجہ احمد ابن حنبل فی مسندہ والبیہقی فی صحیحہ یعنے جو شخص چاہے کہ دیکھے آدم کو اُن کے علم مین اور نوح کو اُنکے عزم مین اور ابراہیم کو اُن کے حلم مین اور موسی کو اُن کی ہیبت مین اور عیسی کو اُن کے زہد مین تو چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب کو دیکھے۔ پس جب آنحضرت کے بعض اہل بیت انبیاے الوالعزم سے مشابہت رکھتے ہین تو آنحضرت کا مرتبہ تو اُس سے بھی اعلی ہے۔

قولہ ص ۱۱۹ و ۱۲۰ رہی داؤد کی مشابہت۔ کبھی شرم کی بات ہی کہ کوئی خدا کی نافرمانی کرے اور آدم کا مثل بنے۔ قتل کرے اور موسی کی نظیر بنے جھوٹ بولے اور ابراہیم کا مقلد بنے۔ آپ بھول گئے کہ قرآن مین حضرت یحیی کے محامد بیان ہوے ہین کہ وہ حصور یعنے عورتون سے پرہیز کرنے والے ہون گے آل عمران ع حضرت ان کے اوصاف کے جامع کیون نہ بن سکے۔

اقول مخاطب نے اس مقام پر اپنی دانست مین انبیا کے عیوب بیان کیے ہین اور پھر اُن کی نبوت اور رسالت کا بھی قائل ہے نہایت تعجب ہی ایسے اعتقاد پر۔ اور انھین عیوب مین داؤد کی کثرت ازدواج کو بھی شمار کیا ہے جس کی مشابہت پر طعن کرتا ہی اور اُسے شرم کی بات جانتا ہے اور معلوم ہی کہ حضرت داؤد کی کثرت ازدواج کو خدا نے اپنی نعمتون مین شمار کیا ہے جس کا ثبوت گزر چکا پس معلوم ہوا کہ مخاطب کا اعتراض حقیقۃ خداوند عالم

پر ہے کہ ایک قبیح فعل کا اُنھین مرتکب کیا معاذ اللہ من ہذا الاعتقاد - کیسی شرم
کی بات ہر کہ خدا ے متعال پر عیب کو منسوب کرے اور اسپر فعل قبیح کا الزام
لگائے اور پھر دینداری کا مدعی ہو اور کیسی شرم کی بات ہے کہ خود داؤد تو
اپنے کو مطیع خدا اور پاک کہین اور مخاطب اُنھین جھٹلائے اور برے
افعال کا اُنھین مرتکب سمجھے اور پھر اپنی حقیت کا دعوی دار ہو - بہر حال تعددِ
ازواج یا کثرتِ ازواج حضرتِ داؤد کو جب توریت خدا کی مرضی کے موافق
بتاتی ہے تو اُس کی مشابہت مین کوئی نقص نہین - اور مخاطب نے جو حضرت
ابراہیم اور حضرتِ موسی اور دوسرے انبیا کی طرف بعض عیوب
منسوب کئے ہین اُس کے جوابات کتبِ کلامیہ اہلِ اسلام مین علی الخصوص
تنزیہ الانبیا مین مشروحاً موجود ہین - اور یحیی علیہ السلام کے حصور یعنے
بے زوجہ ہونے کا ذکر جو قرآن مین وارد ہوا ہے وہ کیونکر ثابت ہوا کہ انکی
مدح مین وارد ہوا ہے بلکہ محتمل ہے کہ خداوند عالم نے بطور بیانِ واقع ذکر کیا ہو
بلکہ اگر حقیقتِ حال پر بنظرِ تامل دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ یہی امر متعین ہر کیونکہ
حصور ہونا عقلاً و شرعاً کوئی امر ممدوح و مستحسن نہین اور علی التنزل اگر فرض
کیا جائے کہ حصور کی لفظ بطورِ مدح یحیی قرآنِ شریف مین وارد ہوئی ہے مگر
وہ قطعاً بلحاظِ وقت و بمناسبتِ حالات حضرتِ یحیی علیہ السلام ہے اس سے
مطلقاً ازدواج کی مرجوحیت ہرگز ثابت نہین ہوتی کیونکہ عقل حاکم ہے کہ
شادی کرنا ایک نعمت ہے نعماے الٰہی سے اور باعثِ بقاے نسل و
تکثیرِ بندگان الٰہی ہے اسی لئے باوجود اس کے کہ خدا نے یحیی کو بصفتِ حصور

یاد کیا ہے ازدواج راجح اور اولی ہے اور ترکِ تزویج خلافِ منشاءِ خداوندی اگر ہر شخص تجرد اختیار کرے اور حصور بنجاوے تو نسلِ آدم دنیا سے منقطع ہو جاوے اور کہین انسان کا پتا اور نشان نہ ملے۔ پھر ایسی صفتِ مرجوحہ کیونکر ہمارے حضرت اختیار فرماتے ہان یہہ صفت بہ نسبتِ حضرتِ یحیی بالتخصیص بلحاظِ حالاتِ یحیی و مصلحتِ زمانہ مناسب ہو گی۔ چونکہ آپکا کام بیت المقدس مین بیٹھکر عبادت کرنے کا تھا اور بالکل انقطاعِ امورِ دنیا سے مصالحِ چند آپ کا فرضِ منصبی تھا اس سلئے خداوند عالم نے اسقدر خواہش تزویج کی نہ دی یا آپ کا قلب ایسا تھا کہ اگر تزویج کرتے تو میلانِ قلب کسیقدر زیادہ زوجہ کی طرف ہوتا اور وہ خلوص سے عبادت نکر سکتے یا فکرِ عیال مانع اداے امورِ مفوضہ ہوتی اسلئے خود وہ حصور ہوئے۔ بخلاف ہمارے پیغمبر کے کہ مصلحتِ الٰہی اس کی مقتضی تھی کہ شادی کرین اور آپکی نسل سے کارہاے عظیمہ خداوند عالم کو لینے منظور تھے اور باوجودِ ازدواج آپ کے خلوصِ قلب اور توجہ باطن اور اداے فرائضِ منصبی مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوسکتی تھی۔

قولہ صنہ ۱۲۰ فصل نہم حضرت کی کثرتِ ازدواجی کی معذرت دفعہ اول شاید بعض عقد آپ نے اولاد ذکور کی خواہش سے کئے ہون۔ ہمارا اعتراض یہہ ہی کہ ان تمام حرص و ہوا کو پورا کرنے کے لئے حضرت نے موافق شرع اسلام چار جورُون پر اکتفا کیون نہین کیا کوئی نیک مرد اولاد ذکور کی آرزو مین مرتکب منہیات نہوگا الخ ملخصاً

اقول مخاطب سے قوتِ فہم سلب ہوگئی ہی جو کچھہ بھی سمجھتا نہین اور خوبی مین

آتا ہی کہ بنا ہی اہلِ فہم غور کرین کہ جو وجوہ کثرت ازدواجی کے جو بعض اہلِ اسلام نے بیان کیئے ہین اس سے ہرگز یہہ مراد نہین کہ آنحضرت پر بھی چار سے زیادہ نکاح کرنا (معاذ اللہ) حرام تھا مگر حضرت نے ان وجوہ سے زیادہ نکاح کیئے۔ اگر ایسا کوئی کہے یا سمجھے تو وہ دیوانہ یا خارج از اسلام ہوگا۔ حقیقت مین یہہ تمام وجوہ جو بیان کیئے گئے ہین اُنمین سے بعض تو ایسے ہین کہ وہ کثرت ازواجکی اولویت پر دلالت کرتے ہین یعنے آنحضرت کو چار سے زیادہ نکاح کرنا جائز تو تھا مگر آپ بعض وجوہ سے اولویت کے عمل ہوئے اور چند وجوہ ایسے ہین کہ ان وجوہ اور مصالح سے خداوند عالم نے کل اہلِ اسلام سے ایک حکم علیحدہ آنکو دیا یعنے چار عورتون سے زیادہ آپ پر حلال کیا۔ اور اگر حضرت پر بھی موافقِ اُمت چار ازواج سے زیادہ جمع کرنا ناجائز ہوتا تو ہرگز آپ چار سے زیادہ شادیان نکرتے ہم نے سابق مین تفصیل کے ساتھہ ثابت کر دیا ہی کہ حصر تعدّدِ ازواج چار مین خاص آپ کی امت کے لیئے ہی خداوند عالم نے حضرت کو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت دی ہی اور اُس کے وجوہ اور مصلحتین وہ ہین جو مولوی امیر علی صاحب وغیرہ نے لکھی ہین ہم انکو مع تردیدِ شبہاتِ مخاطب عنقریب بیان کرتے ہین۔ اور بعض امور کا پیغمبر کے لئے خاص ہو جانا صرف ہمارے حضرت کے زمانہ مین نہین ہوا ہی بلکہ سابق مین بھی ایسے خصایص واقع ہوئے ہین چنانچہ حضرت عیسٰی کے شاگردونکو سبت کے دن بالین توڑکر کھانا باوجود مالِ غیر ہونے کے جائز ہوگیا تھا جو کسی کے لئے جائز نہ تھا۔ حضرت داؤد اور اُن کے ساتھیون کو خدا کے گھر مین نذر کی روٹیان کھانی جائز ہوگئی تھین جو بغیر کاہنون کے کسیکو جائز نہ تھین۔ اور کاہنون کو بھی یہہ روٹیان کھانے کی اباحت بطورِ خصایص کے تھی۔ کاہنونکو سبت کے دن ہیکل مین سبت کی حرمت نکرنا روا تھا جو کسی اور کو روا نہ تھا۔ دیکھو متّی کی انجیل باب ۱۲ آیت ۱ تا ۵ ہارون اور اُنکے بیٹون کو مقدس کرنے کے مینڈھے کا گوشت اور روٹیان کھانا بطورِ خصایص کے

ع
یف خون ے

کے جائز تھا اور دوسرون کو منا ہی کی گئی تھی دیکھو کتاب خروج باب ۲۹ آیت ۳۱
تا ۳۴ اسی طرح توریت سے ثابت ہی کہ بہت سے لوگون کو کئی چیزین مخصوص
تھین جن سے اور لوگ محروم تھے اور اخیر مین حضرت پولوس نے تو خاتمہ ہی کر دیا
چنانچہ وہ کہتے ہین کہ وہ پاکون کے لئے سب کچھ پاک ہی پر ناپاکون کے لئے کچھ
بھی پاک نہین ۱۵؎ " پھر ایسا قول کوئی اپنی مسلمہ کتاب مین معائنہ کر کے کسی دوسرے
شخص پر کسی امر مین اعتراض کر سکتا ہی۔ بہر حال کثرت ازدواج زاید علی الاربعہ
بمصالح چند آنحضرت کے خصایص سے تھی مگر سمجھنے کے لئے عقل سلیم چاہیئے
اور اغراض فاسدہ مانع نہون ورنہ ؎ مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو ؛ وہ
نہ سمجھے تو بھلا کیا کوئی سمجھائے اُسے ؛

پہلی معذرت جو خواہش اولاد ذکور کی بیان کی ہی وہ بھی جزماً نہین بلکہ لفظ
شاید کے ساتھ بیان کی ہی یعنے احتمال ہی کہ ایسا ہو یہہ ضرور نہین کہ حقیقت
مین ایسا ہی ہو مگر جب یہہ احتمال ہی اور اُس مین کوئی تبعد نہین تو پھر کوئی
تعریض نہین ہو سکتی۔

قولہ ص ۱۲۱ دفعہ دوم دوسرا عذر سید صاحب یون کرتے ہین
وہ واقعات کو بحیثیت کذائی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان نکاحون سے
عمدہ نتائج پیدا ہوئے یعنے انہین کی بدولت قبائل عرب مین جنگ و جدال موقوف
اور گونہ موافقت اور اتحاد پیدا ہوا " ص ۲۱۱ کتنا لغو سخن ہی۔ سراسر
خلاف واقع۔ بتائیے کس قبیلہ سے اور کب اور کیونکر کسی ایک نکاح کی وجہ
صلح و آشتی کی بنیاد پڑی الخ۔

اقول اس مین شک نہین کہ یہہ بہت قوی وجہ حضرت کی کثرتِ ازدواج کی
تھی اور یقیناً آپ کو اِن نکاحون سے قبائلِ عرب کی عداوت اور جنگ وجدال
کا موقوف ہونا یا تخفیف اور تالیفِ قلوب منظور تھی اور صاحبانِ فہم پر ظاہر ہے
کہ یہہ وجہ نہایت وجیہہ ہے اور آپ کا منشا نہایت مستحسن تھا جس سے کثرت
ازدواج نہایت ممدوح بلکہ ضروری تھی۔ اور یہہ بھی ایک مصلحت تھی جس سے
خدا نے کثرتِ ازدواج زائد علی الاربعہ کو آپ کے خصایص سے مقرر کیا تھا
اور جس وجہ سے کہ حضرت نے زیادہ بی بیان کین اُس کا فائدہ مترتب ہونا امر
ثانی ہے جس کے فقدان پر بھی کوئی الزام نہین ہو سکتا حالانکہ ظاہر ہو کہ اُس کے
فوائد بھی مترتب ہوئے ہین چنانچہ حضرت کی بعض بی بیون کے وہ اقربا جو کافر
تھے اور اکثر حضرت سے لڑنے کے لئے مدینہ پر حملہ کیا کرتے تھے ان بی بیون
سے نکاح کرنے کے بعد اُنھون نے پھر کوئی چڑہائی نہین کی دیکھو ابوسفیان کئی مرتبہ
قبائل عرب کو جمع کر کے احد و بدر و احزاب مین حضرت سے مقابلہ کے لئے
آیا اور بعدِ نکاح اُمِ حبیبہ بنتِ ابی سفیان پھر اُس نے یہہ قصد نہین کیا
اسی طرح میمونہ کے نکاح کے بعد اُن کے قبیلہ کو حضرت سے لڑائی کی ہمت
نہوئی اسیطرح جویریہ کے باپ حارث بن ابی ضرار کو جویریہ کے نکاح کے بعد
جنگ کا حوصلہ نہوا۔

قولہ صـــــ ۱۲۱ و ۱۲۲ آپ کس خوابِ خرگوش مین ہین خانہ جنگیان پیدا ہوئین
حضرت کا ناکون دم آگیا سو تیاڈاہ سے تمام امور تہ و بالا کردئے خاندان کو
مٹادیا حفصہ و عائشہ نے اولاد حضرت کو تمام حقوق سے محروم کرا دیا جنگ

جمل کے حالات تو خود آپ نے انگریزی کتاب مین تسطیر فرمائے ہین حضرت کی جوروُن کے باپون نے خلافت کو دباکر اور آلِ محمد کو محروم کر کے معرکہ کربلا کی بنیاد ڈالی تھی اور وہ جنگ وجدل اور شور وشغب برپا کرایا جسکی نظیر نہین ملسکتی طلحہ وزبیر کے ہاتھہ مین عنانِ حکومت دیدی علی کو خراب کیا فاطمہ کو غمزدہ گور مین اُتارا حسن وحسین اور اُسکی اولاد کا خون بہایا ملخصاً الخ۔

اقول حضرت کے زمانہ مین تو کوئی خانہ جنگی نہین ہوئی۔ اور بالفرض کچھہ باتین طعن آمیز اگر بعض بی بیون نے آپس مین کی ہون یا کچھہ حضرت کو آزار دیا ہو تو اُسکی پاداش بھی ملگئی۔ اگر حضرتِ عائشہ اور حفصہ کا آنحضرت کی اولاد کو تمام حقوق سے محروم کرانا مخاطب پہلے ثابت کرتا تو پھر بھی ایک بات تھی ورنہ بی دلیل دعوی پر کیونکر کوئی عاقل اعتنا کر سکتا ہی۔

حضرتِ ابوبکر وعمر کو اُنکی بیٹیون کی سعی سے خلافت نہین ملی کیونکہ حضرت عمر کو حضرتِ ابوبکر نے خلیفہ مقرر کیا اب رہے حضرتِ ابوبکر تو اُن کی خلافت کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس مین حضرتِ عائشہ کی کوششین نہین تھین اب رہی جنگ جمل وہ ہرگز کثرتِ ازدواج کا نتیجہ نہین ہی کیونکہ فرض کیجیے کہ آنحضرت اگر کثرتِ ازدواج پر عمل نفرماتے اور چونکہ حضرتِ عائشہ کا نکاح حضرتِ خدیجہ کے انتقال کے بعد اور سب نکاحون سے پہلے ہوا تھا آنحضرت فقط عائشہ ہی پر اکتفا کرتے تب بھی یہہ لڑائی ہونے والی تھی پھر اِس مین کثرتِ ازدواج کی کیا برائی نکلی بلکہ علی التنزل مخاطب کے دعوونکو مان بھی لیا جاے تب بھی کثرتِ ازدواج کی کوئی برائی انمین نہین ہے کیونکہ بادعاے مخاطب

حضرتِ عائشہ معاذ اللہ ان تمام امور کے باعث ہین اور حضرت عائشہ وہ ہین جنکا
نکاح حضرتِ خدیجہ کے انتقال کے بعد اور سب عورتون کے نکاح سے پہلے ہوا تھا
پس اگر موافق منشاءِ مخاطب آنحضرت فقط عائشہ ہی پر قانع رہتے تو بھی یہہ سب
امور علی التنزل والتسلیم ہونے والے تھے۔

قولہ ص ۱۲۲ مگر حضرت اپنی زندگی مین اپنے کئے کی پاداش پا چکے چنانچہ
مدارج النبوہ والا لکھتا ہے وہ حضرت نے ازواج سے بہت آزار کھینچے پھر
سوگند کی کہ ایک مہینے تک اِن کے پاس نجاوین اور سزا دیوین تا کہ وہ اپنے
کئے سے پشیمان ہون آخر حضرت خود اپنے کئے سے پشیمان ہوئے ایک ماہ پورا
بھی نہوا تھا کہ آپ خود جورؤن سے ملنے کو آئے۔ نوجوان عائشہ نے طعن مارا
کہ یا رسول اللہ آپنے قسم کی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہ آؤگے اور
حال یہہ کہ مین نے شمار کئے ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا فرمایا ایسا بھی ہوتا
ہے کہ مہینا ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا۔

اقول عورتون کا قاعدہ ہے کہ بعض امورمین ہٹ کیا کرتی ہین یہہ بھی کوئی
کثرتِ ازداج کی برائی نہین اگر ایک عورت بھی ہو تو بعض امورمین ضد کرنا اور
ایسی چیزون کی فرمایش جو مرد سے ممکن نہو ممکن ہے اور مشاہدہ اِس کی
دلیل۔ اور حضرت نے جو اپنی ازواجکو سزا دینے کے لئے ایک ماہ تک
انسے ترکِ ملاقات کی قسم کھائی یہہ تو درست ہے مگر مخاطب کا یہہ دعوی
کہ حضرت خود اپنے کئے سے پشیمان ہوئے محض افترا و دروغ بیانی ہے بلکہ
ایک مہینا تمام ہونے کے بعد آنحضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے۔ چنانچہ

چنانچہ مدارج النبوہ کی جلد دوم صفحہ ۴۴۵ مین مرقوم ہے "پس یکماہ از زنان ہجرت نمود و در آن غرفہ بسر برد و آن ماہ بست و نہہ روز تمام شد" اور اسی طرح تمام کتب احادیث و سیر مین مرقوم ہے۔ حضرت عائشہ نے جو ۲۹ روز کا شمنہ ظاہر کیا ہے وہ باعتبار عدد ایام کے تھا مگر حضرت کا قصد غرہ سے رویت ہلال تک کا تھا اور ماہ سے مراد ایک شہر شہور مروجہ سے۔ اور جس روز مہینا تمام ہوا ہے اُسی روز آیہ تخییر بھی نازل ہوا ہے۔ دیکھو کتب سیر و تفاسیر۔

قولہ صفحہ ۱۲۲ دفعہ سوم ہمارا مخاطب یہہ بھی کہتا ہے کہ "حضرت نے غریب و نادار بیوہ زنون کو جو کوئی ذریعہ معاش نرکھتی تھین اپنے حرم محترم مین داخل کرکے اُنکی پرورش کی اسکی تردید تو سابق مین ہوچکی مگر الخ

اقول بیشک یہہ بھی ممکن ہے کہ بعض نادار عورتونکو اُن کی پرورش کے لئے حضرت نے نکاح فرمایا ہوا اور جو تردید سابق مین مخاطب نے کی ہے اُس کا جواب بھی وہین ہوچکا ہے۔ باقی اس دفعہ مین سوائے پوچگوئی او مضحکہ کے اور کچھہ نہین الّا ایک بات قابل جواب ہے وہ یہہ ہے جو مخاطب کہتا ہے "وہ آنحضرت کو اِن نکاحون سے صرف بیوہ پروری منظور تھی تو یہہ یون بھی ہوسکتی تھی کہ اُن لوگون کی تنخواہ مقرر کر دیتے" ملخصاً پس منقوض ہے دو وجہون سے اوّل یہہ کہ حضرت کے پاس کچھہ خزانہ بھرا ہوا نہ تھا جو تنخواہین مقرر کر دیتے ہان نکاح کرنے مین یہ بات ہوئی کہ حضرت کے ساتھہ اُن کی بھی گزران ہوجاتی تھی اور چونکہ نفقۂ عیال ضرور ہے اس لئے حضرت فکر و تردد فرماتے تھے اور جسقدر کہ عیال کی فکر ضرور ہے غیر کی ضرور نہین۔

دوسرے یہہ کہ اگر حضرت کو صرف بیوہ پروری منظور ہوتی تو ایسا ہی کرتے کہ تنخواہ مقرر کر دیتے مگر چونکہ ان عورتون کے نکاح مین کئی اسباب جمع ہوئے ہین اور یہہ بیوہ پروری بھی منجملہ اُس کے ہے اسلئے حضرت نے نکاح کئے۔

قولہ ص ۱۲۵ دفعہ چہارم - بعض مولویون نے حضرت کی کثرتِ ازواجی کی معذرت مین ایک یہہ امر بھی پیش کیا ہے کہ وہ جب اسلام خوب پھیلنے لگا اور بہت سے مرد و عورتین مسلمان ہو گئین تو ضرور رہا کہ اسلام کی باتین سکھلانے والے زائد ہون مردون کے لئے مرد اور عورتون کے لئے عورتین تاکہ تبلیغ احکامِ الٰہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جس طرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی ہے اور دریافت کر سکتی ہے مرد سے ہرگز نہین کر سکتی اس لئے ضرور تھا کہ آپکی ہم صحبت عورتین بھی ہو جائین تاکہ وہ عورتون کو احکامِ شرعی پہنچائین اور یہہ امر ممکن نہ تھا بغیر اسکے کہ آنحضرت متعدد نکاح کرین کیونکہ شریعتِ محمدیہ مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین البتہ شریعتِ عیسوی مین غیر عورت سے خلا ملا درست ہے اور شاید اسوجہ سے عیسائیون کی عورتین بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت و جلوت مین جاتی ہین۔ مگر اسکی وجہ سے جو کچھہ فتنہ متصور ہے وہ ظاہر ہے ؎

اے کاش کہ اس معذرت کا کوئی ایک جملہ بھی تو صحیح ہوتا ہم کہتے ہین کیا کوئی استثنا مسلمان کے لئے اس حکمِ شریعت مین کہ چار عورات سے زیادہ کوئی شخص ایک وقت مین نکاح نکرے رکھی گئی ہے۔ چاہئے کیسی ہی ضرورت درپیش ہو کوئی مسلمان سے زیادہ نکاح نہین کر سکتا۔ پس کیا محمد صاحب تبلیغِ اسلام کے لئے ہم سے زیادہ جورو رکھنے کے حرام فعل کو جائز رکھین گے اور اگر جائز رکھین گے تو کیونکر

کیونکر ۔۔۔۹۱۔۔۔ نہ کھلائینگے ۔

۹۲ مخالف نے اس مقام پر [illegible] آپ [illegible] اصالتاً [illegible]

اقول اس مخاطب کو کسی شریف سے صحبت نہین رہی ہے جو ایسی ہرزہ سرائی کرتا ہے اور اُسے ممتنع الجواب جانتا ہی۔ اِس کی تحریر کے جواب مین ہمین مقاماتِ کثیرہ پر بسبب اشتغالِ طبع کے بہت سخت دقتین پیش آئین مگر ضرورۃً اپنے دل پر نہایت جبر و صبر کر کے اس کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے ہین ۔

خیر اب مین اِس کی زبان درازیون اور ہرزہ سرائیون سے قطع نظر کر کے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون ۔

اے ناظرین یہہ وجہ بھی جو دفعہ چہارم مین مرقوم ہی منجملہ اُن اسباب کے ہی جس سے خداوندِ عالم نے حضرت کو چار سے زیادہ عورتون کی اجازت دی ہے اور اُسکو حضرت کے خصائص سے مقرر کیا ہی۔ مگر یہہ بات ہرگز نہین ہی کہ حضرت کو چار سے زیادہ عورتین جمع کرنا حرام تھا اور آپ نے عورتون کو تبلیغ احکام کرنے کے لئے زیادہ عورتین کین ۔ ایسا خیال کرنے والا آدمی مسلمان اور صاحبِ عقل نہین ہی بلکہ احمق و گمراہ ہے جیسا کہ ہم نے سابق مین بھی لکھدیا ہی مگر الٹی سمجھ کے آدمی کو کوئی کہانتک سمجھائے اور اُس انسان کو جس کا قلب بسبب محبت دنیا کے سیاہ ہوگیا ہو کوئی کہان تک ہدایت کرے ۔

قولہ ص ۱۲۶ ہم آپ کو بلکہ محمد صاحب کو ایک صلاح دین ۔ محمد صاحب مردون کو تبلیغ اسلام کرین مرد اپنی جورؤن کو اپنی ماؤنکو اپنی بہنون کو

اپنی بھانجیون کو اپنی بہو بیٹیون کو تبلیغ اسلام کرین۔

اقول تم کس باغ کی مولی ہو جو کسیکو صلاح دو۔ تم کیا اور تمھاری صلاح کیا اگر تمھارا خدا (حضرت مسیح) بھی ہمارے حضرت کے زمانہ مین ہوتا تو حضرت سے صلاح لیا کرتا مرد تو اپنی جورُون کو کل احکام پہنچا سکتے ہین مگر اکثر احکام ایسے ہین جنکی دریافت مین مائین بہنین بھانجیان بھتیجیان بہوین بیٹیان اپنے بیٹے بھائی ماموچچا سسرے باپ سے نہین پوچھہ سکتین اور اگر بطورِ شاذ کسی نے پوچھا بھی تو اُس کا حکم عام عورتون پر نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۱۲۶ پردے کی رسم عرب مین ویسی نہ تھی جیسے مسلمان اب ہند مین کرتے ہین۔ الخ۔

اقول پردہ کی رسم سے یہان کوئی بحث نہین ہے۔ مطلب تو یہہ ہے کہ جسطرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی اور پوچھہ سکتی ہے مرد سے نہین کہہ سکتی اور نہین پوچھہ سکتی اور غیر مرد کے پاس کوئی عورت تنہائی مین آ نہین سکتی جیسے انگریزون کی عورتین غیر مرد کے ساتھہ خلوت کر سکتی ہین۔

قولہ ص ۱۲۶ اور فیض الباری والا کہتا ہے کہ امت کی عورتون کے پردہ کا حکم حدیثِ صحیح صریح سے ثابت نہین ہے۔

اقول اگر صاحبِ فیض الباری کے نزدیک حدیثِ صحیح سے ثابت نہو تو نصِ قرآن سے ثابت ہے خداوندِ عالم نے فرمایا ہے۔ یا ایہا النبی

قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن سورۂ احزاب ع ۸ یعنی اے نبی تم کہدو اپنی ازواج سے اور بیٹیون سے اور مومنین کی عورتون سے کہ اپنے کو چادرون سے چھپائین اس آیت کی تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۴۷ مین اس طرح مرقوم ہی قال ابن عباس وابو عبیدہ امر نساء المومنین ان تغطین رؤسهن ووجوههن بالجلابیب یعنی ابن عباس اور ابو عبیدہ کہتے ہین کہ خدا نے نساء مومنین کو حکم کیا ہی کہ اپنے سر اور منهہ کو چادرون سے چھپائین۔ اور تفسیر حسینی مین اس آیت کی تفسیر اس طرح لکھی ہی کہ نزدیک گردانند و فروگزارند بر رو ہا و بدنہاے خویش چادرہاے خود را یعنی وجوہ و ابدان خود را بدان بپوشند۔ اور یہہ معنی متفق علیہ بین اہل الاسلام ہین۔

قولہ صفحہ ۱۲۷ حضرت عورتون سے ایسی شرم کی باتین بیان کرکے تبلیغ اسلام کرتے اور عورتین ایسی ایسی بیحیائی کی باتین اُن سے دریافت کرتی تھین کہ مجھکو حیرت ہی پارۂ اول صحیح بخاری باب الحیا فی العلم مین ہی کہ ؎ ام سلیم آئی رسول اللہ پاس سو اُس نے کہا یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا نہین کیا عورت پر غسل واجب ہی جو... ہو پس فرمایا حضرت نے اگر... دیکھے پس اُم سلیم نے اپنا منهہ ڈہانک لیا اور کہا یا رسول اللہ کیا عورت بھی... ہوتی ہی فرمایا ہان خاک آلودہ ہو تیرا دہنا ہاتھہ پس کس لئے ہمشکل ہوتا ہی بچہ اُس کا ذرا سمجھئے تو یہہ مسلمان عورت اور مسلمانون کے نبی کیسے بے تکلف و بے روک ٹوک خلوت وجلوت کر رہے ہین ملخصاً الخ

اقول روایت بخاری کے ترجمہ مین مخاطب نے تحریف کی ہی اور صریح

جھوٹ کا مرتکب ہوا ہی کیونکہ صحیح بخاری مین مذکور ہے کہ ام سلمہ ام المومنین
کے روبرو ایک عورت ام سلیم نے حضرت سے یہہ مسئلہ پوچھا جب حضرت
نے جوابدیا تو حضرت ام سلمہ نے جو راوی حدیث ہین شرم سے اپنا منھہ
ڈھانپ لیا اور تعجب سے پوچھا کیا عورتین بھی محتلم ہوتی ہین اُسپر حضرت نے انھین
سے کہا کہ ہان خاک آلودہ ہو تیرا دہنا ہاتھہ چنانچہ الفاظ روایت یہہ ہین ـــ
فغطت ام سلمہ یعنی وجہہا وقالت یا رسول اللہ او تحتلم المراۃ ـ الخ اور
مخاطب کہتا ہی کہ وہی غیر عورت ام سلیم نے اپنا منھہ ڈھانک لیا اور اُسنے
آنحضرت کی نسبت کنایۃً مضحکہ کرتا ہی ـ فلعنت اللہ علی الکاذبین ـ
بہرحال اگر ایک عورت نے ضرورۃً کوئی ایک اسطرح کا مسئلہ پوچھا ہو
جو علی العموم عورتین نہین پوچھہ سکتین تو اُس کا حکم تمام عورتون پر ہرگز نہین
ہوسکتا ـ اور مخاطب نے جو کہا ہی کہ وے بے روک ٹوک خلوت کر رہے ہین؛
پس محض افترا ہی کیونکہ حضرت ام سلمہ راوی حدیث تو ضرور وہان موجود
تھین اور نہین معلوم اور کتنی عورتین وہان حاضر ہون ـ پس تعریض مخاطب
مسلمانون پر بیجا اور تعریض مسلمانون کی مخاطب و امثال مخاطب پر در بیت
ہی کیونکہ انکی عورتین غیر مردون کے ساتھہ بے روک ٹوک پوری خلوت کرتی
ہین علاوہ اسپر خود مخاطب کا خدا یعنے انجیلی مسیح ایک جوان اور فاحشہ
عورت سے جوانی اور تجرد کی حالت مین عطر ملواتے ہین اور وہ عورت بے
روک ٹوک حضرت مسیح کے کبھی پاؤن دہوتی ہی اور کبھی انکین عطر ملتی ہے
اور بالون سے اُن کے پاؤن پونچھتی ہی اور کبھی اُن کے بوسہ لیتی ہی اور مسیح

خوشش ہین حالانکہ اور لوگ اُس فاحشہ سے ایسے افعال مسیح کی نسبت صادر ہونے
کے سبب اِن کی نبوت مین شک کرتے ہین مگر مسیح کو کوئی پروا نہین دیکھو لوقا
کی انجیل باب ۷ آیت ۳۷ تا ۵۰ اور ایضاً حضرتِ عیسی مرتھا کو اور اُسکی بہن اور
لعزر کو پیار کرتے ہین دیکھو یوحنا باب ۱۱ آیت ۵ اور باوجود اسکے لایق طعن نہین
یا للعجب

اور سلیمان بن یسار کی روایت جس مین عایشہ کا ایک ایسا مسئلہ راوی سے
بیان کرنا درج ہے جسمین فی الجملہ شرم کی بات ہے جو مخاطب نے نقل کی ہے
آنحضرت کے بعد کا قصہ ہے اس کا اثر حضرت پر اور حضرت کے زمانہ پر نہین
پڑ سکتا اور نہ یہہ ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت کو ایسی باتین عورتون کی زبانی
مردون کے روبرو بیان ہونا گوارا یا منظور نہین ۔ اسی طرح دوسری روایت
کا حال ہے ۔

قولہ صـــ ۱۲۸ آپکو یہہ بھی معلوم ہو کہ مثل مردون کے حضرت عورتون کو
بھی وعظ سنایا کرتے تھے چنانچہ پارۂ اول صحیح بخاری مین ہے الخ

اقول بیشک صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت نے عورتونکو بھی وعظ سنایا تھا
مگر یہہ کہان لکھا ہے کہ وعظ مین ایسے مسائل بھی جو رسماً و رواجاً بغیر عورتون
کے عورتین نہین پوچھہ سکتین حضرت بیان کرتے تھے ۔ وعظ سے مراد تخویف
عذابِ خدا سے اور امیدوار کرنا رحمتِ خدا سے ہے یا اور واجبات اور
منہیات کا بیان کرنا مگر یہہ کیونکر کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وعظ مین
ویسی باتین بھی تھین جنکو عورتین مرد سے نہین پوچھہ سکتین من ادعی فعلیہ

البیان اور بالفرض کچھ مجملاً ہون بھی مگر پوری وہ باتین اور تفصیل سے ہرگز نہین ہوسکتین۔

قولہ ص ۱۲۹ دفعہ پنجم ایک اور معذرت ہمارے مخاطب نے حضرت کی کثرتِ ازواجی پر پیش کی ہے وہ کتاب انگریزی مین اسطرح مرقوم ہے "وہ کثرتِ ازواجی کی حد کی تلقین مدینہ مین چند سال بعد ہجرت کے ہوئی تمام نکاح حضرت کے قبل نزولِ آیتِ حدِ کثرتِ ازواجی عمل مین آچکے تھے اور اس کے ساتھ دوسری آیت نازل ہوئی جس سے تمام حقوق حضرت کے ساقط ہو گئے۔ اور گو کہ تابعین چار نکاح کرنے کے مجاز تھے اور اختیار طلاق کی وجہ سے نئے نکاح بھی کرسکتے تھے۔ حضرت نہ تو اپنی کسی زوجہ کو طلاق دیسکتے تھے اور نہ کسی نئی کو نکاح مین لاسکتے" ص ۳۴۳ جھوٹ ہو تو ایسا۔ آیتِ حدِ نکاح سورۂ نساء مین وارد ہوئی ہے اور سورۂ نسا کو مکّی سورہ بھی کہا گیا ہے دیکھو اتقان۔ حضرت نے جو روؤن کی بھرمار مدینہ مین جاکے بعدِ ہجرت کی۔ الخ

اقول آیۂ حدِ تعددِ نکاح کا سورہ نساء مین ہونا تو درست ہے مگر سورۂ نساء کا مکّی ہونا قولِ ضعیف بلکہ غلط ہے جمہورِ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہہ سورہ مدنی ہے دیکھو تمام تفسیرین۔ پس صاحبِ اتقان نے اگر اسے مکّی کہا ہے تو انکا قول شاذ ہے اور قابلِ قبول نہین چونکہ مفسرین نے اِس سورہ کے مدنی ہونے پر اتفاق کیا ہے لہذا ہمین صاحبِ اتقان کے قول کی تحقیق ضرور نہین۔ ہان اس مین شک نہین

کہ سورۂ نسا سورۂ احزاب سے پہلے نازل ہوا ہی۔

قولہ ص ۱۲۹ ہم آپ کو اِس کی تائید مین اندرونی شہادت قرآن بھی سنا دین کیونکہ معلوم ہوتا ہی کہ کثرتِ ازواج کی حد کی آیت بہت پہلے سے سنائی جا چکی تھی۔ سورۂ احزاب مین جس مین زینب کے ساتھ حضرت کے نکاح کی کیفیت مندرج ہے حضرت کو وہ عورتین گنائی گئی ہین جنکو وہ جورو بنا سکتے ہین۔ یعنے "وہ عورتین جنکو نکاح کے مہر دئے جائین یا لونڈیاں یا چچا اور پھوپی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیان جنھون نے ہجرت کی یا کوئی عورت جو اپنی جان بخشدے نری تجھی کو سوائے سب مسلمانون کے" اور اسی شریعت کے ساتھ ساتھ کہا جاتا ہے "ہمکو معلوم ہی جو ہم نے ٹھہرا دیا مسلمانون پر اُن کی عورتون مین اور اُن کے ہاتھ کے مال مین تا نرہے تجھپر تنگی" ع پس جو مسلمانون پر ٹھہرایا کہ چار جورو ین اور لونڈیاں حلال ہین وہ اِن واقعات سے بہت قبل ہے اور فراخی صرف حضرت کو دیگئی ہے سوائے سب مسلمانون کے۔ الخ

اقول قرآنِ شریف سے اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ آیتِ حدِ تعددِ نکاح اُس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے جس مین ہبۂ نفس کا مسئلہ خاص حضرت کے لئے ہی اور اُس مین خدا نے فرمایا ہی کہ ہمکو معلوم ہے جو ہم نے ٹھہرا دیا ہے مسلمانون پر اُن کی عورتون مین الآیہ۔ مگر اِس سے یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت نے آیۂ حدِ تعددِ نکاح کے نزول کے بعد بھی اور نکاح کئے ہین۔ اور یہہ بھی کہان سے معلوم ہوا کہ آیہ حدِ تعددِ نکاح

بہت پہلے یعنے کئی سال یا کئی مہینے نزولِ آیۂ ہبۂ نفس سے پہلے نازل ہوا ہے حکم ازواجِ مسلمین بیان ہو چکنے کا ذکر جو خداوند عالم نے آیۂ ہبۂ نفس کے بعد کیا ہر اس سے اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ آیۂ حدِ تعددِ ازواج اس آیت کے پہلے نازل ہوا ہی ہرچند چند روز پہلے ہو۔

قولہ صفحہ ۱۳۰ ۴ ہجری تک حضرت چار جورو ین کر چکے تھے ۵ ہجری میں حضرت نے پانچوین بی بی کی زینب زوجۂ زید اس کا قصہ سورۂ احزاب مین وارد ہوا اس قصہ کے سلسلہ مین حضرت کو فراخی دیگئی اور بتلا یا گیا کہ ہمکو معلوم ہی جو ٹھہرادیا مسلمانون پر۔ جس سے اظہر ہی کہ آیت حدِ کثرت ابتدا مین ہو چکی اور حضرت کی کثرت ازدواجی اس آیت کے بعد چنانچہ زینب کے نکاح کے بعد حضرت نے جویریہ امِّ حبیبہ حفصہ میمونہ ماریہ وغیرہ وغیرہ کو جورو ین بنایا پس حضرت کا جورو ین کرنا قبل آیت حد کے بتانا جھوٹ بولنا ہے۔ الخ۔

اقول آیات کی شانِ نزول دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترتیب بعض آیات موافق تنزیل کے نہین ہوئی۔ نکاحِ زینب کے مضمون کی آیت جس سورہ مین ہی اُس سورہ مین اگر اور آیتین جو نکاحِ زینب سے متعلق نہین موجود ہون تو یہہ نہین کہہ سکتے کہ اس نکاح کے وقت یہہ آیتین نازل ہوئی ہین۔ اس کی دلیل اسی سورۂ احزاب مین دیکھہ لیجئے اس سورہ مین جنگِ احزاب کا ذکر ہی جو ۵ ہجری مین واقع ہوا ہی اور اسی سورہ مین آیۂ تخییر بھی موجود ہی جو ۹ ہجری مین نازل ہوا ہی دیکھو روضتہ الاحباب و مدارج النبوہ وغیرہما وقایع سال نہم۔

اور

اور اُسوقت باتفاق مفسرین و مورخین حضرت کے پاس نو منکوحہ ازواج موجود تھین
چنانچہ معالم التنزیل تفسیر سورۂ احزاب مین آیہ یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن
الحیوٰۃ الدنیا کی تفسیر کے ذیل مین مذکور ہے انزل اللہ آیہ التخییر و کانت تحت
رسول اللہ صلعم یومئذ تسع نسوۃ الخ یعنے آیہ تخییر اسوقت نازل ہوا ہی جبکہ آنحضرت
کے پاس نو بیبیان موجود تھین۔ اور اُسی سورۂ احزاب مین لایحل لک النسا
من بعد موجود ہی کہ وہ بھی ۹ سنہ ہجری مین بعد نزول آیہ تخییر جبکہ حضرت کی ازواج نے
آخرت کو اختیار کیا نازل ہوا ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ احزاب
مین وہ آیتین موجود ہین جو بعض ۵ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور بعض ۹ سنہ ہجری
مین۔ پھر ایک آیت کی تاریخ نزول سے دوسری آیت پر قیاس کرنا باوجود اسکے
خلاف کی تصریح کے بیجا ہی۔

قولہ اب وہ آیت جس پر آپ استدلال کرتے ہین یہہ ہی دو حلال نہین تجھکو
عورتین اس پیچھے اور نہ یہہ کہ اُن کے بدلے اور کرے عورتین اگرچہ خوش لگے
تجھکو اُن کی صورت مگر مال ہو تیرے ہاتھہ کا احزاب ع۶ ابی بن کعب وغیرہ
نے اسکے معنی یہہ بتائے ہین کہ اس کا اشارہ اُن چار قسم کی عورتون کی
طرف ہی جن کا ذکر اُوپر ہوا الخ

اقول اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہی ابن عباس اور قتادہ کا قول یہہ ہی
کہ خدا ے تعالی نے اُن نو بی بیون کے سوا جنھون نے آخرت اختیار کی تھی دوسری
عورت کا نکاح آنحضرت پر ناجائز ٹھہرایا ہے۔ اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے
جو اظہر ہے۔ اور خلاف ظاہر وہ قول ہی جو بعض کہتے ہین کہ اُن اقسام کے سوا

جن کا ذکر اوپر کی آیت مین ہوا ہے دوسری قسم کی عورتین حضرت پر نا جائز تھین۔
یہہ قول ابی بن کعب کا ہر جسے مخاطب نے بھی بیان کیا ہر مگر چونکہ اکثر اقوال قول
اول پر دلالت کرتے ہین لہذا اسی بنا پر جناب سید امیر علیصاحب اور جناب
مولوی محمد علیصاحب نے استدلال کیا ہے۔

قولہ صہ ۱۳۱ حضرت عائشہ نے فرمایا یہہ منع آخر کو موقوف ہوا سب تو مین
حلال ہو گئین۔

اقول محض فہم کی غلطی ہر حضرت عائشہ کا قول اسی بنا پر ہر جس بنا پر حضرت کو
موجودہ نو عورتون سے زیادہ نکاح کرنا نا جائز ہو۔ یعنے عائشہ کا مطلب یہہ ہر
کہ آخر مین حضرت کو نو سے زیادہ عورتین جائز ہو گئی تھین۔ دیکھو معالم التنزیل
ذیل تفسیر آیہ مذکورہ صہ ۱۲۷ اور یہہ قول عائشہ کا ضعیف ہر اس لئے کہ اکثر
اقوال اُس کے خلاف پر دلالت کرتے ہین منجملہ اُن کے انس کا قول ہر چنانچہ
تفسیر مذکور کے صفحہ مذکورہ مین مرقوم ہر وقال انس مات علی التحریم یعنے انس کہتے
ہین کہ آن حضرت پر انتقال تک کوئی عورت سوائے اُن موجودہ نو عورتون کے
حلال نہین ہوئی علاوہ اسپر۔ موجودہ نو عورتون کے سوائے اور عورتون کا نا جائز
ہونا قرآن سے یعنے آیہ لا یحل لک النساء من بعد سے ثابت ہر اور اُس کے
بعد اخیر مین پھر حلال ہو جانا خبر احاد سے یعنے قول عائشہ سے جو وہ بھی مختلف فیہ
ہر ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہے کہ قولِ حضرت عائشہ سے نسخِ قرآن
نہین ہو سکتا۔

قولہ صہ ۱۳۱ پر اگر ہم آپ کے اس جھوٹے بہانے کو کچھ دیر کے لئے

تسلیم کرلین کہ دراصل حضرت اپنی ۹ یا ۱۰ جورُوین قبلِ آیت حد کرچکے تھے تو بھی حضرت کی صفائی نہین ہوسکتی۔ اگر اُس آیت کی پابندی کسیطرح فرض تھی تو زائد نکاحون کا مابعد فسخ کرنا لازم تھا جس طرح سیہ حدیث کہ ”وہ اگر کوئی دس جورُون کا شوہر مسلمان ہوجاے تو اُسکو چھہ جورُونکو طلاق دینا چاہیئے“۔ جامع ترمذی مترجم کتاب النکاح ملخصاً۔ لخ

اقول اس کا جواب نہایت روشن ہی یعنے ہرچند عام لوگون کا حکم تو یہہ ہے کہ اگر کسی کے پاس چار جورون سے زیادہ عورتین ہون اور وہ مسلمان ہوجائے تو لازم ہی کہ زیادہ عورتون کو طلاق دے۔ مگر اس حکم مین آنحضرت شریک نہین ہوسکتے اس لئے کہ آپ کی ازواج خداوندِ عالم کے حکم سے کل آدمیون پر حرام ٹھرائی گئی ہین پس اگر آنحضرت بھی اس عام حکم مین شریک کئے جاتے یعنے چار ازواج کو باقی رکھکر زائد عورتون کو طلاق دینا آپکو بھی ضرور ہوتا تو بڑا ظلم اُن مطلقہ عورتون کی نسبت واقع ہوتا کیونکہ اوہر تو وہ دوسرے مردون پر حرام ٹھیرائی گئین اور اُدہر حضرت بھی انھین طلاق دیدین تو پھر وہ کسی طرف کی نہین رہین یہ عین ظلم ہے اس لحاظ سے حضرت اس عام حکم سے مستثنیٰ ہوے۔ اور فی الحقیقت اِن تمام توجیہون اور تقریرون کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اسقدر طوالت دینا محض بیجا ہے امرِ حق یہہ ہی کہ چار سے زیادہ نکاح کرنا خداوندعالم نے آپ کے لئے جائز رکھا ہی۔ اور یہہ خصایص سے آنحضرت کے ہی اگر کسیکو ناگوار ہو تو سمجھنیم۔ یہہ امر کوئی دلائل نبوت یا وجوہ بطلانِ رسالت سے ہرگز نہین ہوسکتا گفتگو حقیقت نبوت مین دلیلِ عقلی اور معجزات اور شاہدات سے اور بطلان

نبوّت مین وقوع قبایح عقلیہ سے کرنا چاہئیے۔

قولہ ص ۱۳۲ اب رہی اپنے اوپر طلاق کو ناجائز کرنیکی صورت۔ تو پہلے آپ اپنی جورؤن کو مسلمانون پر حرام کر چکے تھے۔ اور اُن کو ڈرا چکے تھے کہ کوئی تم سے شادی نکرے گا جو مجھکو چھوڑ دوگی آخر ایک جورو نکل گئی پس آپ نے اپنے اوپر طلاق ہی ناجائز کرلیا تاکہ کوئی جورو نکل نجاوے کیون کہ انکی جوروئین ڈرایا کرتی تھین کہ ہم چاہین تو نکل جائین۔ کلینی بسندہاے معتبر بسیار روایت کردہ است از امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ کہ گفت بعضی از زنان کہ محمد گمان میکند اگر مارا طلاق بگوید ما کفو خود نخواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تزویج نماید و بروایت دیگر زینب گفت کہ تو عدالت نمیکنی میان ما با آنکہ پیغمبر خدائی و حفصہ گفت کہ اگر مارا طلاق بگوید ہمتاے خود را خواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تزویج نماید حیات القلوب الخ

اقول محض سوء فہمی یا فریب دہیِ عوام ہر ذی فہم ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ خودِ حیات القلوب کی روایتین جنھین مخاطب نے نقل کیا ہی صاف دلالت کرتی ہین اس امر پر کہ آنحضرت کی ازواج کا اُمت پر حرام ہونا ان اقوال اور واقعات کے بعد ہوا ہے آیہ حرمت کے نازل ہونے کے پہلے حضرت کی بعض ازواج نے کہا تھا کہ اگر حضرت ہمین طلاق دین تو دوسرے لوگ ہمین نکاح کرلین گے وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان اقوال کے پہلے آیہ حرمت نازل ہوا ہوتا تو پھر کس طرح وہ عورتین کہہ سکتین کہ دوسرے لوگ ہمین نکاح کرلینگے۔ جب معلوم تھا کہ امت پر حضرت کی عورتین حرام ہوگئی ہین تو پھر پھر نکاح کرنے کا ادّعا کیا

کیںا۔ علاوہ اس پر حیات القلوب مین لکھا ہو کہ یہی بے ادبانہ اقوال اور نیز دوسرے امور باعث اسکے ہوئے کہ آنحضرت ایک مہینہ تک انسے ترکِ ملاقات فرمائین اور پھر ایک مہینے کے بعد آیۂ تخییر نازل ہوا جسمین اُن عورتون کو اختیار دیا گیا کہ چاہین دنیا کو اختیار کرین اور چلے جائین اور چاہین خدا و رسول کو اختیار کرین اور رہین دیکھو حیات القلوب جلد دوم باب ۵۲ صـ ۵۷۲ طبع ثانی پس جب اُنھون نے خدا و رسول کو اختیار کیا تو آیۂ لایحل لک النسآء من بعد نازل ہوا دیکھو معالم التنزیل صـ ۷۲۱ جس سے مولوی سید امیر علیصاحب اور مولوی محمد علیصاحب وغیرہما نے عدمِ جوازِ طلاق پر بہ نسبت آنحضرت کے استدلال کیا ہو گویا یہ صلہ تھا حضرت کے ازواج کے خدا و رسول کو اختیار کرنے کا اور جس طرح کہ سید صاحب اور مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اس سے ایک طرح کا آنحضرت کا نقصان تھا کیونکہ ہر مسلمان کو اختیار ہو کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیکر دوسرے سے نکاح کرے مگر آنحضرت سے یہہ اختیار لے لیا گیا۔ پس یہہ کلام مخاطب کا کہ "وہ پہلے آپ اپنی جورُون کو مسلمانون پر حرام کر چکے تھے" کتنا لغو اور بے اصل ہے اور وہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ "وہ آپ نے اپنے اُوپر طلاق ہی ناجائز کر لیا تاکہ کوئی جورو نکل نجائے" پس عجب مہمل اور واہی کلام ہے جس سے زیادہ کوئی واہی کلام نہین ہوسکتا۔

کسی جورو کے نکل نجانے کے واسطے طلاق کو اپنے اوپر ناجائز کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر طلاق جائز بھی ہوتی تب بھی کوئی جورو نکل نہ سکتی ای عقلمند آدمی طلاق تو مرد کے اختیار مین ہوتی ہی نہ عورت کے عورت ہزار چاہے

مگر بغیر طلاق شوہر کے وہ نکل نہین سکتی۔ اگر آنحضرت کو محض کسی جورو کے نہین نکلنے کا خیال ہوتا تو بغیر طلاق ناجائز ٹہرانے کے بھی وہ نکل نہ سکتی علاوہ اسکے حضرت کو یہہ خیال بھی نہ تھا بلکہ حضرت نے موافق حکم خدا اپنی عورتون کو اختیار دیا تھا کہ جو چاہے رہجاے اور جو چاہے نکلجاے۔ اگر حضرت کو کسی کا نکلنا ناگوار ہوتا تو آیۂ تخییر ہی کیون سناتے۔ مگر تمھاری سوء فہمی اور باطل کوشی کا کہان ٹھکانا ہے۔

قولہ ص ۱۳۲ بلکہ حضرت کو نکل جانے کا بڑا اندیشہ خود اپنی پیاری بی بی عایشہ کی نسبت بھی رہا کرتا تھا چنانچہ جب آیت تخییر سنائی الخ منہاج جلد ۲

اقول بالکل مصنوعی بات ہی اگر کسیکے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا تو آیۂ تخییر سناتے آیۂ تخییر خود کہتا ہی کہ جس کا جی چاہے نکل جاے جسکا جی چاہے رہے

قولہ ص ۱۳۲ دوسری بات یہہ ہے کہ اگر حضرت کو کوئی ضرورت درپیش آتی تو وہ اس آیت کی اصلا پروا نکرتے بلکہ حرف غلط کی طرح مٹا دیتے کیونکہ اگر اس آیت سے مطلق منع طلاق وغیرہ نکلتا ہی تو اس واقعہ کے بعد ماریہ کے ساتھ پکڑے جانے پر آپنے اپنی ازواج کو دہمکایا کیسے تھا وہ ابھی اگر نبی طلاق دے تم سبکو۔ اس کا رب بدلے مین دے عورتین تم سے بہتر الخ سورۂ تحریم۔

اقول قصہ ماریہ یا واقعہ شہد جو باختلاف روایات باعث نزول سورۂ تحریم ہی وہ آیت مذکورۃ الصدر یعنے لایحل لک النساء من بعد الی آخر آیہ کے نزول سے پہلے کا ہی چنانچہ مدارج النبوہ اور روضۃ الاحباب اور

دوسرے کتب مین لکھا ہی کہ آنحضرت نے اپنی ازواج پر خفا ہوکر جو ایک ماہ تک ترک ملاقات کی قسم کھائی تھی اِسکے کئی وجوہ اور اسباب ہوئے ہین جس کے منجملہ قصہ ماریہ بھی ہی دیکھو مدارج النبوہ صفحہ ۴۴۳ اور روضتہ الاحباب پس قصہ ماریہ یا واقعہ شہد کے بعد سورہ تحریم نازل ہوا۔ اور سورہ تحریم کے بعد آیہ تخییر نازل ہوا اور آیہ تخییر کے بعد آیہ لایحل لک النسا من بعد الآیہ۔ اِس سے ظاہر ہی کہ دعوی مخاطب کسقدر باطل اور تعریض اِس کی کتنی لغو اور واہی ہے۔ بندہ کہانتک مخاطب کی افترا پردازی کو ظاہر کرتا جائے۔ اِس نے کتاب کیا لکھی ہی محض بہتانون اور دروغ بیانیون کو جمع کردیا ہی۔

قولہ صفحہ ۱۳۳ اِس آیت مین ممانعت ہی تو جورؤنکی نہ مطلق عورتون کی کیونکہ آخر فقرہ مین وہ جو مال ہی تیرے ہاتھ کا" اِس قید سے مستثنیٰ ہی الخ۔

اقول جب خدا نے اجازت دی جس طرح سے کہ ابراہیم اور یعقوب اور داؤد و سلیمان وغیرہم کو اجازت دی تھی تو پھر تم کس باغ کی مولی ہو جو اعتراض کرتے ہو۔

قولہ صفحہ ۱۳۴ دفعہ ششم ایک معذرت اور باقی رہی جاتی ہے۔ محمد علی صاحب فرماتے ہین جب انبیاے سابقین نے موافق رضاے خداے تعالیٰ کے یہہ فعل کیا تو حضرت سرور انبیا محمد مصطفیٰ بھی اس زمرہ مین ہین اپکے لئے کوئی نئی اجازت کی ضرورت نہین وہی انبیاے سابق کی اجازت کافی ہی۔ جب سو بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف نہین ہوسکتا تو ۹ بیبیون کا کرنا کس طرح منصب نبوت کے خلاف اور قابل طعن ہو جائیگا صفحہ ۱۷۵

پیغام محمدی محمد صاحب کو انبیاے سابقین کے زمرہ مین تسلیم کون کرتا ہے
کہ آپ اِس تسلیم کی بنا پر استدلال کرتے ہین۔ انبیاے سابقین کے زمرہ مین
حضرت کو بٹھانا یہہ آپ کی زبردستی ہے۔ مگر جواب سنئے۔
اقول آپ کیا خاک جواب دین گے۔ آپ کے کل جواب اور اعتراض ہم
دیکھ چکے پوچ گوئیون اور افترا پردازیون کے سوا آپ کو کچھہ بھی نہین آتا۔
آپ تو کہتے ہین کہ "وہ محمد صاحب کو انبیا مین کون تسلیم کرتا ہے" پھر اسقدر
دماغ خراشی اور طولِ فضول کی کیا ضرورت تھی اور اتنا طولِ فضول بک کر اپنی
اور دوسرون کی اوقات خراب کرنا کیا مناسب تھا۔ پہلے اِسی مین بحث کرتے
کہ آن حضرت کی نبوّت کی حقیقت پر کیا دلیل ہے۔ اے مخاطب بت پرست
اور آتش پرست تو تمھارے کسی نبیؑ کی نبوّت کے قائل نہین اور یہود حضرت
عیسیٰ کو انبیا کے زمرہ مین تسلیم نہین کرتے اور یہہ لوگ اِن تمام پیغمبرون پر
تورات و انجیل سے بہت سے الزام لگاتے اور تعریضین کرتے ہین اور
فی الحقیقت تمھارے پاس کوئی دلیل نہین جس سے تم کسی نبی کی نبوت
کو اپنے مخالفین پر ثابت کرسکو۔ تمھارے دعوی پر نہ کوئی دلیلِ عقلی ہے
نہ تمھارے پاس کسی نبی کا معجزہ تواتر سے ثابت ہے نکوئی شہادتِ قطعیہ تم
پیش کرسکتے ہو بہرحال تم ہرگز یہود و مجوس و بت پرستون کے مقابلہ مین
اپنا کوئی دعوی اور حضرتِ عیسیٰ کی حقیت اور حضرت مریم کی پاکدامنی
ثابت نہین کرسکتے۔ بخلاف اہلِ اسلام کے کہ وہ برہانِ قطعی عقلی اور
تواترِ معجزاتِ آنحضرت اور دلیلِ معجزۂ قرآن مجید جس کا مشاہدہ ہر وقت

ممکن ہے اپنے پاس رکھتے ہین جن کے ذریعہ سے اپنے پیغمبر اور انبیاے
سابق کی حقیت اپنے کل مخالفین پر ثابت کرتے ہین علاوہ اِن دلائل قطعیہ
کے انبیاے سابق کی شہادتین آنحضرت کی نبوت کی حقیت پر کتب مروجہ
توریت و انجیل مین موجود ہین جن کے مطالعہ کے بعد کسی صاحب عقل عیسائی
اور موسائی کو چون وچرا کرنے کی مجال نہین ہے۔ مگر یہہ سب دلیلین
اسی کے واسطے ہین جسے خداتعالی نے چشم بصیرت عطا کی ہو اور تعصب
یا خواہش تحصیل دنیاے فانی سے دل اُس کا خالی ہے۔

قولہ ص ۱۳۴ اعتراض یہہ ہو کہ کسی نبی یا غیر نبی کو شریعت الٰہی مروجہ کے
خلاف کرنا چاہیئے اگر کریگا تو اُس شریعت کے لحاظ سے عاصی و خاطی
ثابت ہوگا۔ معلوم ہو کہ شریعت موسوی مین تعدد ازواج کو غیر محدود
چھوڑ دیا گیا پس اگر کسی نبی یا غیر نبی نے اِس شریعت کی متابعت مین غیر محدود
جورو ین کین تو اِس شریعت کے اعتبار سے پاک ہو۔ آپ فرماتے ہین کہ
وہ شریعت محمدیہ نے ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا کہ پہلی شریعت اور اس وقت
کے رواج نے جو بلا حصر و تعین جواز تعدد کا فتوی دے رکھا تھا اول تو اُسے
چار مین محدود کر دیا مگر اِس کے جواز مین بھی عدل کی ایک سخت قید لگا دی
تو اب آپ بتائین کہ محمد صاحب نے اپنی شریعت کے خلاف ایسے نافع
اور عمدہ حکم سے کیون عدول کیا۔ یا تو محمد صاحب کو تعداد ازواج مین شریعت
موسیٰ کا پابند بتائین اور تعدد کے محدود کرنے کو ناجائز ٹھہرائین یا محمد صاحب کو
شریعت اسلام اور قرآن کا عدول کرنے والا مانین ملخصاً الخ۔

اقول بیشک کسی نبی یا غیرِ نبی کو شریعتِ مروّجہ آلٰہی کے خلاف نکرنا چاہئے
اور جو خلاف کریگا وہ عاصی اور خاطی ہوگا جیسے مروّجہ توریتی داوٗد نے
اوریا کی جورو سے زناے محصنہ کیا اور اوریا کو ناحق قتل کرادیا۔ اور مروّجہ
توریتی لوط نے اپنی بیٹیون سے مجامعت کی۔
مگر ہمارے پیغمبر یعنے سرورِ انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہرگز کوئی امر اپنی شریعت کے خلاف نہین کیا ہی اور کبھی کوئی ایسا فعل جو قباحتِ
عقلی رکھتا ہی حضرت سے صادر نہین ہوا ہے۔ سابق مین ہم نے دلائل واضحہ
سے ثابت کردیا ہی کہ حدِّ تعددِ ازواج فقط آنحضرت کی امت کے لئے ہی خداوندِ عالم نے
آپ کے لئے بطورِ خصائص کے یہہ بات مقرر فرمائی کہ آپ چار سے زیادہ نکاح
کرسکتے ہین۔ اور یہہ بھی درست ہے کہ تعددِ ازواج کو غیر محدود رکھنا بہ نسبتِ
عوام درست نہین مگر جو عیوب کہ تعدّدِ ازواج کے غیر محدود ہونے مین ہین اور
جو اسباب کہ تعدّدِ ازواج کے محدود ہونے کے باعث ہوئے ہین آنحضرت
اُن سے بری اور ہر طرح کے خوف سے مطمئن تھے پس جس بنا پر شریعتِ
موسوی مین تعددِ ازواج کو غیرِ محدود چھوڑ دیا گیا تھا اور انبیا و صالحین اُس کے
عامل ہوئے تھے خداوندِ عالم نے خاص آنحضرت کے لئے تو اُس امر کو باقی
رکھا اور آپ کی امت کے لئے بوجوہِ چند محدود کردیا۔ اِس کا بیان ہمنے
سابق مین بہ تفصیل کردیا ہی ناظرین سے امید ہی کہ جب اِس مقام پر پہونچین تو
ضرور چند اوراق اُلٹ کر بیانِ سابق کو بغور ملاحظہ فرمائین اور یہہ امر
جو حضرت کے خصائص سے مقرر کیا گیا ہی کچھ تنہا نہین ہی بلکہ اور امور بھی

حضرت کے خصائص سے ہین جن مین بہ نسبت اُمت کے حضرت پر دشواری اور
امت پر آسانی ہو۔ جیسے نماز تہجد کہ عام مسلمانون کو سنت ہو اور حضرت پر واجب
اور روزۂ وصال کہ سب مسلمانون کو حرام ہو اور حضرت کو جائز۔ اور اگر
کوئی محتاج مرجاے اور وہ مقروض ہو تو حضرت کو ضرور تھا کہ اُس کے قرض کو ادا
فرمائین اور یہہ امر امت پر واجب نہین۔ اور جہاد مین اگرچہ دشمن بہت ہون
حضرت پر واجب تھا کہ صبر فرمائین یعنے فرار نکرین۔ اِن کے سوا اور بھی خصائص
ہین جو بدلیلِ قطعی ثابت ہین۔ اور جو خصائص ایسے مرقوم ہین جنپر کوئی دلیلِ
محکم موجود نہین تو اُنھین غیر معتبر سمجھنا چاہیئے۔ بہرحال خداوند عالم کا شکر ہو کہ
جس اعتراض کو مخاطب اور امثالِ مخاطب ممتنع الجواب سمجھتے تھے وہ ذراسی
توجہ مین محکم دلیلون سے باطل اور منقوض ہوگیا اور مخاطب کا دعوی انا و
لاغیری خاک مین ملگیا۔

قولہ ص ۱۳۶ فصل دہم متعۃ النسا۔ عورات کی نسبت صرف اسیقدر کارروائی
اسلام کی شریعت مین نہین اگر اتنی ہی ہوتی تو صبر کیا جاتا۔ حضرت کی شریعت
مین متعہ بھی حلال ہو۔ متعہ صرف رنڈی بازی ہو۔ خرچی دیکر کسی عورت سے
رات دو رات تعلق پیدا کرنا۔ اور چلتے پھرتے نظر آنا۔ مولوی محمد علی کہتے ہین
کہ وہ متعہ کا جواز تو قرآن مجید سے ثابت نہین ہوتا بلکہ کئی مقام سے اس کا
حرام ہونا اظہر من الشمس ہو اب اگر احادیث سے اِس کا ثبوت ہوتا ہو تو عیسائیون
کو اسپر اعتراض کرنا ہرگز نہین پہونچتا،، پیغام محمدی۔ بیشک متعہ کا ثبوت قرآن
سے ہوتا ہو اور ایسی کوئی آیت قرآن مین نہین ہو جس سے صاف صاف

متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو دیکھو ضربتِ حیدریہ وغیرہ مسئلہ متعہ کے اثبات
مین نصِ قرآنی موجود ہی فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ - ضربت حیدریہ
مین نہایت قاطع دلائل سے ثابت کردیا ہی کہ یہہ آیت متعہ پر نص ہی اور سنی
علما کو بھی اِس سے جیسا شیعون نے ثابت کیا ہی انکار نہین ہوسکا - تفسیر ثعلبی
مین منقول ہی کہ عمران بن حصین کہتا ہی کہ نازل ہوئی آیت المتعہ بیچ کتاب اللہ
کے نہین نازل ہوئی بعد اُسکے کوئی آیت جو منسوخ کرے اُسکو پس امر کیا ہمکو
رسول اللہ نے اس کا - متعہ کیا ہمنے اور وہ مرگئے اور نہین منع کیا ہمکو اُس سے
اور کہا ایک شخص نے اپنی راے سے جو چاہا (یہہ اشارہ ہی عمر کے حکمِ منعِ
متعہ کی طرف) ملخصاً الخ -

اقول جاننا چاہئے کہ متعہ کے مسئلہ مین اسلام کے دو فریق یعنے اہلِ سنت
و امامیہ مین اختلاف ہی اہلِ سنت اب ناجائز کہتے ہین اور امامیہ جائز اور
اس مقدمہ مین طرفین سے بہت سے مباحثے ہوئے اور بہت کتابین لکھی گئین
چنانچہ اواخرین اہلِ سنت کے خاتم المحدثین نے کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین
متعہ کے ناجائز ہونے مین نہایت تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہی - اُس کا
جواب شیعون کی طرف سے تشئید المطاعن مین پوری طرح سے دیا گیا
اِسکے بعد سلطان العلما مجتہدِ لکھنوی نے متعہ کے ثبوت مین ایک خاص رسالہ
ضیغمیہ لکھا جس کا جواب فاضلِ رشید نے نہایت بسط کے ساتھ کتاب
شوکتِ عمریہ مین دیا پھر اُس کی تردید شیعون کی طرف سے ایک بڑی ضخیم
اور مبسوط کتاب یعنے ضربتِ حیدریہ مین کی گئی ہی - اب اس مسئلہ کے

جواز و عدمِ جواز پر دلیلین لکھنا محض تحصیلِ حاصل ہی اور اُن دلیلون پر ردّ وقدح کرنا بالکل بے فائدہ اور بجز تطویلِ لاطائل کے کوئی نفع متصوّر نہین ہے لہذا ہم اُنسے قطعِ نظر کرکے یہان محض تعریض مخاطب کی تردید محکم وجہون سے کرتے ہین اور اُسکی سوءِ فہمی کو اہلِ عقل و انصاف کے روبرو قطعی دلیل سے ظاہر کرتے ہین مخفی نرہے کہ اصولِ موجودہ مذاہبِ اہلِ سنّت سے یہہ اعتراض ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اُن کے مذہب مین اب متعہ حرام ہی اور وہ ایسا سمجھتے ہین کہ آنحضرت کے زمانہ مین بسببِ ضرورتِ شدیدہ کے چند مقامون پر متعہ حلال کیا گیا تھا پھر وہ منسوخ بھی ہوگیا - اور مذہبِ امامیہ مین ہر چند اب بھی متعہ جائز ہے مگر اُس مین ایسے شرائط مقرر ہین کہ وہ حلال کو حرام سے بالکل فرق کر دیتے ہین اور اُس کے لیے قواعد ٹھہرائے گئے ہین جن سے ظاہر ہی کہ متعہ کو رنڈی بازی سے کچھہ علاقہ نہین ہی اور ان دونون مین نہایت روشن مغائرت ہی - پس مخاطب نے جو اُسپر تعریض کرکے اُسے رنڈی بازی سے تعبیر کی ہی محض سوءِ فہمی اور جہالت ہی - ہم اُن قواعد و شرایط کو جن کا لحاظ متعہ مین ضروری ہی واسطے ملاحظۂ منصفین کے یہان بیان کرتے ہین -

پہلا امر اگر کسی عورت سے ایک مرتبہ متعہ کیا جائے تو وہ ممتوعہ متعہ کرنیوالے کے باپ اور بیٹے پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہو جاتی ہے اور اسیطرح ممتوعہ کی مان اور بیٹی متعہ کرنیوالے پر حرامِ مؤبد ہو جاتی ہین - اسی طرح دو بہنون کو ایک زمانے مین کوئی متعہ نہین کرسکتا - بخلاف رنڈی بازی کے کہ اُس مین کوئی خیال اِن امور کا نہین رہتا -

دوسرا امر متعہ مین شرط ہے کہ ایجاب وقبول بچند الفاظ خاص جو شرع مین مقرر ہین واقع ہو بخلاف رنڈی بازی کے۔

تیسرا امر اگر ایک عورت مرد سے متعہ کرے تو جب تک اسکا عدہ نگزر جاے دوسرے مرد سے وہ عورت ہرگز متعہ نہین کرسکتی۔ اور یہہ بہت بڑا امر ہے جو حلال وحرام مین اور متعہ اور رنڈی بازی مین بمثل آسمان وزمین کے فرق کردیتا ہے۔

چوتھا امر اگر متعہ کے بعد حمل ٹھہر جاے اور اُس سے اولاد ہو تو وہ مثل اولاد منکوحہ کے باب کی وارث ہوگی اور باپ پر اس کا نفقہ واجب ہے۔ بخلاف رنڈی بازی کے اور یہہ امر بھی حلال وحرام مین بہت بڑا فرق کرنے والا ہے۔ یہہ چارون امر ایسے ہین کہ جن پر تمام علماے امامیہ متفق ہین اگر کوئی ان امور کے خلاف کریگا وہ حرامکار اور گناہگار ہوگا اور اس پر حدّ شرعی جاری کیجائے گی۔ اور ان کے سواے بعض دوسرے امور ایسے ہین جنکو بعض علما مکروہ جانتے ہین اور بعض حرام مگر انکی حرمت پر قوی دلیلین اور ائمہ اہل بیت کے احکام موجود ہین جن کے سبب شریعت نبوی سے بالکل اعتراض اُٹھہ جاتا ہے وھی ہذہ۔

پانچوان امر اگر مرد آزاد ہو تو کنیز سے متعہ نہین کرسکتا الّا بوقت خوف وقوع زنا وعدم استطاعت عقد بازن آزاد۔ دیکھو مسالک الافہام فی شرح شرایع الاسلام کتاب النکاح اور دیکھو شرح لمعہ۔

چھٹا امر زن فاحشہ بازاری سے متعہ حرام ہے چنانچہ کتاب استبصار کے ابواب متعہ مین مذکور ہے عن ابی سارہ قال سألت اباعبداللہ عنہا۔

یعنی المتعہ فقال لی حلال ولاتتزوج الا عفیفۃ" ابی سارہ کہتا ہے کہ مین نے ابوعبد اللہ
امام جعفر صادق سے متعہ کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ حلال ہے مگر بغیر عفیفہ
کے دوسری عورت سے متعہ نکرو۔ وعن محمد بن الفضل قال سألت اباالحسن عن
المرأۃ الحسناء الفاجرہ ہل یجوز للرجل ان یتمتع بہا یوما او اکثر فقال اذا کانت مشہورۃ
بالزنا فلا یتمتع منہا ولا ینکحہا" محمد بن فضل کہتا ہے کہ مین نے ابوالحسن امام رضا
سے پوچھا کہ زنِ حسینۂ فاجرہ سے متعہ کر سکتے ہین آپنے فرمایا اگر وہ زنا سے
مشہور ہو تو نہ اُس سے متعہ کرنہ نکاح۔ اور تیسری حدیث مین امام جعفر صادق
علیہ السلام سے اسی متعہ کے بارہ مین منقول ہے۔ ایاکم والکواشف والدواعی
والبغایا و ذوات الازواج الحدیث یعنی متعہ نکرو اور بچو کواشف سے یعنی اُن
عورتون سے جو اپنے کو زنا کے لئے ظاہر کرتی ہین اور اجتناب کرو دواعی سے
یعنی اُن عورتون سے جو اپنے نفسون کی طرف مردون کو بلاتی ہین اور وہ برائی
سے مشہور ہین اور پرہیز کرو بغایا سے یعنی اُن عورتون سے جو زنا سے مشہور ہین
اور دور رہو ذوات الازواج سے یعنی اُن عورتون سے جنکی طلاق بطریق
سنّت نہین ہوئی ہے۔ ان روایتون سے صاف ظاہر ہے کہ زنِ بازاری و
فاحشہ سے نکاح و متعہ ہرگز جائز نہین ہے اور اِس پر دلیل قوی نصِ قرآن کی
ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ والزانیۃ لاینکحہا الا زانٍ او مشرک وحرم
ذالک علی المؤمنین" یعنی زانیہ کو بغیر زانی یا مشرک کے نکاح نہین کرتا اور
یہہ امر مؤمنین پر حرام ہے۔ اور امامیہ کے نزدیک نکاحِ عام ہے جس مین متعہ
بھی شریک ہے اسی لئے اِسکو نکاح انقطاعی کہتے ہین۔

ساتوان امر چار عورتون سے زیادہ جمع کرنا ممنوع ہی خواہ نکاح سے ہو یا متعہ سے اور اس پر روایاتِ صحیحہ دلالت کرتی ہین چنانچہ بعض روایات کے ترجمہ پر بندہ بیان اکتفا کرتا ہی۔

احمد بن ابی نصر کہتا ہے کہ "مین نے امام ابوالحسن الرضاؑ سے پوچھا کہ بعض کہتے ہین کہ متعہ مثل ملکِ یمین کے ہی کہ جسقدر چاہین کرین آپنے فرمایا نہین بلکہ یہہ بھی منجملہ چار عورتون کے ہی" یعنے کوئی شخص چار عورتون سے تجاوز نہین کرسکتا۔ اور عمار کہتا ہی کہ "ابوعبداللہ یعنے امام جعفر صادق علیہ السلام نے متعہ کے بارے مین فرمایا کہ یہہ بھی چار عورتون مین سے ایک ہی" اسیطرح اور حدیثین بھی موجود ہین۔ دیکھو شرحِ لمعہ اور مسالک الافہام شرح شرایع الاسلام کتاب النکاح۔ اور ظاہرِ قران بھی اسی پر دلالت کرتا ہی اور ہرچند اِن روایات کے مخالف اور روایتین بھی منقول ہین مگر انمین سے بعض تو ضعیف ہی اور بعض مجہول السند اور بعض مقطوع السند دیکھو مسالک الافہام و شرح لمعہ اسی لئے روایاتِ سابقہ کا جو باسنادِ صحیحہ منقول ہین معارضہ نہین کرسکتین علاوہ اس پر عمومِ آیۂ حدِ تعدد اُن روایاتِ صحیحہ کی مؤید ہی۔ اور جامعِ عباسی کے باب النکاح فصلِ چہارم کی قسمِ دوم مین اُن عورتون کے بیان مین جو مردون پر حرام ہین مرقوم ہی "پنجم جمع کردنِ مردِ آزاد میانہ پنج زنِ آزاد دائمی و متعہ بر قولِ بعضی از مجتہدین"

آٹھوان امر دوشیزہ عورتون سے بغیر اذن باپ یا دادا کے نکاح یا متعہ ممنوع ہی اور اس پر بہت سی حدیثین دلالت کرتی ہین۔

نوجوان امرد و شیزہ عورت سے مطلقاً متعہ مکروہ ہی۔ پس اہل انصاف غور کر سکتے ہین کہ باوجود ان تمام شرایط اور آداب متعہ کے پھر اُسکو ایک لفظ قبیح یعنے رنڈی بازی سے تعبیر کرنا آیا کسی ذیفہم کا کام ہی یا دیوانے کا اور ایسے شخص کے ان کلمات کو اہل انصاف بیہودہ گوئی اور رمز خرفات کا خطاب دینگے یا نہین۔

قولہ ص ۱۴۰ فصل یازدہم تقویم پارینہ الخ۔

اقول اس فصل مین مخاطب نے ایک فہرست حضرت کے ازواج کی لکھی ہی اور وہی مہملات جو پہلے بک چکا تھا پھر یہان اُن کا اعادہ کیا ہی اور علاوہ اسپر دوسری ہرزہ سرائیان بھی کی ہین۔ چونکہ مخاطب کی کل تعریضات کا دندان شکن جواب تفصیل سے گزر چکا ہی لہذا پھر یہان اُس کے اعادہ کی ضرورت نہین

قولہ ص ۱۴۶ **فصل** دوازدہم طلاق۔ ہمنے ابتدا مین بیان کیا ہی کہ طلاق و کثرت ازواجی لازم و ملزوم ہین۔

اقول نہایت افسوس ہی کہ باین معلومات کذائی۔ ادعاے انا و لاغیری۔ ہم تو سمجھتے ہین کہ طلاق اور کثرت ازواجی کو لازم و ملزوم جاننے والا صاحب عقل انسانون مین تو ہرگز شمار نکیا جائیگا۔ اے ناظرین جو شخص لازم و ملزوم کی تعریف کو نجانے وہ کیا مناظرے کی لیاقت رکھتا ہی اور دینی معاملات مین بحث کر سکتا ہی ؎ گر ہمین مکتب است و این مُلّا ؛ کار طفلان تمام خواہد شد ؛ اسی علم اور سمجھ پر اپنی کتاب کے ممتنع الجواب ہونے کا بھی دعوی کیا جاتا ہی ابتدا مین ہم نے بیان کر دیا ہی کہ نہ طلاق کو کثرت ازدواج لازم ہی اور

نہ کثرتِ ازدواج کو طلاق لازم اِمین کوئی لزومِ عقلی ونقلی نہین ہی۔

قولہ صک۱۴۶ شرعِ عیسوی نے کثرتِ ازواجی کو حرام ٹہراکر طلاق کو حرام ٹہرایا اور صرف ایک حالت مین یعنے زنا کی حالت مین اسکو جائز رکھا۔

اقول نہ شرعِ عیسوی نے کثرتِ ازداجی کو حرام ٹہرایا اور نہ حضرتِ عیسی انجیل کی رو سے کسی طرح شریعتِ موسوی کے منسوخ کرنے کے مجاز وحقدار تھے جس کا بیان گزرچکا ہی۔

اب رہی محض طلاق کی بحث۔ پس شریعتِ اسلام نے کئی وجہون اور ضرورتون سے طلاق کو جائز رکھا ہی۔ مگر بلا وجہ دضرورت طلاق دینے پر خدا ورسول نے اپنی ناراضی ظاہر کی ہی اور یہہ حکم شریعت کا نہایت مستحسن ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ شوہر وزوجہ مین باسباب چند اسدرجہ نا اتفاقی ہوجاتی ہی کہ ہراک کو اُس کی زندگی تلخ معلوم ہوتی ہی اور ایک روز کے لئے بھی ملکے رہنا ناگوار ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ ہر ایک زوجہ وشوہر مین سے دوسرے کا جانی دشمن ہوجاتا ہی اور اُس کے بعض اسباب سوائے زنا کے اور بھی ہوتے ہین جو زنا سے تعلق ہی نہین رکھتے یا وہ زنا کے مقدمات ہوتے ہین یا خود زنا ہوتا ہی جس کا ثبوت مرد کے پاس کچھ نہین ہوتا پس اِن صورتون مین اگر طلاق نہ دی جاوے تو جان پر بن جاتی ہے اور ایک ساعت بھی خیر سے گزران نہین ہوسکتی۔ اور اِس امر کو ہرگز کوئی عاقل پسند نہین کرسکتا لہذا شریعتِ اسلام کہ وہ ترمیم واصلاح کنندہ بعض شرائع سابقہ ہی مثلِ شریعتِ موسی طلاق کو مرد کے اختیار مین دیا تا کہ کسی طرح کی مجبوری نرہے بخلاف شریعتِ

عیبوی کے کہ مرد مجبور ہے اور اپنی جورو کے افعالِ ناشایستہ اپنی آنکھون سے
دیکھتا ہی اور خونِ جگر پیکر بیٹھہ رہتا ہی اور بعض وقت چونکہ زنا وقوع مین نہین
آیا یا زنا واقع ہوا مگر ثابت نہین کر سکتا اسلیئے طلاق نہین دیسکتا۔ اگر غیرت دار
ہو تو مرجاتا ہی یا جورو کو مار ڈالتا ہی ورنہ یہہ کھکے چپ ہو جاتا ہی کہ بے غیرتی کا کھلا ہو
عزت گئی مگر جان تو بچی اور اسی طرح اگر مرد عنین اور ناکارہ ہو تو بیچاری عورت
کی جان پر ہی یا تو جبر و صبر کرے اور جان پر مصیبت اُٹھائے یا زنا سے منہہ کالا
کرے پس یہہ حکم کہ بغیر اثباتِ زنا طلاق ناجائز ہی نہایت سخت اور بالکل قبیح ہی
اور ہان شریعتِ اسلام نے طلاق کے جواز کے لئے جو کوئی سبب نہین مقرر
کیا اور مرد کے اختیار پر چھوڑ دیا وہ اسلیئے ہی کہ معلوم ہی کہ مرد بالطبع عورت
کا گرویدہ ہوتا ہی اور نکاح کے بعد کچھہ ایسے تعلقاتِ قلبی پیدا ہوتے ہین کہ بغیر کسی
سببِ عظیم کے اپنی جورو کی علیحدگی نہین چاہتا پس مرد کی طبیعت اور فطرت
اور باہمی اُلفت کے لحاظ سے کوئی ضرورت کسی خارجی شرط کی نہین رہی
ہان اگر کوئی مرد بطورِ شاذ کے بلا سبب اپنی جورو کو طلاق دے تو اُس کا
اعتبار نہین کیونکہ النادر کالمعدوم ہی۔ اور جہانتک ہمین معلوم ہوا ہی اور ہمنے
تجربہ کیا ہی کوئی ایسا آدمی کم نظر آیا ہی جو بلا سبب اپنی جورو کو طلاق دیدے۔
اور اِس فصل مین تمام اعتراض مخاطب کا فقط امامِ حسن علیہ السلام پر ہی چنانچہ
کہتا ہے۔

قولہ ص ۱۴۷ اسلئے کہ انہون نے ایسا کیا پیغمبر اسلام کے پیارون نے ایسا کیا
وہ جو بہشت کے سردار سمجھے جاتے ہین اُنھون نے ایسا کیا۔ حضرت علی کے

صاحبزادون مین سے ایک کو پیش کرتا ہون۔ حضرت امام حسن۔ تمام تاریخون مین
مذکور ہی کہ حضرت امام حسن بڑی کثرت سے نکاح کرنیوالے اور طلاق دینے والے
تھے حتّی کہ اپنے والد کے حینِ حیات اُنھون نے ۹۰ یا ۱۱۰ نکاح کئے اور باوجود
حسنِ اخلاق کے ادنی ادنی وجہ پر اُن مین سے ہر ایک کو طلاق دیدیا ملخصاً لنخ
اقول اِس بیان مین مخاطب نے بہت منھ زوری اور بیہودہ گوئی حضرت امام
حسن کی شانِ اقدس مین کی ہی۔ چونکہ اِس نے حضرت سید انبیا محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلّم کی نسبت بدگوئی کرنے مین کوئی کوتاہی نہین کی ہی تو پھر حضرت
امام حسن کی نسبت اُس کی منھ زوری بعید نہین کیونکہ آپ آنحضرت کے نواسے
ہین۔ جاننا چاہیئے کہ اوّلاً مخاطب نے واسطے تدلیس اور فریب دہی عوام
کے بصیغۂ جمع بیان کیا ہی کہ وے اسلام کے اماموں وغیرہ وغیرہ نے ایسا کیا
حالانکہ جسقدر چاہے مخاطب تلاش کرے کہ علی التنزل وتسلیم صحتِ روایت
سوائے حضرت امام حسنِ مجتبی کے اور کسی امام کی ایمۂ اہل بیت سے یا کسی اور
مردِ صالح کی آنحضرت کی امت سے مثال نہ بتاسکیگا۔ پس غور کرنیکا مقام
ہی کہ آنحضرت کے زمانے سے آج تک بہت بزرگانِ دین مثل ایمۂ اثنا عشر و دیگر
علما وصلحاے اسلام کے گزرے ہین چونکہ اُنمین سے کوئی شخص سوائے امام حسن مجتبی
کے اسقدر کثرت سے نکاح وطلاق کو عمل مین نہین لایا تو معلوم ہوا کہ تمام مردون
کی فطرت اور اصلی طبیعت اِس کی مقتضی ہی کہ اپنی جورؤن سے بغیر کسی سبب
قوی کے جدا نہون اور انھین طلاق نہ دین پس اسی طبیعت اور جبلّت اصلی
انسانی پر اعتماد کرکے شریعتِ اسلام نے کوئی وجہ جوازِ طلاق کے لئے مقرر

نہین

مقرر نہین کی کہ خود طبیعت مرد کی بغیر کسی وجہ قوی کے عدم مفارقتِ زوجہ اور عدمِ طلاق پر مجبور ہی اور امام حسن علیہ السلام کا حال بطورِ نادر کے واقع ہوا ہی۔ علاوہ اسپر آنحضرت نے ایسی حدیثین ارشاد فرمائی ہین جن سے مستنبط ہوتا ہی کہ بلا سبب طلاق دینا غیر اولی اور نامناسب اور مکروہ ہی۔ اور طلاق اُس صورت مین بہتر ہے جب آپس مین شوہر اور زوجہ کے اتفاق ہونے کی اُمید نہو چنانچہ شرحِ لمعہ کی کتاب الطلاق مین بیانِ اقسامِ طلاق مین مذکور ہی۔ واما مکروہ وہو الطلاق مع التیام الاخلاق اے اخلاق الزوجین فانہ ما من شئی مما احلہ اللہ تعالی ابغض الیہ منہ وذالک حیث لاموجب لہ۔ حاصل اس کا یہہ ہی کہ طلاق مکروہ وہ ہی جو باوجود ملتے اخلاق زن وشوہر کے یعنے باوجود اتفاق فیما بین طلاق دیجائے کیونکہ حلال چیزون سے کوئی چیز خدا کے نزدیک زیادہ ناگوار طلاق سے نہین ہی اور یہہ اُس مقام پر ہی جہان کوئی باعث طلاق کا نپایا جاے اور یہہ تھوڑی عبارت کے بعد منقول ہے واما سنۃ وہو الطلاق مع الشقاق بینہما وعدم رجا الاجتماع والوفاق والخوف من الوقوع فی المعصیۃ۔ یعنے طلاق سنت وہ ہی جو آپس کی نااتفاقی اور ناامیدیِ موافقت اور معصیتِ خدا مین واقع ہونے کے خوف سے دی جائے۔

ثانیاً حضرت امام حسنؑ پر بھی کثرتِ طلاق سے کوئی تعریض اس لئے نہین ہوسکتی کہ ممکن اور محتمل ہی کہ آپ نے جتنے طلاقین کہی ہین بسبب شقاق اور عدم رجائے اجتماع ووفاق کے کہے ہین۔ اور عدمِ روایتِ شئی عدمِ وقوعِ شئی پر دلالت نہین کرتا۔ اور اقلاً اگر مخاطب ثابت کرتا کہ آپنے بلاضرورت وبلاسبب طلاقین

دی ہین تو البتہ تعریض اُس کی قابل لحاظ ہوتی۔

قولہ صن ۱۵۰ فصل سیزدہم عورات کی حیثیت۔ الخ

اقول یہہ اخیر فصل ہے جس مین مخاطب نے اپنی دانست مین یہہ امر ثابت کرنا چاہا ہے کہ شریعت اسلام عورتونکو مطلقاً برا کہتی ہے اور اُن کا کچھہ حق ثابت نہین کرتی، اُنکے ساتھہ بہت سختی کرتی ہے اور شریعت عیسوی اُس کے خلاف مین عورتون کو مطلقاً نیک بتاتی ہے اِس بیان مین مخاطب نے ۴ صفحہ سیاہ کرکے اپنی کتاب کو ختم کیا ہے۔ حالانکہ دعوی مخاطب سراسر باطل اور قول اُس کا محض جھوٹ ہے شریعت اسلام نے عورتون کو مطلقاً برا نہین کہا نہ اُن کے ساتھہ کوئی سختی کی ہر اِسی طرح انجیل سے مطلقاً عورتون کا نیک ہونا مخاطب ثابت نہین کرسکتا اور بالفرض اگر انجیل سے یہہ امر ثابت بھی ہوجاے تو بالکل انجیل کی قباحت اور بیان امر خلاف حقیقت ثابت ہوگا۔

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نکرد ٭ بندہ اِس مقام پر کتب معتبرہ اہل اسلام سے چند وہ حدیثین نقل کرتا ہے جن مین عورتون کی تعریف بیان کی گئی ہے اور اُن کے حقوق کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے۔

پہلی حدیث عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلعم استوصوا بالنساء خیراً فانہن خلقن من ضلع۔ الحدیث مشکوۃ باب عشرۃ النساء فصل اول۔ یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ وصیت قبول کرو عورتون کے بارہ مین نیکی کی۔

دوسری حدیث عن عایشہ قالت قال رسول اللہ صلعم خیرکم خیرکم لاہلہ فاما

خیرکم لاہلی۔ مشکوۃ باب مذکور فصل مذکور یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ تم سب مین بہتر وہ شخص ہی جو اپنی اہل کے ساتھہ زیادہ نیکی کرتا ہے پس تحقیق کہ مین اپنی اہل کے نسبت زیادہ نیکی کرنے والا ہون تم سے۔

تیسری حدیث عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجہا او عبدا علی سیدہ مشکوۃ باب مذکور فصل دوم حاصل یہہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ نہین ہی ہم سے وہ شخص جو مکر سے زن و شوہر مین یا غلام و آقا مین فساد ڈالدے۔

چوتھی حدیث عن عایشہ قالت قال رسول اللہ صلعم ان من اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ۔ مشکوۃ باب مذکور فصل مذکور یعنے آنحضرت نے فرمایا مومنین مین کامل تر از روی ایمان کے وہ شخص ہی جو سب مین زیادہ خلیق ہو اور سب مین زیادہ مہربان اپنے اہل کے ساتھہ ہی۔

پانچوین حدیث عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلعم اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائہم۔ کتاب ایضا باب ایضا فصل حاصل بعض حدیث یہہ ہی جو اپنی عورتون کے ساتھہ سب سے زیادہ نیکی کرتے ہین وہ تم سب سے اچھے ہین۔

چھٹی حدیث عن النبی قال من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذی جارہ واستوصوا بالنساء خیرا۔ صحیح بخاری کتاب النکاح یعنے حضرت نے فرمایا کہ جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتا ہی وہ چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دے اور وصیت قبول کرو تم عورتون کے بارے مین بہتری کی۔

ساتوین حدیث عن النبی صلعم قال کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالامام راع وہو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی اہلہ وہو مسئول الحدیث۔ صحیح بخاری کتاب النکاح۔ حاصل یہہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت مین ہر پیشوا سے اُس کی رعیت کے بارہ مین پرسش ہوگی اور ہر مرد سے اُس کی اہل کی نسبت پوچھا جائیگا

آٹھوین حدیث عن ابی عبد اللہ ع قال اتقوا اللہ فی الضعیفین یعنے بذالک الیتیم والنساء، من لایحضرہ الفقیہ باب الوصیۃ بالنساء۔ یعنے امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو دو ضعیفون کے بارہ مین یعنے یتیم اور عورات۔

نوین حدیث عن ابی جعفر ع قال قال رسول اللہ اوصانی جبرئیل بالمرأۃ حتی ظننت انہ لاینبغی طلاقہا الا من فاحشۃ مبینہ۔ کتاب ایضاً باب حق المرأۃ علی الزوج۔ یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے عورتون کے بارہ مین سقدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ جب تک بدکاری ظاہر اُن سے ہنو انکا طلاق دینا سزاوار نہین ہی۔

دسوین حدیث عن ابی عبد اللہ یقول اکثر الخیر فی النساء کتاب مذکور باب کثرۃ الخیر فی النسا یعنے امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ نیکی کی زیادتی عورتون کے بارے مین ہے۔

گیارہوین حدیث قال ع (اے اباعبد اللہ) ملعون ملعون من ضیع من یعول وقال رسول اللہ صلعم خیرکم خیرکم لاہلہ وانا خیرکم لاہلی۔ کتاب ایضاً باب یعنے امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عیال کو ضایع کرے وہ ملعون ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو تم مین سب سے زیادہ اپنی اہل کے ساتھہ نیکی کرے

کرے وہ تم سب سے زیادہ نیک ہی۔

بارہوین حدیث و فرمود (امام جعفر صادق ع) کہ زن صالحہ و بجز صالحہ ہیچ یک قیمت ندارد۔ زن صالحہ طلا و نقرہ قیمت اونیست بلکہ او بہتر است از طلا و نقرہ۔ و زن غیر صالحہ بخاک ہم نمی ارزد بلکہ خاک بہتر از وست۔ کتاب حلیۃ المتقین باب چہارم فصل دوم۔

تیرہوین حدیث شخصی بخدمت حضرت رسول صلعم آمد و گفت زنی دارم کہ ہرگاہ بخانہ میروم مرا استقبال میکند و چون بیرون می آیم مرا مشایعت میکند و چون اندوہگین می بیند می گوید چہ غم داری اگر برائے روزی غم میخوری خدا یتعالی متکفل روزی تو و دیگران است و اگر برائے آخرت غم میخوری خدا غم ترا زیادہ کند۔ حضرت فرمود کہ خدا یتعالی کارکنان دارد و این زن از کارکنان خدا است و نصف ثواب شہید دارد۔ کتاب باب فصل ۔۔

چودہوین حدیث منجملہ اُن وصیّتون کے جو عورتون کے بارہ مین حضرت امیر المومنین علی مرتضی ع نے امام حسن ع سے کی ہین یہہ ہے "و بایشان خدمتی کہ بغیر از آنچہ تعلق بدیشان دارد مگزار کہ این از برائے حال ایشان و خوشنودی ایشان و حسن و جمال ایشان بہتر است زیراکہ زن گل است خدمتگار نیست الحدیث کتاب ایضاً باب ایضاً فصل ۔۔

ان احادیث معتبرہ و صحیحۂ فریقین سے صاف ظاہر ہی کہ شریعت اسلام نے عورتون کے حقوق کی بہت رعایت کی ہی اور اُن سے حسن سلوک اور نیکی معاشرت کی سخت تاکید کی ہی۔ آور عقل سلیم خود حاکم ہی اور تجربہ کامل خود شاہد ہے کہ

ہر عورت ایک طرح پر نہین ہوتی ایمن اچھی بھی موجود ہین اور بری بھی اور جسقدر شریعت اسلام نے عورتون کے احکام بیان کئے ہین وہ عقلاً نہایت زیبا بلکہ ضروری و لازمی ہین بخلاف مذہب عیسائی کے کہ اُس نے عورتون کے بارہ مین اسقدر تساہل کیا ہے جو عقلاً بالکل ناروا ہے مثل شتر بے مہار کے انھین ایسا چھوڑ دیا ہے کہ یہہ جو چاہین کرین کوئی پوچھہ نہین سکتا اور یہہ امر عقلاً تمدن اور معاشرت کے خلاف ہے بلکہ اُس کا مخرب فافہم ولاتکن من الغافلین

فائدہ جاننا چاہیئے کہ قرانِ شریف مین جو یہہ آیت نازل ہوئی ہی یعنے اِنَّ کیدکنَّ عظیم ۔ یعنے مکر تم عورتون کا بہت بڑا ہی ۔ اس سے کوئی شبہ نکرے کہ خداوند عالم نے تمام عورتون کو مکار کہا ہے یہہ شبہ بالکل غلط ہی کیونکہ یہہ کلام ہرچند خداوند عالم کا ہی مگر اُس نے عزیز مصر شوہر زلیخا کے کلام کی نقل کی ہی یعنے عزیز مصر نے چند اُن عورتون سے جو اُس کے مخاطب تھین کہا کہ تمھارا مکر بڑا ہے پس یہان (کنّ) سے مراد نہ کل عورتین ہین نہ یہہ مقولہ خدایِ تعالی کا ہے ۔

اس مقام پر ہم اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک بڑے محقق عیسائی کی شہادت پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہی کہ شریعت اسلام نے عورتون کی حالت پر بھی نہایت عمدہ اثر ڈالا اور اُنھین ایک معتدبہ فائدہ پہنچایا ۔

تاریخ تمدن عرب مصنفہ ڈاکٹر لی بان صاحب و مترجمہ مولوی سید علی صاحب بلگرامی کے بابِ چہارم فصل اول ص ۳۶۵ بیانِ تعددِ ازواج مین مذکور ہے وہ اس رسم کا نتیجہ یہہ ہے کہ بمقابل

یورپ کے مشرق مین عورتون کا اعزاز بھی زیادہ ہے"

اور اسی باب کی دوسری فصل صفحہ ۳۶۸ مین مرقوم ہے جس کا عنوان یہہ

ہے "اسلام کا اثر مشرقی عورتون کی حالت پر"

"اسلام نے اِس رسمِ تعددِ ازواج کو جو پہلے سے چلی آتی تھی قبول کرنے پر اکتفا نہین کی بلکہ اِس نے مشرقی عورتون کی حالت پر بہت کچھہ مفید اثر ڈالا۔ بعوض انہین ذلیل کرنے کے جیسا کہ آج کل بے سمجھے بوجھے کہدیا جاتا ہے اِس نے عورتون کی تمدنی حالت اور اُن کے درجہ کو بہت کچھہ ترقی دی۔ مثلاً قرآن کے احکامِ وراثت جن کا بیان اوپر ہوچکا ہے بمقابل قانونِ یورپ کے عورتون کے حق مین بہت زیادہ مفید ہین قرآن نے بشکت مثل کل قوانین یورپ کے جن مین طلاق جائز کی گئی انھین علیحدہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن احکامِ طلاق مین صریحاً اصرار کیا گیا ہے کہ مطلقہ عورتون کے ساتھہ منصفانہ برتاو کیا جائے۔ عورتون کی حالت پر اسلام کے اثر کو دریافت کرنے کا عمدہ طریقہ یہہ ہے کہ ہم معلوم کرین کہ قبل از اسلام انکی کیا حالت تھی" الخ۔

اور پھر لکھا ہے کہ "زمانۂ جاہلیت مین عورتین انسان اور حیوانات کے درمیان ایک قسم کی مخلوق سمجھی جاتی تھی جن کا مصرف محض ترقیِ نسل اور مردونکی خدمت تھا۔ لڑکیون کا پیدا ہونا ایک بدنصیبی خیال کی جاتی تھی۔ اور اُنکو زندہ دفن کرنے کی رسم بہت عام تھی۔ یہہ دفن کردینے کا حق اُسی طرح حاصل تھا جیسے کُتیا کی جھول کو پانی مین ڈبودینے کا۔ **موسیو کوسان دی پرسوال** نے آنحضرت اور قیس بن عاصم تمیمی کے مکالمہ کو نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربون کا خیال لڑکیون کے

بارے مین کیا تھا۔ آنحضرت اس وقت ایک لڑکی کو زانو پر بٹھائے کھلا رہے تھے۔ قیس نے
پوچھا "یہ کس جانور کا بچہ ہے جسے آپ کھلا رہے ہین" آنحضرت نے جواب دیا
"یہ میرا بچہ ہے" قیس نے کہا "باللہ العظیم میری بہت ایسی لڑکیان ہوئین لیکن مین نے
ان سبکو زندہ دفن کر دیا اور کسیکو بھی نہ کھلایا" آنحضرت نے فرمایا "اے بدبخت
معلوم ہوتا ہی اللہ تعالے نے تیرے دلمین کسی قسم کی محبت انسانی نہین پیدا کی۔ تو ایک
نعمت عظمی سے جو انسان کو دی گئی ہے محروم ہے" اگر ہم معلوم کرنا چاہین کہ اسلام
نے عورتون پر کیا اثر ڈالا تو ہمین تمدن اسلامی کے زمانہ مین اُن کی حالت کو دیکھنا چاہیے
اقوال مورخین سے جن کو اب ہم نقل کرینگے معلوم ہوگا کہ تمدن اسلام مین عورتون کو
بالکل وہی مرتبہ دیا گیا تھا جو انھین بہت دنون بعد یورپ مین حاصل ہونے والا تھا
یعنی بعد اس کے کہ اندلس کے عربون کا سپاہیانہ برتاو یورپ مین جاری ہوا۔ ہم
دیکھ چکے ہین کہ اہل یورپ مین سپاہیانہ اخلاق جس کا ایک بڑا جز عورتون کا برتاؤ
تھا عربون سے آیا اور وہ مذہب عیسائی نہ تھا جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا ہے بلکہ اسلام
تھا جس نے عورتون کو اُن کی اُس وقت کی گری ہوئی حالت سے ترقی دی

اوائل ازمنۂ متوسطہ کے سردار اگرچہ وہ عیسائی تھے عورتون کا مطلق پاس
نہین کرتے تھے اور ہماری پرانی تاریخون کے پڑھنے سے اس مین مطلق شک وشبہ
نہین رہتا۔ قبل اس کے کہ عربون نے عیسائیون کو عورتون کا لحاظ سکھایا
ہمارے زمانہ قدیم کے امرا و جنگجو اُن سے بہت ہی بری طرح سے پیش آتے تھے مثلاً **گاران لے ہرین**
کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ **شارلمین** کے عہد مین عورتون کے ساتھ کیا برتاؤ ہوتا تھا
اور خود شارلمین اُنکے ساتھ کیا برتاؤ کرتا تھا۔ شارلمین نے ایک دن

بہن

بہن کے ساتھ مباحثہ مین اس پر حملہ کیا اُس کے بال پکڑ لئے۔ اُسے خوب مارا
اور اپنے لوہے کے دستانے سے اُس کے تین دانت توڑ ڈالے۔ البتہ
اِس ہاتا پائی مین خود اُس کے بھی دو چار گھونسے لگے۔ ہمارے اِس زمانے کا
کوئی گاڑی بان بھی کسی عورت کے ساتھ ایسا وحشیانہ برتاو نکریگا۔
تمدنِ عرب کے زمانۂ عروج مین عورتون کا اعزاز اِس سے بھی ثابت ہی کہ
اُن مین بکثرت پڑھی لکھی اور علوم ادب مین ماہر عورتین پائی جاتی تھین" الخ اور
پھر ص ۳۷۲ سے ص ۳۷۴ تک مرقوم ہے کہ "وہ عربون کے جانشینون
علی الخصوص ترکون کے وقت مین خلفا کے پُرانے تمدن مین کسی قدر انحطاط
آیا اور عورتون کا درجہ بھی گھٹ گیا لیکن مین ثابت کرون گا کہ اِس پر بھی خود
ترکون مین اُن کی حالت یورپ کی عورتون سے بہتر ہی۔ جو کچھ اوپر لکھا جا چکا
اُس سے معلوم ہوگا کہ اگر اُن کی قدر گھٹی تو دینِ اسلام کی وجہ سے نہین بلکہ
دینِ اسلام کے انحطاط کی وجہ سے۔ پس ہم نے ثابت کر دیا کہ ہمارا پہلا
قول بالکل صحیح ہے کہ اسلام نے عورتون کے درجہ کو گھٹانے کے بدلے
بڑھا دیا ہی۔ یہہ رائے ہمنے پہلے ظاہر نہین کی ہے بلکہ ہمسے پہلے۔ موسیو
کوسان دی پرسوال کا بھی یہی خیال تھا۔ اور حال مین موسیو مارتھا لیمی سلینٹ
ہیلیر نے بھی یہی راے ظاہر کی ہی۔ اسلام نے عورتون کی حالت کی بہت
اصلاح کی ہی۔ اور یہی مذہب ہی جس نے ایسا کیا۔ بہت آسانی سے ثابت
ہوسکتا ہی کہ کل اور مذاہب مین اور کل اور اقوام مین جو عربون سے پہلے
تھین عورتون کی حالت بہت ابتر تھی۔ ہم نے اپنی اخیر تصنیف مین

اِس مسئلہ کو اچھی طرح بیان کیا ہی اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو یقین دلانے کے لئے ہم اُس تحریر کا برسبیل اختصار اعادہ کرتے ہین۔ یونانی عموماً عورتون کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے جنکا مصرف صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا۔ اگر کسی عورت کا بچہ خلافِ فطرت پیدا ہوتا تو اُس عورت کو مار ڈالتے تھے۔ موسیو تراپ لانگ لکھتے ہین "اسپارٹا مین اُس بدنصیب عورت کو جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی اُمید نہوتی مار ڈالتے تھے" وہی مصنف لکھتا ہی "جس وقت کسی عورت کا بچہ ہوچکتا تھا تو فوائدِ ملک کی غرض سے اُسے دوسرے شخص کی نسل لینے کے لئے اُس کے خاوند سے عاریتہً لے لیتے" یونانی اپنے اعلی سے اعلی تمدن کے زمانہ مین بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہین کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے بجز ان طوائف کے اور عورتون مین کسی قسم کی تعلیم و تربیت بھی نہ تھی۔ زمانہ قدیم کے کل مقننون نے عورتون کے ساتھ ایسی ہی سختی کی ہی۔ ہندوٗن کا قانون کہتا ہی "طوفان۔ موت۔ جہنم۔ زہر۔ زہریلے سانپ ان مین سے کوئی اسقدر خراب نہین ہے جتنی عورت" کتابِ مقدس بھی کچھہ اِس سے کم سخت نہین ہی اِس مین بھی لکھا ہی کہ "عورت موت سے زیادہ تلخ ہی" عہدِ قدیم کے باب واعظ مین لکھا ہی "جو کوئی خدا کا پیارا ہی وہ اپنے کو عورت سے بچائیگا۔ ہزار آدمیون مین مین نے ایک خدا کا پیارا پایا ہی لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک عورت بھی ایسی نہین پائی جو خدا کی پیاری ہوتی" اور مختلف اقوام کی مثال بھی عورتون پر کچھہ زیادہ

مہربان نہین ہی۔ چینیون مین مثل ہے وہ اپنی بی بی کی بات تو سنی چاہیے
لیکن اُسے ہرگز یقین نہ کرنا چاہیئے،، روسی مثل ہی وہ دس عورتون مین
ایک روح ہوتی ہی،، اطالیون کا قول ہی نہ گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اُسے مہمیز کی
ضرورت ہی۔ عورت اچھی ہو یا بری اُسے مار کی ضرورت ہی،، اسپینی زبان مین مثل ہی وہ بری عورت
سے بچنا چاہیے مگر اچھی صورت پر بھروسہ نکرنا چاہیئے،، ہنود۔ یونانی
رومی۔ اور اقوام حال کے کل قوانین نے عورت کو لونڈی یا طفل نا
بالغ تصوّر کیا ہی۔ منو کا قانون کہتا ہی وہ عورت صغرسنی مین باپ کی
مطیع ہی جوانی مین شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹون کی اور اگر بیٹے نہون
تو اپنے اقربا کی۔ کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لایق نہین کہ خود مختار طور پر
زندگی بسر کر سکے۔ یونانی۔ اور رومی قانون قریب قریب اسیطرحہ ہین
روم مین مرد کی حکومت اپنی بی بی پر جابرانہ تھی۔ عورت ایک لونڈی کی
حیثیت رکھتی تھی جس کا کوئی حصہ معاشرت مین نہ تھا۔ سوا شوہر کے کوئی اُسکے
افعال کا فیصلہ کرنے والا نہ تھا اور شوہر کو پورا حق اُسکی جان پر بھی حاصل
تھا۔ قانون یونان مین عورتون کی حالت اس سے کچھ بہتر نہ تھی اور
اُنھین کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا یہان تک کہ حق وراثت بھی نہین دیا
گیا تھا،، الخ۔

خاتمہ الحمد للہ تعالی کہ اس حقیر نے تمام تعریضات کو کرسچن
ڈاکٹر احمد شاہ کے نہایت روشن وجہون سے باطل کر دیا اور جس
کتاب کو وہ ممتنع الجواب جانتا تھا وہ کتاب بادنی توجہ محکم دلیلون سے

منقوض ہوگئی۔ اب بندہ چاہتا ہی کہ اس مقام پر واسطے ملاحظہ صاحبانِ عقل
و انصاف کے بعض علمائے نصاریٰ کے وہ اقوال پیش کرے جو محض از
راہِ منصفی مذہبِ اسلام کی توصیف مین صادر ہوئے ہین تاکہ تمام عقلا
و منصفین کو معلوم ہو جائے کہ فی الحقیقت مذہبِ اسلام ایسے عمدہ اصول
پر مبنی ہی کہ اُس کے مخالفین بھی اُسکی تعریف بغیر رہ نسکے۔ ع
الفضل ما شہدت بہ الاعداء

اول کتاب تائید المحمد و القرآن جسے **جان ڈیون پورٹ صاحب**
ایک محقق عیسائی نے تصنیف کیا ہی خاص اسلام اور شارعِ اسلام
علیہ السلام کی توصیف و تعریف سے مملو ہی بندہ بعض بعض مقام سے
اُس کی عبارت نقل کرتا ہی۔

کتابِ مذکور صفحہ ۲ تا ۴ مین اسلام سے پہلے کا حال اِس طرح مرقوم
ہی "وہ زمانہ سلف مین اہلِ عرب ایک خدا یعنے خالقِ آسمان و زمین کی
پرستش کرتے تھے مگر آخر کار اُنھون نے وہ پرستش چھوڑ دی اور جنون
کے واسطے جنھین وہ خدا کے بیٹے کہتے تھے مندر بنائے اور یقین کرنے
لگے کہ یہ شیاطین سیارون اور ستارون مین رہتے ہین اور زمین
پر حکمرانی کرتے ہین سب جائے ایک ہی دیوتا نہین پائے جاتے تھے بلکہ ہر ایک
قوم اور ہر ایک خاندان کے خاص خاص دیوتا اور اوتار تھے اور اُن پر
انسان کی قربانیان چڑھائی جاتی تھین۔ اہلِ عرب کو نہ عقبیٰ کا نہ دنیا کے
مخلوق ہونے کا یقین تھا۔ عیاشی اور قزاقی کا ہر جا زور تھا۔ اور چونکہ

موت کو ہستی کا انجام محض خیال کرتے تھے لہذا نہ نیکی کی جزا مانتے تھے نہ بدی کی سزا۔ اسی طرح سوء اعتقادی اور بدمذہبی اُن یہودی اور عیسائیون مین بھی پائی جاتی تھی جنھون نے یہان مدت سے سکونت اختیار کی تھی اور زور پکڑا تھا۔ یہودیون نے اہل روم کے ظلم سے اس سرزمین مین جہان ہر ایک کو آزادی حاصل تھی پناہ پکڑی تھی۔ عیسائی لوگ بھی پوچھتر اور ایرین کے مذہب والون کے ظلمون سے اور تکرار سے بچنے کو یہان آ چھپے تھے مذہب عیسائی سے زیادہ اُس زمانہ مین کوئی چیز بالتصریح خراب نہ تھی وہ دونون شاخین مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا اور افریقہ مین پھیل گئی تھین اُنھون نے طرح طرح کی بدعتین اور بداعتقادیان اختیار کر لی تھین وہ ہمیشہ باہم مباحثون اور مناقشون مین مصروف رہتے تھے ان کے پادریون کی بے اعتدالی اور عہدون کی فروخت اور جہالت نے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور عیسائی لوگون کو نہایت بدردیہ کر دیا تھا عرب کے جنگلون مین جاہل اور مجنون راہب بکثرت تھے اور بیہودہ خیالون اور منصوبون مین اپنی اوقات بسر کیا کرتے تھے اکثر اِن لوگون کے غول کے غول شہر مین آکر اپنے توہمات اہل شہر کو تلوار کے ذریعہ سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے۔ نہایت ذلیل بُت پرستی نے اُس سادی پرستش کی جگہہ چھین لی تھی جس مین حضرت عیسی نے خداے تعالی قادر مطلق اور بیمثال اور نفع رسان کی بندگی کا حکم کیا ہے۔ اِن عیسائیون نے اپنے خیال مین ایک نیا اولمپس قایم کر لیا تھا اور اُسکو اپنے مذہب کے اولیا اور شہدا

پوچھتر ایک فرقہ تھا عیسائیون مین جو حضرت عیسی کی دو ذاتین اور دو مرضی مانتا تھا سوائے ایک ذات کے ... حضرت عیسی کی ذات کو ... خدا و انسان کی دو ذاتین ... مگر ان دونون مین ... مرکب ...

اولمپس ایک پہاڑ کا نام ہے ... جو یونان مین ہے اور ... دیوتا ... کا مسکن خیال کرتے تھے

اور لاٹ سے آباد خیال کرتے تھے - جیسا بت پرست اپنے دیوتاؤن سے اولمپس کو آباد سمجھتے تھے - اِس زمانے مین ایسے بھی عیسائی تھے جو جوزف کی بی بی مین دیوی کے صفات قایم کرتے تھے تبرکات اور کھنچی اور تراشی تصویرون کو وہی لوگ پوجتے تھے جنکو حضرت عیسی نے فرمایا تھا کہ تم اپنی دعا صرف زندہ خدا سے کیا کرو - اسکندریہ اور حلب اور دمشق مین مذہب عیسائی کا یہہ حال ہو رہا تھا کہ آپ کی ولادت کے زمانہ مین تمام آدمیون نے اپنے مذہبون کے اصول چھوڑ دئے تھے اور لا انتہائی جھگڑون اور فروع مین مصروف رہتے تھے - اہل عرب کو یہہ معلوم نہ تھا کہ ہم اپنے مذہبون کی بڑی اصل یعنے خدا تعالے کی خالص پرستش بھولگئے ہین اور سوء اعتقادی اور بدعات کے لحاظ سے اپنے بت پرست ہمعصرون کے مساوی ہین " ملخصاً

اور صفحہ (۳) کے حاشیہ مین مذکور ہے کہ " اُس عیسائی فرقہ کو جو حضرت مریم مین دیوی کے صفات قائم کرتے تھے مرئی نایٹ یعنے مریمی کہتے ہین - کہتے ہین کہ اِن لوگون کا یہہ قصد تھا کہ مسئلہ تثلیث مین بجاے روح القدس کے حضرت مریم کو داخل کرین " بندہ کہتا ہے کہ اِن حالات اور واقعات سے اہل عقل سمجھ سکتے ہین کہ اُس زمانہ مین کسقدر ضرورت ایک نبی برحق کی تھی جو ہادی راہِ مستقیم ہو اور تمام بدعتون اور ضلالتون کو دفع کرکے پھر اُسی خالق یکتا اور بےمثل کی پرستش سکھلائے - اِس کے بعد کتاب مذکور مین جان ڈیون پورٹ صاحب نے آنحضرت کی پیدایش اور بعض پیشین گوئیون کا حال اور آپ کی بعثت اور صورت نزول وحی کی لکھکر صفحہ ۱۶ مین کہا ہے کہ " یہہ بات آپ کی

Margin notes: ۵ یعنے آنحضرت صلعم — یعنے ترجمہ — صاف

صاف باطنی پر خوب دال ہو کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ آپ کے دوست
اور اہلِ خاندان تھے جو آپ کی عادات سے خوب واقف تھے اگر معاذ اللہ آپ
فریبی ہوتے تو یہہ لوگ آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے ۔" اور پھر آنحضرت کی بعض سوانح
عمری کے ذکر کے بعد صفحہ ۴۵ مین لکھتے ہین کہ "ٹامس کارلائل صاحب
نے جو آپ کا ذکر لکھا ہے وہ ایسا عجیب ہے اور اُس مین اسقدر انصاف پایا جاتا
کہ ہم اُسے اس جگہہ بغیر لکھے نہین رہ سکتے اُس کا قول ہے کہ اس صحرانشین شخص
مین صرف سیر چشمی اور صاف باطنی اور بلند نظری ہی نہ تھی بلکہ اور بات بھی تھی
آپ نہایت سنجیدہ تھے اور اُنمین سے تھے جنکا شعار متانت ہے اور جنکو خدا تعالی
نے اپنے ہاتھہ سے صاف باطن خلق کیا ہے اور لوگون کا قاعدہ ہے کہ وہ قواعدِ
قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہین مگر آپ صرف حق پر عملدر آمد کرتے تھے
مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور اُس کے خوفون اور شان و شوکت
سے خوب واقف تھے روایاتِ قدیمہ اصلِ حقیقت سے اس بات کو آپ سے
مخفی نکر سکتی تھین اس طرح کی صاف باطنی فی الحقیقت خدا ہی کی طرف سے
محمول ہو سکتی ہے ایسے آدمی کی آواز براہِ راست خدا ہی کی آواز ہے آدمی کو
اُسکی تعمیل کے بغیر بن نہین آتی اور تمام چیزین اُس کے مقابل مین بے اصل محض
ہین قدیم سے آنحضرت کے دل مین ہر سفر مین اور ہر جگہہ ہزار ہا خیالات رہتے
تھے آپ سوال کیا کرتے تھے کہ مین کیا ہون اور یہہ لاانتہا چیز جسے لوگ دنیا
کہتے ہین اور جس مین رہتا ہون کیا ہے زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے مجھے کس
بات کا یقین کرنا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے ۔ جبلِ حرا اور جبلِ سینا کے

ٹامس کارلائل صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور ریت نے اس سوال کا جواب نہ دیا اور آسمان نے بھی جو معہ اپنے ثوابت و سیار کے گردش کرتا ہے اس کا ہرگز جواب نہ دیا صرف آنحضرت کی روح اور اللہ تعالی کے الہام کو جو اُس مین تھا جواب دینا پڑا الخ۔

اور صفحہ ۵۳ مین اس طرح مرقوم ہے "روایت ہے کہ لبید ابو ربیعہ متوطن یمن جو سبعہ معلقات کے مصنفین مین ایک مصنف تھے ہنوز بت پرست تھے کہ آنحضرت نے عموماً اپنی شرع جاری فرمائی سبعہ معلقہ مین سے ایک قصیدہ کا مطلع یہہ ہے "تمام تعریفین جو خدا سے علاقہ نہین رکھتین بیہودہ ہین اور تمام منافع جو اُس کے طرف سے نہین آتے نقصون کا سایہ ہین" چند روز تک کوئی ایسا شاعر نملا جو اُسکے مقابل مین قصیدہ لکھتا مگر آخر کار قرآن شریف کی سورت موسوم برات ۵۴ دروازۂ کعبہ کو چپکا دی گئی اور لبید پہلی ہی چند آیتین پڑھکر ایسا شرمندہ ہوگیا کہ اُس نے اقرار کرلیا کہ یہہ آیتین بغیر خدا کے الہام کے نہین ہوسکتین اور اُسی وقت اسلام قبول کرلیا قرآن شریف کی وہ آیتین جن کے سبب سے یہہ شخص اسلام لایا یہہ ہین الخ"

اور اسی صفحہ کے حاشیہ مین لکھا ہے "یہہ جو لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت نے قرآن شریف ایک عیسائی راہب اور عبداللہ سلام ایک فارسی یہودی کی مدد سے لکھا ہے یہہ قول اپنی خود تکذیب کرتا ہے کیونکہ یہہ بات قابل اعتبار نہین ہے کہ عربی زبان کی خوبی دو غیر ملک کے آدمیون سے حاصل

۵۳ ابو ربیعہ لبید بن ربیعہ ہوا
۵۴ سورت برات کا ہمیشہ سورت توبہ کہلاتا ہے

کیجاے

کیجائے جن مین سے ایک ملکِ شام کا رہنے والا تھا اور دوسرا فارس کا
اور صفحہ ۵۶ مین مذکور ہی "قرآن شریف مین صرف احکامِ مذہبی اور
تہذیب اخلاق ہی کا ذکر نہین ہی بلکہ گبن صاحب کا قول ہی کہ اوقیانوس
سے گنگا تک قرآنِ شریف مجموعۂ قوانین مانا جاتا ہی یہہ نہین کہ اس مین صرف
فقہی مسئلہ ہون بلکہ قوانینِ دیوانی اور فوجداری اور رضا مین بھی درج
ہین اور وہ قاعدے جو آدمیون کے اعمال اور مال کی نسبت مقرر کیئے گیئے
ہین اور خدا تعالی کی بے زوال رضا سے بنائے گیئے ہین یا بہ تبدیل
الفاظ ہم اِس مطلب کو اسطرح بیان کر سکتے ہین کہ قرآن شریف مسلمانون
کا مجموعۂ قوانینِ عامہ ہی اُس مین قوانینِ مذہبی اور سلوکِ باہمی اور فوجداری
اور دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزادہی سب موجود ہین اور
مذہبی رسمون سے لیکر معاملاتِ دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہی
اور قرآن نجاتِ روح ہی اور صحتِ جسمانی اور حقوقِ عامہ اور حقوقِ شخصی
اور نفع رسانی خلایق اور نیکی اور بدی اور سزاے دینی و دنیوی سب
چیزیر حاوی ہی" الخ۔ اور صفحہ ۵۷ مین مسطور ہی کہ "رینان
صاحب کا قول ہی کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام مین بالکل پادری پن نہ تھا
اور آپ سے زیادہ کوئی اُن رسمون کا دشمن نہ تھا جو مذہب کی تائید کے
بہانے اُس کی ہیئتِ اصلی بالکل خراب کر دیتے ہین اِس سئنے فرقہ
مین یعنے عیسائی لوگون مین اُن کے قانون کے موافق پادریون کے اعزاز
واکرام کی بالکل اصل نہ تھی۔ اِنکا حکم تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بھائی کہین

حضرت عیسی نے انکو کہا ہے کہ وہ اپنے ہم مذہبون کو آقا اور باپ[۵۱] کہنے سے باز رہین
کیونکہ آقا حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور صرف خدا باپ ہے لہذا اسلام مین
پادری بالکل نہین ہین۔" اور صفحہ ۵۸ مین مرقوم ہے کہ "آنحضرت بڑے
موحد تھے آپ نے بتون اور آدمیون اور سیارات اور ثوابت کی پرستش
کی بالکل ممانعت فرمائی اور یہہ اس وجہ سے کہ ہر حادث کو فنا اور ہر طالع
کو غروب لازم ہے اور جس چیز مین کہ خراب ہونیکا مادہ ہے اسکو زوال ضرور
ہے۔ آنحضرت خداے یکتا کی پرستش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی
نہ کوئی شکل مقرر ہے اور نہ جگہ اور نہ اس کی اولاد ہے۔ اور بالعکس ہمارے دل
کے پوشیدہ بھید سے واقف ہے قدیم ہے حادث نہین ہے اور اسکو
ذاتی کمال عقلی حاصل ہے" الخ۔ اور صفحہ ۵۹ مین لکھا ہے کہ "قرآن شریف
کا سب سے بڑا مضمون خداے تعالی کی وحدانیت اور آنحضرت کی رسالت
ہے وہ اپنے تئین نبی اور خدا کا رسول سمجھتے ہین آپ فرماتے ہین کہ چونکہ عیسائیون
نے غلطی سے مسائل وحدانیت اور رسالت کو خراب کر دیا اس مین مسئلہ تثلیث
داخل کر دیا خداے تعالی نے چاہا کہ وہ اپنے سچے مسئلون کو بغیر گواہی کے چھوڑے
لہذا اسنے اپنے نبی کو بھیجا کہ وہ انھین دوبارہ قایم کر دے یہی دلیل ہے کہ مسلمان
لوگ قرآن شریف کے رد سے اپنے کو برخلاف خوش عقیدہ عیسائیون کے موحد
کہتے ہین اور عیسائیون کو مشرک کہتے ہین کیونکہ آنحضرت کے قول کے موافق
عیسائی لوگ خداے تعالی کے سوا اور کو بھی پرستش مین شامل کر لیتے ہین چنانچہ
آنحضرت فرماتے ہین "[۵۲] اے اہل الکتاب یعنی اے یہودیو اور عیسائیو تم اپنی

[۵۱] یہودی اپنے پادریون کو ربی یعنی آقا کہتے ہین اور عیسائی باپ کہتے ہین"

[۵۲] سورۂ سوم یعنی سورۂ آل عمران"

پرستش مین حد سے زیادہ تجاوز نکرو جب تم خداے تعالی کا ذکر کرو تو ایسی بات
نکہو جو حق تعالی کے خلاف ہو عیسی مسیح ابن حضرت مریم علیہا السلام صرف
خدایتعالی کے نبی ہین تم صرف خداے تعالی اور اُس کے نبیون کا یقین کرو
اور مسئلہ تثلیث کا ذکر نکرو تم اپنی تقریر کو حد سے نہ بڑہنے دو خدایتعالی
واحد ہی تمام تعریف اُسی کو سزاوار ہی اور اُس کا کوئی بیٹا نہین ہی"
اور صفحہ ۵۹ کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ "پٹوین اور گبن اور نورٹن
صاحب اور اور مؤرخین نے یہہ بات بڑی محنت سے ثابت کی ہی کہ
تین لوگون کی انجیل مین (جون صفحۂ اول درس) جو مسئلہ تثلیث کی بنا ہی
بالکل مصنوعی ہی اور کان مٹ صاحب خود اس بات کا مقر ہی کہ اِس
درس کو مین نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ مین نہین پایا حضرت عیسی علیہ
السلام نے صرف خداے تعالی کی وحدانیت تلقین کی تھی مگر پال اور
جون حواریون نے جو افلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی
وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اُس مین افلاطون کے
غیر مفہوم مسئلہ کو جو تثلیث کا مسئلہ تھا داخل کر دیا بنیاد مسئلہ یہہ ہی
کہ افلاطون نے اللہ تعالی کی دو صفتون کو دو جسم فرض کیا ہی۔ اگر لوک
صاحب کی راے درست ہی کہ مسلمان حضرت عیسی کی رسالت کے قائل
ہین اور اُن کے معجزون کا دل سے یقین کرتے ہین تو وہ عیسائی ہین"
اور صفحہ ۶۰ مین مذکور ہی کہ "قرآن شریف کا بڑا مسئلہ خدایتعالی
کی توحدانیت ہی آنحضرت فرماتے ہین کہ میری رسالت کی اصل غرض

یہہ ہی کہ خداے تعالی کی وحدانیت کو پھر قایم کردن اور یہہ بھی ارشاد فرماتے
تھی کہ صحیح مذہب ایک سے زیادہ نہین ہوسکتا اور اگرچہ بعض قوانین اِس مین
خداے تعالی کی ہدایت کے موافق تبدیل ہوجاتے ہین مگر اُسکی اصل کبھی نہین
بدلتی کیونکہ وہ بیزوال اور حق ہی اور جب کبھی مذہب حق کے اصول مین فرق
آگیا خداے تعالی نے اُس کے درس کے واسطے نبی بھیجے تا کہ وہ آدمیون
کو یہہ مذہب تلقین کرین اِن سب مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت
عیسی علیہ السلام میرے ظہور تک سب سے زیادہ بزرگ رہے آنحضرت نے
کبھی یہہ نہین مشہور کیا کہ مین ایک نئے مذہب کا موجد ہون بلکہ برخلاف اسکے
یہہ فرمایا کہ میرا مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہی جو مجھے
جبرئیل نے بتایا۔
قرآن شریف کی اصل غرض یہہ ہی کہ کتب آسمانی کی تصحیح کرے جن مین آن
حضرت فرماتے تھے کہ یہودیون اور عیسائیون نے تحریف کردی ہے'' الخ
اور صفحہ ۶۲ مین مرقوم ہے کہ ''عیسائی جس قدر بے انصافی قرآن
شریف کی تہذیب کے اعتراض کرنے مین کرتے ہین اُسی قدر بےانصافی
سے اُس کے مسئلون پر اعتراض کرتے ہین'' اور صفحہ ۶۳ مین مسطور ہی
کہ ''منجملہ محاسن اور خوبیون قرآن شریف کے جس پر اہل اسلام
کو ناز کرنا بجا ہے دو باتین نہایت عمدہ ہین۔ اول قرآن شریف کی وہ
خوش بیانی جس مین خداے تعالی کا ذکر ہی اور جس کے سُننے سے آدمی
کے دل پر ایک طرحکا اثر پیدا ہوتا ہی اور خوف آتا ہے۔ اور جس عبارت مین

خداتعالے

خدا ے تعالی کی نسبت اُن جذبون کا مغلوب ہونا نہین منسوب کیا گیا ہی جو انسان
کے واسطے مختص ہین۔ دوسرے تمام قرآنِ شریف اُن خیالات اور الفاظ
اور قصص سے مبرا ہی جو خلافِ تہذیب خیال کئے جاسکتے ہین مگر افسوس یہہ
عیب یہودیون کی مقدس کتابون مین اکثر واقع ہین حقیقت مین قرآن شریف
اِن عیوب سے ایسا مبرا ہی کہ اُس مین ذرا سی بھی حرف گیری ناممکن ہی اور اگر ہم
اُسے اول سے آخر تک پڑہین تو کہین ایسی بات نہ واقع ہوگی کہ جس سے ہنسی آجا ے
وہ مذہب جس کی قرآنِ شریف نے بنا ڈالی ہی اُس مین کمال وحدانیت ہے
اور اُس مین خدا ے تعالی کا مضمون سمجھنے مین کچھہ دقت نہین ہے۔ اہل اسلام
کے نزدیک اللہ تعالی کی یہہ صفت ہی کہ وہ ہر مقام پر موجود ہی اور اُسی کے حکم سے
تمام عالم کا انتظام قایم ہی" الخ اور صـ ۶۵ مین مذکور ہی کہ "فی الحال
یہہ امر بخوبی دریافت کرنا ممکن ہی کہ اِسقدر آدمیون نے کیون اسلام قبول
کرلیا مگر یہہ ہوسکتا ہی کہ ہم بعض بڑے بڑے سبب اِس جگہہ لکھین۔ اول سبب
تو یہہ ہی کہ تمام قرآنِ شریف خداے تعالی کے بیان اور ایسے سنجیدہ مضامین
سے پُر ہی کہ جن کے پڑھنے سے ہر آدمی کے دل پر ایک خاص طرح کا اثر ہوتا ہی
مگر جب اُسے اُن لوگون نے پڑہا جو اپنے اہلِ شہر یہودیون اور عیسائیون کے
ربط و ضبط کے سبب سے اپنے قدیم سوء اعتقادیون اور بت پرستی سے
متنفر تھے تو اُنھین اور بھی اپنے مذہب کی بے بنیادی ثابت ہوگئی۔ دوم
یہہ کہ اِس مذہب مین تمام اُن مذاہب کے عمدہ مسئلے اور رسوم اور روایتین
چنکر رکھی گئی ہین جو اُس زمانہ مین عرب مین رائج تھین۔ سوم قرآن شریف ایسی

ایسی حاوی کتاب ہی کہ اُس مین معاملاتِ دینی و دنیوی سب موجود ہین۔ بعض
مورخ یہہ کہتے ہین کہ اِن سببون کے سوا لوگون کے زیادہ تر اسلام قبول کرنیکا
یہہ باعث ہی کہ آنحضرت نے اِس مذہب مین ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی
اجازت دی ہی۔ مگر غیر متعصب اور اہلِ انصاف اِسے خیالِ بیہودہ سمجھتے ہین کیونکہ
یہہ بات ثابت ہوجائے گی کہ آنحضرت نے کبھی اِس قسم کی ترغیب پر اپنے
مذہب کی رواج دہی کے واسطے اعتماد نہین کیا۔ ہمین یہہ نہین چاہیئے کہ ہم اِس
معاملہ مین عیسائیون کے زہد و تقوی یا اہلِ یورپ کی رسم و رواج کو دیکھ
کر رائے لگا دین جب اہلِ عرب مین ایک سے زیادہ نکاح کرنے کا رواج
قدیم سے چلا آتا تھا اگر آنحضرت نے بھی اِس امر کا حکم دیا تو اِس سے آپ
کے معتقدین کو کیا زیادہ آزادی حاصل ہوگئی بلکہ آپ کے احکام نے اِس
بات مین یعنے کثرتِ نکاح مین جس کا اہلِ مشرق مین بہت رواج تھا کمی
کردی اُس زمانہ کے غیر تربیت یافتہ قومون مین اکثر حرام کاری کا بہت رواج
تھا اور وہ اپنے رشتہ دار عورتون سے خراب ہوا کرتے تھے مگر جب آپنے
اِن باتون کی ممانعتِ قطعی فرمائی تو وہ بالکل معدوم ہوگئی اِس سے صاف
ظاہر ہی کہ آپ کے زمانہ مین تہذیب کو ترقی ہوئی اور زوال نہین ہوا۔ پارسا
مسلمان ستّواک مذہب والون کے مشابہ ہوتے ہین آبی کیوریَن مذہب
والون کے سے نہین ہوتے۔ کوئی آدمی ایسا نہین ہی کہ جو قرآن کی تالیف
کو پڑہے اور اُس کے دل پر خوف کا اثر نہو،، اور صفحہ ۶۸ مین لکھا ہی
کہ وہ یہہ بات سچ ہی کہ اگر بجاے اہلِ عرب اور ترک کے اہلِ یورپ یا ایشیا کے

یہہ لوگ ہر قسم کی نفسانی ... ستواک ... مذہب والون ...

کے مالک ہوتے تو وہ اسلام کو اِس طرح نہ رہنے دیتے جسطرح مسلمانون نے مذہبِ عیسائی کو رہنے دیا ہی کیونکہ دیکھو کیسی بیرحمی ہے وہ اپنے اُن ہم مذہبون پر ظلم کرتے ہین جنہین وہ خیال کرتے ہین کہ مذہبِ حق پر نہین ہین جورد صاحب فرانسیسی کا قول ہی کہ وہ ظلم جو اہلِ عرب نے عیسائیون پر کیا اور وہ ظلم جو پوپ کے معتقدین نے پوروٹسٹنٹ عیسائیون پر کیا اُس کا ہرگز مقابلہ نہین ہو سکتا۔ واڈزائی کے محاربون مین صرف سینٹ بارتھولومیو کے عرس کے دن جو قتل ہوا اُس مین اتنی خونریزی ہوئی کہ اہلِ عرب نے اتبک اسقدر عیسائی نہین قتل کئے الخ۔ اور صفحہ ۶۹ مین مسطور ہی کہ وہ عیسائی مؤرخون کو خود اِس بات کا اقرار ہی کہ جوہین عیسائی مذہب بادشاہون وغیرہ نے قبول کرلیا تو وہین اُسکی صفائی اور سادگی کم ہوگئی جس کا کتبِ آسمانی مین مذکور ہی غرور اور لالچ اور فساد نے معلمانِ مذہب کے دل مین جاے پکڑی اور اُسمین بحثین اور تکرارین شروع ہوگئین فلٹش صاحب کی راے ہی کہ قسطنطین کے زمانہ سے بہت پہلے بھی اکثر عیسائی لوگ خراب ہوگئے تھے اور اُن کے اصولِ مذہب مین فتور آگیا تھا مگر بعد ازان جب اُس نے معلمانِ مذہب کی بہت قدر کی اور اُنھین اعلیٰ اعلیٰ مرتبے دیئے تو یہہ لوگ دولت کے خواہشمند اور اختیاراتِ ملکی کے شایق ہوگئے اور اُنھون نے مذہبِ عیسائی کو خراب کردیا۔ چھٹی صدی مین آنحضرت مشرق مین پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے مذہب کو قایم کیا اور بت پرستی کو ملکتِ ایشیا اور افریقہ اور مصر کے اکثر حصون سے بالکل نیست و نابود کردیا چنانچہ اِن ملکون مین اتبک خداتعالےٰ

واحد اور حقیقی کی پرستش جاری ہی۔ لاکھون آدمیون کے دلمین اس عرب کے
نبی کی ظاہری اور باطنی برکتون نے جگہہ پکڑی اور ہماری صاف باطنی اس امر
کی مقتضی ہی کہ ہم یہہ خیال کرین کہ حقیقت مین آپ کے معتقدین آپ کی نبوت
کے دل سے قائل تھے اور یہہ سچ جانتے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہی اور
آپ سچے نبی ہین ضرور ہی کہ مشرکون کو آپکا مذہب بسبب اُس کے عمدہ قوانین
اور قواعد کے خدا کی طرف سے الہام ہوتا معلوم ہوا ہوگا۔ آپ کا مذہب
زردشت[۱۵] کے مذہب سے زیادہ صاف اور حضرت موسے کے مذہب سے
زیادہ پاک معلوم ہوتا تھا" الخ۔ اور صـ ۷ مین مرقوم ہی کہ "آنحضرت
کے مذہب کی صداقت اس بات سے اور بھی معلوم ہوتی ہی کہ اگرچہ اِس
مذہب کو نکلے ہوئے ایک عرصہ دراز منقضی ہوا مگر اسمین اور مذہبون کے مانند
خالق کی جاے مخلوق کی پرستش نہوئی اور اہل اسلام نے اپنے وہم اور
قیاس کی متابعت نہین کی اور خداے تعالی کی پرستش پر قایم رہے
اور اُس کی جاے بتون کو نہ پوجنے لگے۔ اِن کے عقیدے کی بنیاد یہہ
چند الفاظ ہین جنکا ترجمہ یہہ ہی "مین خدا اور اُس کے نبی محمد کا یقین کرتا ہون"
یہہ جو اکثر مؤرخون نے لکھا ہی اور اب بھی بہت لوگ یقین کرتے ہین کہ یہہ
قرآنی مذہب صرف تلوار کے ذریعہ سے شایع ہوا ہی یہہ بات بالکل غلط ہی
کیونکہ ہر ایک غیر متعصب آدمی ادنی فکر مین معلوم کر سکتا ہی کہ آنحضرت کا مذہب
ایسا تھا کہ جس مین انسان کا قربانی اور خونریزی کی جاے نماز اور زکوٰۃ قایم
کی گئی تھی اور ہمیشہ کے جھگڑون اور قضیون کی جگہہ باہمی اخلاص اور محبت کی

[۱۵] زردشت موجد مذہب آتش پرستان ہین

بنیاد

بنیاد ڈالی گئی تھی اور یہی باعث ترقی کا ہوا تھا۔ حقیقت مین یہہ مذہب اہلِ مشرق
کے واسطے سرتاپا برکت تھا اور آنحضرت نے ہرگز اسقدر خونریزی نہین کی جسقدر
موسیٰ علیہ السلام نے بت پرستی کی بیخ کنی کے واسطے کی تھی لہذا یہہ بات بالکل
بیہودہ اور بیجا ہی کہ ہم خدایتعالی کے اُس نمونہ قدرت کی کسرِ شان کرین اور جا بالآ
اُسکی بات مین گفتگو کرین جسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھہ انسان کی راے
اور دلمین اثر ڈالنے کے واسطے پیدا کیا تھا جب ہم اِس تمام مضمون کو خیال
کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کیسے عجب طور سے آپنے ظہور کیا اور ترقی پائی تو ہمین
بے شبہہ بہت تعجب ہوتا ہی اور اسمین شک نہین معلوم ہوتا کہ جن لوگون نے
مذہب اسلام اور عیسائی دونون کی کتابون کو پڑہا ہی اُنھین بیشک یہہ شبہہ
ہوتا ہوگا کہ کونسا مذہب اِن دونون مین صحیح ہی اور اُنھین یہہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا
کہ مذہبِ اسلام بہت عمدہ مطالب کے واسطے ایجاد کیا گیا ہی "الی آخرہ
بندہ کہتا ہی کہ جب اہلِ انصاف وعقل عیسائیون کی کتابون مین مسئلہ تثلیث
کو دیکھتے ہونگے اور عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت اور خدا کی ابوبیت کے خلاف
عقل مسائل پر نظر ڈالتے ہون گے تو اُنھین یقین کرنا پڑتا ہوگا کہ عیسائیون کا مروجہ
مذہب بالکل باطل ہی اور وہ جب مسلمانون کے اعتقادِ توحید حقیقی و تنزیہ
حضرتِ باری کو ملاحظہ کرتے ہون گے تو یقین فرماتے ہون گے کہ مذہب
اسلام بہت سچا مذہب ہی اور یہی اہل اسلام فی الحقیقت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے بھی پیرو ہین نہ عیسائی۔ المختصر اِس مصنف نے
یعنے جان ڈیون پورٹ صاحب نے اپنی تمام کتاب جسکا ترجمہ ۱۴۵

مضمون مین ہوا ہی مذہب اسلام اور شارع اسلام کی حقیقت کے بیان مین بھر دی ہی۔ اور محض ایک عیسائی عالم ہونیکے سبب سے اِس مصنف کے اقوال لائق غور و تامل نہین ہین بلکہ ہر قول اس مصنف کا مدلل بدلیلِ محکم اور بوجہ بوجہ روشن ہی لہذا ہر ذیفہم و انصاف کو لازم ہی کہ اس منصف مزاج عیسائی کے اقوال کو بنظرِ غور ملاحظہ فرما کر راہِ حق اختیار فرمائے اور کج بحثی اور باطل گوئی سے اجتناب کرے۔

ثانیاً ڈاکٹر لی بان صاحب جو ایک بڑے محقق اور مؤرخ عیسائی مذہب کے ہین تاریخ تمدنِ عرب صفحہ ۱۲ سے ۱۲۷ تک مین کہتے ہین

فصل دوم فلسفہ قرآن اور اشاعتِ قرآن۔

اگر اسلام کے اصلی اعتقادات کو دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ اسلام گویا ایک قسم کا مذہبِ عیسائی ہی جس مین سے مشکلات اور پیچیدگیان نکال ڈالی گئی ہین۔ البتہ اسلام مین اور عیسائی مذہب مین فروعات کے فرق بہت سے ہین اور ایک بہت بڑا فرق اصولی بھی ہی یعنے اسلام مین خالص اور پاک وحدانیتِ باریتعالی ہی۔ خداے واحدِ مطلق سب چیزون سے برتر ہی اور اُس کے اِرد گرد نہ ملائکہ ہین نہ اولیا اور نہ ایسے اشخاص جو واجب التعظیم ہون اور فی الواقع تمام مذاہب عالم مین یہہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہی کہ اُس نے پہلے پہل وحدانیتِ خالص و محض کی اشاعت دنیا مین کی۔ اسی خالص وحدانیت کی وجہ سے اسلام کی ساری سادگی اور ساری شان ہی اور یہی سادگی باعث ہوئی ہی اسلام کی قوت اور اسلام کی مضبوطی کی

یہہ وحدانیت محض ایسی آسانی سے سمجھہ مین آجاتی ہی کہ اس مین کسی قسم کا کوئی
بھید یا معما نہین ہے اور نہ اس مین اُن متضاد چیزون کے ماننے کی ضرورت
ہی جو دوسرے مذاہب مین واقع ہوتی ہین اور جنھین عقلِ سلیم قبول نہین کرتی
ایک خداے واحدِ مطلق معبود۔ تمام بندے اُس کی نظرون مین برابر۔ بہت
تھوڑے سے ارکانِ دین۔ جن کا بجا لانا واجب ہی اور اُن کے بجا لانے کی
جزا بہشت ہی۔ اور اُن کے نہ بجا لانے کی سزا جہنم۔ اس سے زیادہ صاف
وسادہ اور غیر مبہم کونسا مذہب ہو سکتا ہی۔ ایک ادنی نومسلم بھی وہ
کسی فرقہ کا کیون نہو بخوبی اپنے اعتقاداتِ مذہبی سے واقف ہی اور اُن
کو چند لفظون مین صراحت کے ساتھہ بیان کر سکتا ہی۔ برخلاف اس کے
اگر کسی عیسائی سے مسئلہ تثلیث یا مسئلہ تبدیلِ جنس یا مثل ذلک اعتقادی
معمون کی بابت پوچھا جائے تو جب تک وہ علمِ کلام سے ماہر نہو اور منطق
کی تمام باریکیون پر عبور نرکھتا ہو ہرگز جواب نہ دیسکیگا (بندہ کہتا ہی کہ جو شخص
جسقدر علمِ کلام کا ماہر اور منطق کی تمام باریکیون پر عبور رکھتا ہوگا اُسیقدر
اس مسئلہ تثلیث اور تبدیلِ جنس وغیرہ کو ابعد از عقل اور محالات قطعیہ سے
جانیگا) اسلام کی وضاحت اعتقادات اور اُسکے ساتھہ دوسرون کے
مقابل مین نیکی اور انصاف جس کی مُہر اس مذہب پر کی گئی ہی اسکی عالمگیر
اشاعت کا بہت بڑا باعث ہوا۔ یہی خاصیت اسلام کی تھی جس نے اُن
تمام قومون کو جو مصریون کی طرح شاہنشاہانِ قسطنطنیہ کے وقت سے
چلے آتی تھین دعوتِ نبوی ہونے کے ساتھہ ہی مسلمان ہوجانے پر آمادہ

کر دیا حالانکہ ایسی کوئی مثال کسی قوم مسلم کی خواہ وہ فاتح ہو یا مفتوح موجود نہین
ہی جس نے کبھی دینِ عیسوی کو قبول کیا ہو۔ کسی مذہبی کتاب کے فوائدِ عامّہ کا
اندازہ کرتے وقت یہہ نہین دیکھنا چاہیئے کہ اُسمین فلسفی خیال کیسے ہین (کیونکہ
یہہ عموماً بہت ہی کمزور ہوا کرتے ہین) بلکہ یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جن اعتقاداتِ
دینی کی تعلیم اِس کتاب مین کی گئی ہی اُنھون نے دنیا مین کیا اثر پیدا کیا
اور جسوقت اسلام کو اس نظر سے دیکھین تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے اُن مذاہب
مین جنھون نے قلوب پر حکومت کی ہی یہہ بھی ایک نہایت عالیشان مذہب
ہی۔ البتہ اسلام مین بھی نیکی انصاف عبادت۔ وغیرہ وغیرہ کی ایسی ہی تعلیم
ہی جیسے کل ادیان مین لیکن یہہ تعلیم ایسی سادگی اور وضاحت کے ساتھہ
کی گئی ہی کہ ہر شخص کی سمجھہ مین آجاتی ہی۔ اسلام قلوب مین اِس قسم کا
زندہ اور پر زور جوشِ ایمان پیدا کر دیتا ہی کہ پھر اُس مین مطلقاً شک اور
تذبذب کی گنجایش نہین رہتی۔ اسلام کا ملکی اور تمدنی اثر فی الواقع
بے حد و بے پایان ہی۔ بزمانۂ جاہلیت مین عربستان کا ملک چھوٹے چھوٹے
خود مختار صوبون اور قبیلون مین منقسم تھا جو ہمیشہ ایک دوسرے سے
لڑا کرتے تھے ظہورِ پیغمبرِ اسلام سے ایک صدی کے اندر عربون کا ملک
دریاے سندھ سے اندلس تک پہونچ گیا تھا اور اُن تمام شہرون مین جہان
اسلامی پرچم جلوہ فگن تھا ایک حیرت انگیز ترقی نظر آتی تھی اسکی وجہ یہہ ہی
کہ اسلام وہ مذہب ہی جس کے اعتقادات کو مسائل علوم طبعی کے ساتھہ پورا توافق
ہی اور اِن اعتقادات کا مدعا یہہ ہی کہ ہمارے اخلاق کو نرم کرین اور ہم مین نیکی

نیکی اور انصاف اور دوسرے مذاہب کی رواداری پیدا کرین اس مین شک
نہین کہ فلسفیانہ خیال سے مذہبِ بدھ کے اعتقادات کو تمام سمیاطیقی مذاہب
کے اعتقادات پر ترجیح ہی لیکن اس کے ساتھ ہی جب مذہبِ بدھ کو عوام الناس
کی سمجھ کے مطابق بنانیکی ضرورت پڑی تو اس مین ایک انقلابِ کلی کرنا پڑا جس کا
نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ ترمیم شدہ مذہب اسلام سے بہت گھٹ گیا۔ جس تمدن کو
خلفاے اسلام نے قایم کیا اُسکی وہی سرگزشت ہی جو تمام اُن تمدنون کی جو
وقتاً فوقتاً دنیا مین آتے ہین۔ ہوا کرتی ہے یعنے وہ پیدا ہوا بلوغ کو پہنچا اسمین
انحطاط آیا اور وہ مر گیا۔ وہ بھی اس گردِ روزگار مین جا ملا جس مین پرانے
تمدن پڑے ہوئے ہین۔ لیکن مذہبِ اسلام کے اعتقادات کو زمانہ نہ مٹا سکا
اور آج بھی ان کا اثر ویسا ہی پر زور ہی جیسا پہلے تھا۔ ہمارے اس زمانہ مین جبکہ
اسلام سے کہین پرانے مذاہب کی حکومتین قلوب پر سے کم ہوتی جاتی ہین قانونِ
اسلام کی وہی پہلی حکومت اس وقت تک قایم ہی۔ دنیا مین اس وقت مسلمانون
کی تعداد دس کرور نفوس سے زیادہ ہی عربستان مصر شام فلسطین
ایشیاے کوچک ان سب ملکون مین تقریباً یہی مذہب ہے ہندوستان کے
ایک بہت بڑے حصہ مین روس مین چین مین اور افریقہ کے اُس کل حصہ مین
جو خطِ استوا کے شمال واقع ہوا ہی مسلمان موجود ہین۔ ان مختلف اقوامِ عالم
مین جو اسلامی قانون کے پابند ہین دو چیزون نے باہم اتفاق پیدا کر رکھا ہے
اولاً زبان عربی اور ثانیاً حج بیت اللہ جہان تمام عالم کے مسلمانون کو یکجا ہونا پڑتا ہی
ہر ایک مسلمان کو وہ کسی فرقہ کا کیون نہو ضرور ہی کہ قرآن مجید کو عربی مین پڑھ سکے اور

اسی وجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ زبانِ عربی تمام عالم مین مروّج ہی۔ اگرچہ پیروانِ اسلام
اس وقت بہت ہی مختلف اقوام اور اجیال کے اشخاص ہین لیکن ان سب مین
ایک قسم کا اندرونی تعلق ہی کہ اگر ضرورت پڑے تو یہ سب بہت آسانی کے
ساتھہ ایک پرچم کے نیچے جمع ہوسکتے ہین۔ اشاعتِ قرآن اور دینِ اسلام
کی حیرت انگیز سرعت نے مؤرخینِ مخالف کو نہایت تعجب مین ڈالا ہی اور بجز اسکے
کوئی توجیہ اُن سے بن نہ پڑی کہ اِس مذہب مین شہواتِ نفسانی کی باگ ڈہیلی
کردیگئی ہی جس کی وجہ سے عوام کی رغبت اِس کی طرف ہوئی اور علاوہ اِس کے مذہب
بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہی۔ لیکن یہہ امر نہایت آسانی کے ساتھہ ثابت ہوسکتا ہی
کہ اُن کا یہہ خیال بالکل بے بنیاد ہی۔ محض قرآن کے پڑہنے سے معلوم ہوسکتا
ہی کہ اسکی اخلاقی تعلیم ہرگز اور کتبِ دینیہ کی تعلیم سے سختی مین کسیطرح کم نہین
البتہ قرآن نے تعددِ ازدواج کو قبول کرلیا ہی لیکن یہہ وہ رسم ہی جو قبل از
اسلام کل مشرقی اقوام مین موجود تھی اور قرآن کا اُسے جایز رکہنا کوئی جدید فائدہ
کی بات نہ تھی۔ اخلاقی آزادی کی بابت جو کچھہ اعتراض اسلام پر ہوا ہی اس کا جواب
ایک مدت ہوئی دیا جاچکا ہی علی الخصوص اُس مشہور فلسفی اور عالم بیل نے
اِس پر ایک عمدہ بحث کی ہی۔ اِس امر کو ثابت کرنے کے بعد کہ اسلام مین روزہ
ترکِ مسکرات اور دیگر افعالِ اخلاقی کے متعلق احکام بمقابل دوسرے مذاہب
کے بہت زیادہ سخت ہین بیل لکہتا ہی ود فی زمانا یہہ خیال کرنا کہ اسلام نے
جس سرعت کے اور جس وسعت کے ساتھہ ترقی کی وہ محض اس وجہ سے تھی
کہ اِس مذہب نے انسان کو مطلق العنان کردیا اور افعالِ نیک و بد کی پابندی

اُٹھا دی اور اپنے پیرووں کو برے کام کرنے کے لئے آزاد کر دیا۔ اپنے کو بالکل دھوکے مین ڈالا ہی۔ ہاٹنگر نے ہمین ایک لمبی چوڑی فہرست اُن اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانون مین بطور مقولون کے رائج ہین اور بلا خوشامد مذہبِ اسلام کہا جاسکتا ہی کہ ان مقولات سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب اور بدی سے محترز کرنے کے لئے نہین ہوسکتا۔ اسی سلسلہ مین مین یہہ کہونگا کہ وہ نعمتین جن کا وعدہ پیغمبرِ اسلام نے اپنے پیروون کے لئے جنت مین کیا ہے ہرگز اُن سے کم نہین جن کا وعدہ انجیل مین عیسوئون کے لئے کیا گیا ہی۔ وہ (یعنی جنتی) ایک ایسی حالت مین ہون گے جس کی لذتین کل اُن چیزون سے مافوق ہین جن کا مشاہدہ انسان کی آنکھون نے کیا ہے۔

جس وقت ہم فتوحاتِ عرب پر نظر ڈالین گے اور اُن کی کامیابی کے اسباب کو اُبھار کر دکھائین گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعتِ مذہب مین تلوار سے مطلق کام نہین لیا گیا۔ کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی مین آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اقوامِ عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کر لیا اور بالاخر اُن کی زبان کو بھی اختیار کیا تو یہہ محض اِس وجہ سے تھا کہ اُنھون اپنے جدید حاکمون کو اُن قدیم حاکمون سے جن کی حکومت مین وہ اُسوقت تک تھے بہت زیادہ منصف پایا اور نیز اُن کے مذہب کو اپنے مذہب سے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا۔ یہہ امر تاریخ سے ثابت ہوچکا ہے کہ کوئی مذہب بزورِ شمشیر نہین پھیل سکتا۔ جسوقت عیسوئون نے اندلس کو عربون سے فتح کر لیا اُس وقت اِس مفتوح قوم نے جان دینا

قبول کیا لیکن مذہب کا بدلنا قبول نہین کیا۔ فی الواقع دین اسلام بعوض اسکے
کہ بزور شمشیر پھیلایا گیا ہو محض بہ ترغیب اور بزور تقریر شایع کیا گیا ہی۔ اور
یہی ترغیب تھی جس نے اقوام ترک و مغل کو بھی جنھون نے آگے چل کے عربون
کو مغلوب کیا دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر دیا۔ ہندوستان مین جہان
عربون کا محض گزر ہی ہوا تھا اسلام نے اسقدر ترقی کی ہی کہ اسوقت پانچ
کرور سے زیادہ مسلمان اِس ملک مین موجود ہین اور اُن کی تعداد ہر روز بڑھتی
جاتی ہے اگرچہ انگریز اس وقت ملک پر حکومت کر رہے ہین اور اُن کے
ساتھ پادریون کی ایک فوج موجود ہے جس کا کام مسلمانون کو عیسائی
بنانا ہے تاہم اِس کی کوئی سچی مثال نہین پائی جاتی کہ پادری اپنے
ارادہ مین کامیاب ہوئے ہون۔ چین مین بھی اشاعت اسلام کچھ کم نہین
ہوئی۔ ہماری کتاب کے ایک دوسرے حصہ مین معلوم ہوگا کہ اِس ملک
مین بھی اسلام کس قدر جلد پھیلا اگرچہ عربون نے چین مین گز بھر زمین پر بھی
قبضہ نہین کیا تاہم اِس وقت چینی مسلمانون کی تعداد دو کرور نفوس
سے زیادہ ہے۔

تقدیر کے اعتقاد کا الزام جو اسلام پر لگایا گیا ہے یہ بھی اور الزامات کی
طرح جن کا جواب دیا جا چکا ہی بہت ہی خفیف الزام ہے ہم نے قضا و
قدر کے متعلق جو آیات قرآنی جمع کی ہین اُن مین ہرگز اُس سے زیادہ نہین
ہی جتنا کتاب مقدس مین موجود ہے کیا فقیہ اور کیا فلسفی (علی الخصوص تو ہم)
اِس امر کے قائل ہین کہ دنیا مین سلسلۂ واقعات معین ہے اور اُس مین کوئی

کوئی تغیر نہین ہو سکتا۔ خود لوتھر جو بانی ہے اصلاحِ مذہبِ عیسوی کا لکھتا ہی
وہ کتابِ مقدس کی ساری شہادتین مسئلہ اختیار کے بالکل خلاف مین واقع
واقع ہین۔ ایسی شہادتین بے انتہا مقامات پر موجود ہین بلکہ ساری کتاب
ان سے مملو ہے،، تمام اقوامِ عالم کی مذہبی کتابون مین تقدیر کا مسئلہ موجود
ہی قدماے روم و یونان نے اُس کا نام قسمت رکھا تھا اور اُسے ایک ایسی
قوت فرض کر لیا تھا جو تمام چیزون کی سرتاج تھی اور جس کی اطاعت انسانون
اور دیوتاؤن دونون پر لازم تھی جن واقعات کو قسمت مقرر کر دیتی تھی وہ ہمیشہ
وقوع مین آتے تھے۔ اڈیپس کو جس وقت صداے غیبی نے یہہ سنا دیا کہ وہ
خود اپنے باپ کو قتل کریگا اور اپنی مان سے شادی کریگا تو پھر اس کا نالہ و
فریاد کرنا لاحاصل تھا بے رحم قسمت نے جو کچھ ٹھہرا دیا اُس سے کوئی مفر
نہ تھا۔ تقدیر کو مذہبِ اسلام مین کچھ اُس سے زیادہ وقعت نہین دیگئی ہے
جو اُس نے اور مذاہب مین پائی ہی بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ اسے اسلام نے
اُتنی بھی وقعت نہین دی جتنی آج کل کے اُن علما نے دی ہے جن کا قول
بہ تبعیت لاپلاس اور لائپ نٹز یہ ہی اگر کوئی ایسا عقلمند شخص فرض کر لیا
جاے جو کسی آنِ واحد مین کل اُن قوتون کا علم حاصل کر سکے جو کائنات مین
موجود ہین اور نیز کل اُن اجسام کے مواقع سے واقف ہو جن پر قوتین عمل کر رہی ہین
اور اس کے ساتھہ اسمین یہہ صلاحیت بھی ہو کہ ان کل قوتون اور اجسام کو ایک
دوسرے سے علیحدہ کر کے دیکھ سکے تو ایسا شخص عاقل اس قسم کا ایک ہی قاعدہ
بنا سکتا ہی جو بڑے بڑے اجرامِ سماوی اور نیز باریک سے باریک ذرہ

کی حرکت پر حاوی ہو سکے۔ ایسے شخص کے سامنے کوئی چیز مشکوک حالت مین نہین رہ سکتی اور ماضی و مستقبل دونون اُس کی آنکھون کے سامنے ہون گے"۔ مشرق کا مسئلۂ تقدیر جو فلسفۂ عرب اور نیز بہت سے اُن فلسفیون کی بنیاد ہی جن کے مصنفین نے حقایقِ اشیا پر غور کی ہے فی الواقع ایک قسم کی تسلیم و رضا ہی جس سے غرض یہہ ہی کہ انسان اپنی موجودہ حالت پر بیجا شور و غل نہ مچاے۔ فی الواقع یہہ ایک مسئلۂ اخلاقی ہی نہ اعتقادی... زمانہ جاہلیت مین بھی عرب تقدیر کے قائل تھے اور اس مسئلہ کا اثر نہ تو عربون کی ترقی پر تھا اور نہ اُن کے تنزل پر ہونا چاہیئے"۔ انتہی بلفظہٖ۔

اور اسی کتاب یعنے تمدنِ عرب کے صفحہ ۱۲۴ کے حاشیہ مین مصنف کہتا ہی کہ "وہ اُن آیاتِ قرآن مین جو اوپر نقل کی گئین ہم دیکھ چکے ہین کہ پیغمبرِ اسلام نے اپنے ماقبل کے مذاہب کی اور علی الخصوص مذہبِ یہود و نصاری کی بے انتہا رواداری کی ہی یہہ اُس قسم کی رواداری ہی جو مذاہب کے بانیون مین نہایت ہی شاذ ہے۔ اور ہم آگے چلکر دیکھین گے کہ آنحضرت کے اِن احکام کی پابندی آپ کے جانشینون نے کس درجہ کی ہی۔ کُل اُن مسلم اور غیر مسلم مؤرخین نے جنھون نے عربون کی تاریخ کو بغور پڑھا ہی اِس رواداری کا اعتراف کیا ہی مندرجہ ذیل اقوال سے جنکو ہم نقل کرتے ہین اور جن کے مثل اور بہت اقوال موجود ہین معلوم ہوگا کہ ہماری یہہ راے صرف ایک ذاتی راے نہین ہی۔ رابرٹسن اپنی تاریخ چارلس پنجم مین لکھتا ہی "وہ مسلمان ہی تھے جن مین اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھہ رواداری لی ہوئی تھی ایک طرف تو وہ اپنے

پیغمبر کے دین کو بزورِ شمشیر پھیلاتے تھے اور دوسری طرف اُن اشخاص کو جو اُسے قبول نہین کرتے اپنے اصلی ادیان پر قایم رہنے دیتے تھے،، **میشو** اپنی تاریخ جنگِ صلیبی مین لکھتا ہے ،، احکامِ قرآنی جو مذہب کے مقابل مین تلوار سے لڑنا سکھاتے ہین جملہ دین کی نہایت رواداری کرتے ہین اِن احکام کے رو سے بطریقون اور راہبون اور اُن کے ملازمون کو جزیہ معاف ہی آنحضرت نے اپنے پیرون کو خاص طور پر راہبون کے قتل کرنے سے ممانعت فرمائی کیون کہ یہہ لوگ نماز پڑہنے والے تھے۔ جس وقت حضرتِ عمر نے بیت المقدس کو فتح کیا تو اُنھون نے عیسائیون کو مطلق نہین ستایا۔ برخلاف اِس کے جب صلیبیون نے اُسی شہر مقدس کو لیا تو اُنھون نے نہایت بیرحمی سے مسلمانون کا قتلِ عام کیا اور یہودیون کو جلا دیا،، **میشو** رہبان اپنی کتابِ مذہبی سفرِ مشرق مین لکھتا ہی کہ ،، عیسائیون کے لیئے نہایت افسوس کی بات ہی کہ مذہبی رواداری جو مختلف اقوام مین ایک بڑا قانونِ مروت ہی اِن کو مسلمانون نے تعلیم کی۔ یہہ بھی ایک ثواب کا کام ہی کہ انسان دوسرے کے مذہب کی عزت کرے اور کسیکو مذہب کے قبول کرنے پر مجبور نکرے،، انتہی بلفظہ۔

بندہ کہتا ہی کہ یہہ تمام کلامِ صداقت نظام ایک ذی انصاف عیسائی محقق یعنے ڈاکٹر لی بان کا نہایت غور اور لحاظ کرنے کے لایق ہی کہ جسمین اسکی عقلِ سلیم اور انصاف نے حق گوئی پر اُسے مجبور کر دیا ہے اور مجھے امید ہی کہ بعد غور و لحاظِ کامل کے ہر منصفِ عاقل بے تامل یہہ فیصلہ کردیگا کہ مذہبِ اسلام نہایت سچا مذہب ہی اور شارعِ اسلام بیشک سچے اور برحق نبی ہین۔۔۔

ثالثاً آنزیبل سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محمد مین لکھتے ہین کہ وہ "ہم بلا تامل اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ اسلام نے ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو کالعدم کر دیا اسلام کی صدائے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہو گئی (یہہ بھی کہنا چاہیئے کہ بت پرستی کی برائی بیان کر کے ایسی عمدہ تعلیم کی کہ لوگ خود بخود بت پرستی چھوڑ کے خدا پرست ہو گئے) اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا مسئلہ حضرت محمد کے معتقدون کے دلون اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہی جیسے خاص حضرت محمد کے دل مین تھا (یہ عمدگی تعلیم کا اثر ہی) مذہب اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہہ ہی کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام مین کچھہ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہ ہدایت ہی کہ سب مسلمان آپس مین برادرانہ محبت رکھین یتیمون کے ساتھہ سلوک کرین غلامون کے ساتھہ نہایت شفقت سے پیش آئین نشہ کی چیزون کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اِس بات پر فخر کر سکتا ہی کہ اِس مین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا" از ینعام محمدی صہ ۱۸۱ ـ

افسوس ہی اُن عیسائیون پر جو مذہب اسلام مین عیاشی کی تعلیم بتاتے ہین وہ ذرا اپنے منصف مزاج بھائیون کے اقوال کو ملاحظہ کرین اور باطل کوشی سے باز آئین ـ

رابعاً مسٹر ہیکس اپنی کتاب کے دفعہ ۵۴ مین لکھتے ہین وہ عیسائی مذہب مین اخلاق کا کوئی ایسا مسئلہ نہین ہی کہ مسلمانون کی تعلیم مین نہ پایا جاتا ہو

اور پھر دفعہ ۷۴ مین لکھتے ہین وہ کوئی حکیم شاید یہہ گمان کرسکتا ہی کہ جب محمد عمدہ مسائلِ اخلاقیہ دینِ عیسوی سے مستفید ہورہے تھے تو اپنی دانائی سے صرف اسکی خوبی ہی کو اخذ نہین کیا بلکہ برائی کو چھوڑکر اخلاق کو اختیار کیا"
اور دفعہ ۴۶ مین لکھتے ہین وہ جب بہت طول طویل اور غیر الفہم عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہی تو شاید ایک حکیم دینِ اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونے اور بے تکلفی پر آہ کرکے پچتاوے کہ میرا مذہب ایسا کیون نہوا" ازپیغامِ محمدی صں ۱۸۱ –

خامساً لندن کے کوارٹرلے ریویو نمبر ۲۵۴ بابتِ ماہِ اکٹوبر ۱۸۶۹ع مین جو ایک آرٹکل اسلام کے نام سے لکھا گیا ہی قابلِ ملاحظہ ہی اس مین لکھا ہی کہ وہ ادہر تو گہٹیا اور کارلئل اور اُس طرف جماعتِ محققینِ جدید مثل اسپرنگر اور اماری اور نولڈیک اور میور اور دوزی نے تمام جہان پر یہہ بات ثابت کی ہی کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہی ہزارون فائدہ مند جوہرونسے بہرا ہوا ہی اور یہہ کہ محمد نے مروت کی سنہری کتاب مین اپنے لئے جگہ حاصل کی ہی"

سادساً ایشیاٹک کوارٹرلے ریویو بابت اکٹوبر ۱۸۸۸ع عیسوی مین بعنوانِ (**عیسائیت اور اسلام**) ایک مضمون لنڈن مین چھپا ہی جسکی نقل علیگڈہ نسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۹ع مین کیگئی ہے اُس مضمون کو بطورِ خلاصہ بندہ یہان نقل کرتا ہی وہو ہذا
وہ اِس امر کی وجہہ معلوم کرنی چندان مشکل نہین ہی کہ پروٹسٹنٹ

مشنریون کی کوشش اہل اسلام کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہی۔ قطع نظر
ہمارے مشنریون کے طرزِ وعظ اور اور امور اتفاقیہ کے یہہ بات نظر آتی ہی
کہ اُسکی وجہ زیادہ تر خود اصول مذہب ہین۔ گو اِس بات کے کہنے کے
لئے جرأت درکار ہی لیکن حقیقت یہہ ہی کہ ہم صرف اِس وجہ سے ناکامیاب
ہوتے ہین کہ ہم ایک ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ
جو نہ تو کچھہ خیالی لطف پیدا کرسکتا ہی اور نہ عقل مین آسکتا ہی" پھر تھوڑی
عبارت کے بعد مرقوم ہی کہ "رومن کیتھلک لوگون نے پرانے ایرین۔
دیوتاؤن کے مجموعہ کو بنا سنوار کر اور بدی کے دیوتاؤن کو نیکی کے دیوتاؤن
سے بدل کر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اُسپر ایسا گہرا رنگ چڑہا
دیا جسکو ہم اصل عیسائیت کہہ سکتے ہین اور وہ راہبون اور پادریون اور پوپ
وغیرہ کے ایک عجیب وغریب سلسلہ کی مدد سے ایک ایسا مذہب پیش کرتے
ہین جو ایسا نہین ہی کہ اُن لوگون کو جو ترقی کی ایک متوسط حد سے آگے نہین
بڑھے اپنی جانب مائل نکر سکے۔ اور اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ عیسائیت
بحیثیت پشت وپناہ ہونے رومن کیتھلک طریقے کے اسکو متوہمانہ مذاہب
سے مقابلہ کرنیکی ایک بڑی طاقت دیتی ہی۔ مگر برخلاف اِسکے اسلام
اِن لوگون کے لئے جو توہمات کے چھوڑنے پر آمادہ ہون ایک ایسا
عقیدہ پیش کرتا ہی جو عقل کے نہایت موافق ہے چنانچہ اِس عالم کون وفساد
کے ایک ہی طور کے قانون کے تابع ہونے سے مذہب اسلام وحدانیت
ذاتِ باری اور اُس کی تنہا احکم الحاکمین ہونیکو ظاہر کرتا ہے۔ اور اُن

سب قسم کی پرستشون کے معدوم کر دینے سے جو انسانی شتہیات و جذبات کی مناسبت سے ایک ایک دیوتا ٹھہرالیا گیا ہی۔ اُسکے اپنی صفات ومنسوبات مین سب سے برتر ہونے کا اعتراف کیا گیا ہی۔ اور نہ صرف مورتون اور تصویرون ہی کا امتناع کیا گیا ہی بلکہ گانے بجانے اور راہبون اور پادریون کے سلسلہ کو بھی ملیامیٹ کر دیا گیا ہی۔ اور بجز ایک سیدہی سادی معقول پرستش کے جو ایک سیدے سادے مکان کے اندر یا باہر عمل مین آسکتی ہے اور کچھہ باقی نہین رکھا گیا۔ پاکیزگی یا کیا کا حکم دیا گیا ہے شراب کا امتناع ہی۔ تمام انسانون کے برابر ہونے کا وعظ ایک پسندیدہ صورت مین کیا گیا ہی اور دنیا مین نیک عمل کرنے کے اجر کا وعدہ عالمِ آخرت مین ایک قابلِ فہم بہشت کے ساتھہ دیا گیا ہی پس ایک ایسا مذہب ایسے لوگون سے جو کوئی مذہب نہین رکھتے بہت جلد قبولیت حاصل کر لیتا ہی۔ مگر جب ہم پروٹسٹنٹ طریقہ کی طرف متوجہ ہوتے مین تو اُس مین کوئی ایسی بات نہین پاتے جو لوگون کے دلون کو اپنی طرف کھینچے ہم نے اپنے پرانے مذہب کی ایسی باتون کی جو نظاہر خوشنما معلوم ہوتی تھین اصلاح تو کی لیکن ایسے درجے تک نہین کی جو اُسکو اصل عیسائیت یا کسی ایسی حد تک پہونچا دیتی جو عقل کے موافق ہو کیونکہ ہمارے مذہب کے موجودہ اصول مبہم اور ناقابلِ فہم مین۔ بلکہ شاید اِس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقے کے عیسائیت بھی کم ہی کیونکہ حقیقت اُس مین اعمالِ حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالمِ آخرت مین اپنی ذاتی

کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اس مین اسقدر
نہین ہی بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعۂ نجات قرار دیا گیا ہی اور
اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کی گئی ہی کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بد ہر حالت مین
گنہگار ہین اور تقصیروار ہے۔ اور یہہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دہوئے
جانے پر منحصر ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہہ کہنا کچھہ خلافِ حقیقت نہوگا کہ مسیح
کے خون سے نجات پانیکا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و
بنیاد ہی۔ اور یہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصولِ دین کے زور دیتے
ہین۔ لیکن ہمکو اب ذرا یہہ دیکھنا چاہئیے کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون
کے سامنے پیش کیا جاتا ہی تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے (یہ نتیجہ پیدا کرتا ہی) کہ سب
سے پہلے ہمارا مسئلۂ تثلیث ـــ وحدانیتِ الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل
مٹا دیتا ہی اور تعجب یہ ہی کہ خدا کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھہ ہم ایک
بالکل ناقابلِ فہم مسئلہ مین مساوی خداؤن کا بھی قرار دیتے ہین۔ حقیقت
مین دیکھو تو آریا قوم کا وہی پرانا ترکنون کا مسئلہ ہی جو کسی طرح بھی اس لائق
نہین ہی کہ ہمارے مذہب مین کھپ سکے۔ اِس تثلیث کے تین خداؤن
مین سے ایک خدا کی نسبت ہم نے قابلِ فہم طور پر کچھہ بھی قرار نہین دیا
کہ اُس کا کام کیا ہی پس ہم یہہ امید نہین کر سکتے کہ ایک اِس قسم کا مسئلہ
اپنے لیئے اُن لوگون کی قبولیت حاصل کر سکے جن سے ہم یہہ خواہش کرتے
ہین کہ وہ اپنے بہت سے خداؤن کے وجود کے توہم کو چھوڑ کر ہمارا مذہب
قبول کر لین اور ہم اسپر بھی بس نہین کرتے بلکہ اُن لوگون سے یہ بھی منوایا | چاہتے

چاہتے ہین کہ وہ مسیح جس کا دنیا مین پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقعہ ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر تھا بلکہ خود خداوند عالم تھا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور ہے کہ وہ اِس مسیح کی پرستش اُسکو خاص خداوند تعالی سمجھکر کرین جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز مسئلہ ہے۔ کچھہ شک نہین ہے کہ آریا قوم کے لوگ اپنے عجیب وغریب باتون کے عادی ہین۔ جیسے دوم درجے کے خداؤن کا انسانون کی بھلائی کے لئے اوتار بنکر دنیا مین آنا۔ مگر جس حد کو ہم پہونچے ہین اُسکو وہ بھی نہین پہونچے پس ہمارے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے ایک بہت بڑا ایمان درکار ہے۔

اور پھر مسئلہ قربانی مسیح کے ذکر کے بعد مرقوم ہے ،، الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اُن عجیب وغریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھہ لیا جو اخیر زمانہ کے یونانیون کے خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین۔ ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اِس عجیب وغریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین ،،

اور پھر تھوڑی عبارت کے بعد مسطور ہے کہ ،، رسوم و دستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے ابتک بہت پیچھے ہین۔ ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرائشی و زیبائشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کھڑکیون (گرجا کی کھڑکیان مراد ہین) وغیرہ اور ایسے رسوم کی طرف ہے جو خداوند لغا[illegible]

کے اُس اعلی درجہ کے تصوّر سے جس کا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرزِ عبادت مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا۔ ہم انسان کی مرغوبات رشوت کی طور پر دیگر لوگون کو اپنے عبادتخانون مین بلانیکی کوشش کرتے ہین اور اُس مین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اسکو بہ تعمق نظر دیکھین تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الٰہی کے کسیطرح موافق نہین ہے۔ حق یہہ ہے کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی بنانا اور اُن کی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہئیے اور یہہ اصلاح کا کام اُس حد سے زیادہ بڑھکر کرنا چاہئیے جہان کہ اُس وقت ہوا تھا جسکو ریفارمیشن کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اول ہمکو اپنے تشیون یا دریون مشنریون اور عام عیسائی لوگون کو عیسائیت سکھلانی چاہئیے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی امید کرسکتے ہین"

اور یہہ لکھا ہے کہ "جب مسلمانون نے سلطنتِ متحدہ یونان و روم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اُس سلطنت کی تہذیب و شایستگی اور علوم فنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہہ بھی وجہ تھی کہ اُنھون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اُس کے ساتھ قوانین اور علوم و فنون اور لٹریچر سے بھی اُسکو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اُس وقت تک بالکل وحشی تھے اور اس طرح پر اسلام کے دنیا مین قایم ہونے کے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصاً افریقہ مین ترقی کر رہے ہین یہہ ٹھیک کہنا بہت مشکل ہے کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے

مذہب کی طرح جو بتمامہ اناجیلِ ثلاثہ مین منحصر ہی صاف اور واضح طور پر ایک منحصر دایرہ کے اندر محدود نہین ہی اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اس کا اندازہ صرف اس کے نتیجون سے کر سکتے ہین چنانچہ اس کی عام حالت تو بیان ہو چکی ہی اور کچھہ شک نہین ہی کہ وہ لوگون کی طرز زندگی اور اُن کی چال چلن کے ظاہرا شایستہ اور معزز بنانے مین بہت مؤثر معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اس مین یہہ ہی کہ اِس مین نہ تو کچھہ مشکل مسئلے مین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہی جو عقل اور ایک انسان کی معمولی سمجھہ کے برخلاف ہون اور اسیوجہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان بہت ہی کم ہی اور یہہ بات اظہر من الشمس ہی کہ مذہب اِسلام کے پیرو اُسکی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھہ شرم نہین کرتے " الخ۔

الغرض بہت سے اہل یورپ عیسائی محققین نے اسلام اور شارعِ اسلام کی تعریف و توصیف مین عمدہ عمدہ مطالب لکھے ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ اسلام وہ مذہب حق ہی جسکی حقیت مثل آفتاب کے روشن ہی اور جسے مخالفین اسلام بھی جو صاحبانِ عقل و انصاف ہین نہ چھپا سکے بلکہ بدلائلِ محکمہ اسکی عمدگی کو بیان کیا۔ اب مصنف کتابِ امہات المومنین ذرا اِن اقوال کو بنظرِ انصاف ملاحظہ کرے کہ باوجود عیسائی ہونیکے تعلیم اسلام کی کیسی توصیف کرتے ہین اِس تعریف کی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہی کہ اسلام کی بکمالِ خوبی نے انکے دلی انصاف کو واقعی امر کے بیان کرنے پر مجبور

کر دیا بندہ کو اس امر پر کہ بعض اُن لوگوں نے جو مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں مذہب
عیسائی اختیار کر لیا ہے نہایت حیرت تھی کیونکہ ممکن نہیں کہ صاحبانِ عقلِ سلیم وحدانیتِ خدائے
تعالی کے عقلی اور قطعی اعتقاد کو ترک کر کے مسئلۂ تثلیث اور آدمی کی الوہیت کا اقرار کہ
محالاتِ عقلیہ اور ممتنعاتِ قطعیہ سے ہے کر سکے مگر بعد ادنی تامل کے ظاہر ہو گیا کہ یہ امر بغیر دو وجہوں
کے ہرگز نہیں ہو سکتا یا تو ان کمبخت مسلمانوں کی نشو و نما ہی عیسائیوں میں ہوئی ہے اور ایامِ طفولیت
سے سنِ تمیز تک برابر عیسائیوں کے اعتقادات ہی وہ سنتے رہے ہیں یا یہ کہ طمعِ زخارفِ دنیوی اور حبِ
مال نے انکی آنکھوں پر ضلالت کے پردے ڈالدیئے اور قلب کو سیاہ کر دیا اب چاہیں وہ بت پرستی کریں
یا آفتاب پرستی یا آدم پرستی یا تثلیث پرستی۔ بغیر ان وجہوں کے محال ہے کہ کوئی ذی فہم مسلمان محالاتِ عقلیہ
کے وقوع کا قائل ہو بلکہ فی الحقیقت یہ بات بھی ممکن نہیں ہے کہ جو شخص صاحبِ عقل ہو ہرچند وہ ابتداً مخالف
اسلام ہی ہو امرِ حق نہ اختیار کرے اور محالاتِ قطعیہ کے وجود کا اعتقاد نہ ترک کرے۔ اور
انصافاً غور کیجئے تو اعتقادِ حق منحصر اسلام ہی میں ہے اور اہلِ اسلام ہی حقیقۃً پیرو عیسی علیہ السلام
ہیں کیونکہ انکی شہادت کے موافق حضرتِ محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کے قائل ہیں اور
موحدِ خالص ہیں اور مسئلہ تثلیث کا کہ وہ خلافِ تعلیمِ حضرتِ مسیح علیہ السلام اور عین شرک ہے
ہمیشہ تقریراً و تحریراً رد کرتے ہیں جیسا کہ محققینِ عیسائی بھی اسکے قائل ہو گئے پس جس شخص کو
منظور ہے کہ نجاتِ اخروی اور اپنے معبود کی رضامندی حاصل کرے اور عیسی علیہ السلام
بھی اس سے خوش ہوں تو اسے چاہیئے کہ مذہبِ اسلام اختیار کرے ؎ احمدی باش
گر خدا خواہی ٭ ورنہ در ہر طریق گمراہی۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین تمت بالخیر بروز
صفر سنہ ۱۳۱ حررہ احقر العباد سید فیض حسین عفی عنہ بکتابت کمترین غلام حسن [illegible]

تقریظ بی نظیر حلیدہ خامۂ عنبر شمامۂ زبدۃ العلماء المتبحرین وعمدۃ الفضلاء المحققین مرجع المحدثین الکرام وملاذ المتکلمین العظام العظ لیف اللوذعی جناب آقا سید علی شستری - المخاطب بسلطان العلما لازالت شموس افاداتہ مشرقۃً مادامت الارض والسماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لما رایت ما املاہٗ قلم من قلّم اظفار النظافہ - وتقدم فی قط القلم القول قط علی اولی العلم و الشرفہ فکتب بالہندیہ ما املاہ من الشکر افواہ المحابر - وبالفارسیہ ماقرت برویتہ المحاجر - وفی العربیہ ماسرت لمطالعہ الخواطر - الجامع بین نکات المقدمات والموخرات - والرافع الویہ المطالب فی المدونات والمسطرات - السید الحاوی شرف العلم - الثاوی من قلتہ ذوی الفضل فی زاویہ الانزواء عن الحکم فی الحرب والسلم - الفایض حوض فیضہ وفضلہ الرایض روض عدلہ واصلہ - المتفرع عن الدوحہ النبویہ - والمتاصل من الاصول الفاطمیہ حیث انتہت الشرافۃ الی مغناہا - والسیادۃ الی ادنی مرقاہا - حدث السن لم یزل یتلہی * علمہ فی مشایخ العلماء * خاطر یصقع الفرزدق فی * الشعر وتحویر دام الکسائی * السید المنزہ عن الرین والمین - السید فیض حسین - احسن اللہ الیہ بفیضہ ومنہ - وافاض علیہ بحسنہ فی جواب کتاب امہات المومنین - وسماہ **تنبیہ المخالفین** - ورایت ما اتی علی مصنفہ من نقض علیہ بابرام - وحرب علیہ بنیان الکلام - وفتل علی نغاتہ وفلتاتہ - وماسل علیہ من سیوف الدفاع فی مزخرفاتہ - فللہ درک یا سیدا اقتدیت آباءک فبہدٰہم اقتدہ واہتدیت بکبرائک فبالاہتدار بہم اہتدہ وعلمت منہ ان لک قدماً رابطۃً فی

نہایت عمدہ طور سے ہر ایک گروہ کے معتقدات کے موافق پورا کیا ہی میری
راے مین یہ رسالہ اُمّہات المومنین کے اور جوابون سے زیادہ مسلسل
مرتّب مکمل ہی اور فاضل مصنّف کی پرجوش حمیت اسلامی قومی دلسوزی
کثرت معلومات و دقیقہ سنجی کا پورا پورا شاہد ہی فقط ۲۲ ربیع ثانی ۱۳۱۶ھ

شرعی دستخط
الٰہی بخش عفی عنہ

قطعہ تاریخ بے عدیل از نتایج فکر حمید ذی کمال دقیقہ سنج نازک خیال عندلیب حدیقۂ
نکتہ دانی طوطی شکرستان خوش بیانی شاہزادہ گورکانی مکرمی جناب میرزا احمد
سلطان صاحب بہادر خادر دام مجدہ و اشفاقہٗ –

واقف قرآن حامی سنت مولوی فیض حسین فرد ا | جنکی دلیل قاطع سے مردود گروہ کرسچن ہے
جبکہ لکھی تنبیہ مخالف خاور اُس کا سال رقم | ہاتف بولا صبّ علیہم ربک سوط عذاب ہے

مادّہ تاریخ پوری آیت قرآن شریف کی ہی جو کفار کے بارے مین نازل ہوئی ہی اس کا حاصل
ترجمہ یہ ہی کہ ”خدا نے کفار کو عذاب کے کوڑے سے مارا“ اور خدا تعالی
کی قدرت سے اِس مین پوری تاریخ تصنیف کتاب ہذا کی نکل آئی گویا خدا نے
مصنّف کو اِس کا الہام فرمایا ہی الحمد للہ علی ذالک فقط